سلسلہ تعلیماتِ اِسلام 6

روزہ اور اِعتکاف

(فضائل و مسائل)

اِفادات

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

سلسلہ تعلیماتِ اِسلام: 6

روزہ اور اِعتکاف

اِفادات

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

مرتّبہ

مسز فریدہ سجاد

شعبہ دعوت، منہاج القرآن ویمن لیگ

منہاج القرآن پبلی کیشنز

365- ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 35168514، 042-3111-140-140

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون: 37237695

www.Minhaj.org-sales@Minhaj.org

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاجُ القرآن محفوظ ہیں

سلسلہ تعلیماتِ اِسلام: 6

نام کتاب	:	روزہ اور اِعتکاف
اِفادات	:	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
مرتبہ	:	مسز فریدہ سجاد
معاوِنہ	:	مصباح کبیر
نظر ثانی	:	مفتی عبد القیوم خان ہزاروی، حافظ فرحان ثنائی
زیرِ اِہتمام	:	فریدِ ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk
مطبع	:	منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور
اِشاعتِ اَوّل	:	اگست 2009ء (1,100)
اِشاعتِ دُوُم		نومبر 2009ء (1,100)
اِشاعتِ سوم	:	اگست 2010ء (1,100)
قیمت	:	-/140 روپے

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تمام تصانیف اور خطبات و لیکچرز کے کیسٹس اور CDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے تحریکِ منہاجُ القرآن کے لیے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلی کیشنز)

sales@minhaj.org

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاجُ القرآن محفوظ ہیں

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تمام تصانیف اور خطبات و لیکچرز کے کیسٹس اور CDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے **تحریکِ منہاجُ القرآن** کے لیے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلی کیشنز)

sales@minhaj.org

بسم الله الرحمن الرحيم

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیبِکَ خَیرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَونَینِ وَالثَّقَلَینِ

وَالْفَرِیقَینِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

﴿ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ ﴾

www.MinhajBooks.com

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش

حکومتِ پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی۔۱) ۴-۱/ ۸۰ پی آئی وی، مؤرّخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء؛ حکومتِ بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۷-۴-۲۰ جنرل وایم ۴/ ۹۷۰-۳۷، مؤرّخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء؛ حکومتِ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی چٹھی نمبر ۲۴۴۱۱-۶۷ این۔۱/ اے ڈی (لائبریری)، مؤرّخہ ۲۰ اگست ۱۹۸۶ء؛ اور حکومتِ آزاد ریاست جموں وکشمیر کی چٹھی نمبر س ت/ اِنتظامیہ ۶۳-۸۰۶۱/ ۹۲، مؤرّخہ ۲ جون ۱۹۹۲ء کے تحت ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تصنیف کردہ کتب تمام سکولز اور کالجز کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

فہرس

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۞	پیش لفظ	۲۱
	۱۔ رمضان المبارک	۲۳
۱	رمضان کا معنی و مفہوم کیا ہے؟	۲۳
۲	قرآن و حدیث کی روشنی میں رمضان المبارک کی فضیلت کیا ہے؟	۲۳
۳	حضور ﷺ رمضان المبارک کا کیسے استقبال فرماتے؟	۲۶
۴	رمضان المبارک میں حضور نبی اکرم ﷺ کے معمولات کیا تھے؟	۲۹
۵	رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی فضیلت کیا ہے؟	۳۴
۶	رمضان المبارک میں شیطان کے جکڑے جانے سے کیا مراد ہے؟	۳۴
۷	رمضان المبارک میں جنت کے دروازے کھلنے اور جہنم کے دروازے بند ہونے سے کیا مراد ہے؟	۳۶

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
٨	اللہ تعالیٰ رمضان المبارک میں امت محمدی ﷺ کو کن تحائف سے نوازتا ہے؟	٣٨
٩	رمضان المبارک امتِ مسلمہ کے لئے کیا پیغام لے کر آتا ہے؟	۴٠
١٠	رمضان المبارک میں قیام اللیل کی فضیلت کیا ہے؟	۴١
١١	رمضان المبارک میں تلاوت قرآن حکیم کی فضیلت کیا ہے؟	۴٣
١٢	رمضان المبارک میں سحری کھانے کی فضیلت کیا ہے؟	۴۵
١٣	رمضان المبارک میں افطاری کی فضیلت کیا ہے؟	۴٨
	٢۔ رمضان المبارک سے متعلقہ مسائل	**۵٠**
١۴	رؤیتِ ہلال (چاند دیکھنا) سے کیا مراد ہے؟	۵٠
١۵	کیا رؤیتِ ہلال کے لیے دوربین کا اِستعمال جائز ہے؟	۵٠
١٦	چاند دیکھ کر کون سی دعا مانگنی چاہیے؟	۵٠
١٧	٢٩ شعبان المعظم کو اگر چاند نظر نہ آئے تو کیا کسی کے لئے ٣٠ شعبان المعظم کو روزہ رکھنا جائز ہے؟	۵١
١٨	اگر مطلع صاف ہو تو رمضان المبارک کے روزے کے لئے کم از کم کتنے آدمیوں کی گواہی ضروری ہے؟	۵٢

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۱۹	اگر مطلع صاف نہ ہو تو پھر کتنے آدمیوں کی گواہی ضروری ہے؟	۵۲
۲۰	نمازِ تراویح سے کیا مراد ہے اور اس کے پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟	۵۳
۲۱	نمازِ تراویح کی کل کتنی رکعات ہیں؟	۵۴
۲۲	رمضان المبارک میں تراویح کے دوران قرآنِ حکیم کی تلاوت کی مقدار کیا ہونی چاہیے کیا رمضان المبارک میں تراویح میں مکمل قرآن پڑھنا لازم ہے؟	۵۷
۲۳	رمضان المبارک میں شبینہ کا صحیح طریقہ کیا ہے؟	۵۷
۲۴	کیا عورت خواتین کو باجماعت نمازِ تراویح پڑھا سکتی ہے؟	۵۹
	۳۔ روزہ	**۶۱**
۲۵	لغوی اور شرعی اعتبار سے روزہ سے کیا مراد ہے؟	۶۱
۲۶	قُرآن و حدیث کی روشنی میں روزہ کی فرضیت و فضیلت کیا ہے؟	۶۱
۲۷	ارکان اسلام میں روزہ کون سا رکن ہے؟	۶۵
۲۸	روزہ کون سی عبادت ہے؟	۶۵
۲۹	روزہ کس سن ہجری میں فرض ہوا؟	۶۶

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۳۰	روزہ کن لوگوں پر فرض ہے؟	۶۷
۳۱	کیا روزہ پہلی امتوں پر بھی فرض تھا؟	۶۸
۳۲	روزہ کی کتنی اقسام ہیں؟	۷۰
۳۳	فرض معین اور فرض غیر معین روزے سے کیا مراد ہے؟	۷۱
۳۴	واجب معین اور واجب غیر معین روزے سے کیا مراد ہے؟	۷۱
۳۵	مسنون روزے سے کیا مراد ہے؟	۷۲
۳۶	نفلی روزہ سے کیا مراد ہے؟	۷۵
۳۷	حرام روزے سے کیا مراد ہے؟	۷۶
۳۸	مکروہ روزے سے کیا مراد ہے؟	۷۶
۳۹	صومِ داؤدی کسے کہتے ہیں؟	۷۸
۴۰	سحری و افطاری کے وقت کون سی دعائیں پڑھنی چاہییں کیا یہ حدیث نبوی ﷺ سے ثابت ہے؟	۷۹
۴۱	روزہ کی حالت میں غیبت کرنا، جھوٹ بولنا اور فحش کلامی کرنا کیسا ہے؟	۸۱
۴۲	روزے میں کارفرما حکمتیں کیا ہیں؟	۸۳
۴۳	عام اور خاص لوگوں کے روزے میں کیا فرق ہے؟	۸۸
۴۴	کیا روزہ کے اثرات ہر شخص پر یکساں ہوتے ہیں؟	۹۰

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۴۵	روزہ کی حفاظت کیسے ممکن ہے؟	۹۱
۴۶	کون سی دو خوشیاں ہیں جو روزہ دار کو نصیب ہوتی ہیں؟	۹۳
۴۷	جنت کا کون سا دروازہ ہے جس میں سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے؟	۹۴
۴۸	روزے کے باطنی و روحانی فوائد کیا ہیں؟	۹۵
۴۹	روزے کے طبی فوائد کیا ہیں؟	۹۷
۵۰	اجتماعی افطاری کرنے کے کیا فوائد ہیں؟	۱۰۰
۵۱	کھجور سے روزہ افطار کرنے میں کیا حکمت ہے؟	۱۰۱
۵۲	روزہ شوگر (Diabetes) کو کنٹرول کرنے میں کیا کردار ادا کرتا ہے؟	۱۰۳
۵۳	کیا روزہ موٹاپے میں کمی کا باعث بنتا ہے؟	۱۰۴
۵۴	روزہ کس طرح سرطان (Cancer) کی روک تھام میں مدد دیتا ہے؟	۱۰۵
۵۵	کیا روزہ سگریٹ نوشی سے نجات کا ذریعہ ہے؟	۱۰۶
۵۶	روزے سے ہمیں کیا سبق حاصل ہوتا ہے؟	۱۰۶
	۴۔ روزہ سے متعلقہ مسائل	**۱۰۸**
۵۷	کیا روزے کے لئے نیت کرنا ضروری ہے؟	۱۰۸

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۵۸	کیا نیت کے لئے زبان سے اظہار کرنا ضروری ہے؟	۱۰۸
۵۹	کیا روزہ توڑنے کی نیت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟	۱۰۸
۶۰	سحری کا وقت کب ختم ہوتا ہے، کیا اس کے بعد کچھ کھانا جائز ہے؟	۱۰۹
۶۱	سحری کھانے میں تاخیر اور افطار کرنے میں جلدی کا حکم کیوں دیا گیا؟	۱۱۰
۶۲	وہ کون سے امور ہیں جن سے روزہ مکروہ ہوتا ہے؟	۱۱۲
۶۳	روزوں کی قضا کے کیا احکام ہیں؟	۱۱۳
۶۴	وہ کون سے امور ہیں جن سے صرف روزہ کی قضا لازم آتی ہے کفارہ نہیں؟	۱۱۳
۶۵	رمضان کے قضا روزے لگاتار رکھنے چاہئیں یا وقفہ سے؟	۱۱۵
۶۶	روزوں کی قضا کرنے کے بارے میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کیا معمول تھا؟	۱۱۵
۶۷	اگر نفلی روزہ ٹوٹ جائے تو کیا اس کی قضا لازم ہے؟	۱۱۶
۶۸	کفارہ کسے کہتے ہیں اور اس کے ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟	۱۱۷
۶۹	عمدًا نفلی روزہ توڑنے کا کفارہ کیا ہے؟	۱۱۷

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۷۰	روزوں کی صورت میں کفارہ ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟	۱۱۸
۷۱	شریعت میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی مقدار کیا ہے؟	۱۱۸
۷۲	کیا کفارہ کے طور پر ساٹھ مسکینوں کا کھانا ایک ہی مسکین کو دیا جا سکتا ہے؟	۱۱۹
۷۳	اگر کوئی بغیر کسی شرعی رخصت یا مرض کے رمضان کا روزہ چھوڑے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟	۱۱۹
۷۴	شرع کی رُو سے حالتِ بیماری میں روزہ توڑنے کا کیا حکم ہے؟	۱۲۰
۷۵	کیا کثرتِ ضعف یا بیماری کے باعث وقت سے پہلے روزہ افطار کرنا جائز ہے؟	۱۲۱
۷۶	فدیہ کسے کہتے ہیں؟	۱۲۱
۷۷	کن صورتوں میں روزے کا فدیہ ادا کیا جائے؟	۱۲۲
۷۸	روزے کا فدیہ کیا ہے؟	۱۲۲
۷۹	مرنے والے کے ذمے فرض یا واجب روزہ ہو تو اُس کی طرف سے روزہ قضا کرنے کا کیا حکم ہے؟	۱۲۲
۸۰	بھول کر کھانے پینے کے بعد اگر روزہ توڑ دیا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۱۲۳
۸۱	بھول کر کھانا کھانے سے روزہ کیوں نہیں ٹوٹتا؟	۱۲۴

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۸۲	روزہ دار اگر بھول کر کھا پی رہا ہو تو کیا اُسے یاد دلانا چاہیئے یا نہیں؟	۱۲۵
۸۳	ماہِ رمضان میں اگر کسی کا روزہ ٹوٹ جائے تو کیا پھر اس کے لئے کھانا پینا جائز ہے؟	۱۲۵
۸۴	کیا مسافر روزہ رکھ سکتا ہے؟	۱۲۶
۸۵	کیا اگر کوئی شخص صبح صادق کے بعد تک حالتِ جنابت میں رہے تو اس صورت میں اس کا روزہ ہوگا؟	۱۲۷
۸۶	عورت کے لئے حالتِ حیض و نفاس میں روزہ کا کیا حکم ہے؟	۱۲۸
۸۷	ایامِ مخصوصہ میں خواتین کیلئے نماز کی قضا نہیں ہے، لیکن روزہ کی کیوں ہے؟	۱۲۸
۸۸	اگر حیض طلوعِ فجر سے پہلے رک جائے تو کیا غسل کئے بغیر روزہ رکھنا جائز ہے؟	۱۲۹
۸۹	اگر افطاری سے چند منٹ قبل عورت حائضہ ہوجائے تو کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟	۱۳۰
۹۰	شریعت نے حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین کیلئے روزہ کے بارے میں کیا حکم دیا ہے؟	۱۳۰

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۹۱	کیا حالتِ روزہ میں خاتونِ خانہ، باورچی، نان بائی کھانے میں نمک چکھ سکتا ہے؟	۱۳۱
۹۲	چکھنے سے کیا مراد ہے؟	۱۳۱
۹۳	کیا روزہ کی حالت میں لپ اسٹک یا پٹرولیم جیلی (ویزلین) لگانا جائز ہے؟	۱۳۲
۹۴	کیا روزہ کی حالت میں سرمہ لگانا جائز ہے؟	۱۳۲
۹۵	حالتِ روزہ میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا کیا حکم ہے؟	۱۳۲
۹۶	کیا روزے کی حالت میں مسواک یا ٹوتھ پیسٹ سے دانت صاف کرنا جائز ہے؟	۱۳۳
۹۷	کیا دانتوں سے خون نکلنے کی صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟	۱۳۴
۹۸	کیا قے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟	۱۳۴
۹۹	کیا انجکشن یا ڈرپ لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟	۱۳۵
۱۰۰	کیا روزے کی حالت میں انہیلر (Inhaler) لینا جائز ہے؟	۱۳۵
۱۰۱	کیا کسی مریض کو حالتِ روزہ میں خون دینا جائز ہے؟	۱۳۵

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۱۰۲	اگر دھواں، غبار، عطر کی خوشبو یا دھونی حلق یا دماغ میں چلی جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟	۱۳۶
	۵۔ اعتکاف	**۱۳۷**
۱۰۳	اعتکاف سے کیا مراد ہے؟	۱۳۷
۱۰۴	اعتکاف بیٹھنے کی کیا فضیلت ہے؟	۱۳۷
۱۰۵	رمضان المبارک کے کن ایام میں اعتکاف بیٹھنا مسنون ہے؟	۱۳۹
۱۰۶	شریعت کی رُو سے مسنون اعتکاف کا آغاز و اختتام کس وقت ہوتا ہے؟	۱۳۹
۱۰۷	اعتکاف بیٹھنے کی شرائط کیا ہیں؟	۱۴۰
۱۰۸	اعتکاف کی کتنی اقسام ہیں؟	۱۴۰
۱۰۹	سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ اعتکاف کسے کہتے ہیں؟	۱۴۰
۱۱۰	نفلی اعتکاف سے کیا مراد ہے؟	۱۴۱
۱۱۱	اعتکافِ واجب یا اعتکافِ نذر کسے کہتے ہیں؟	۱۴۱
۱۱۲	واجب اعتکاف کی کم از کم مدت کیا ہے؟	۱۴۲
۱۱۳	دورانِ اعتکاف معتکف کو کون سے امور سرانجام دینے چاہئیں؟	۱۴۲

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۱۱۴	اجتماعی اعتکاف کی شرعی حیثیت کیا ہے؟	۱۴۲
۱۱۵	اجتماعی اعتکاف کے فضائل وثمرات کیا ہیں؟	۱۵۹
۱۱۶	لیلۃ القدر سے کیا مراد ہے اور اسے کون سی راتوں میں تلاش کرنا چاہیے؟	۱۶۰
۱۱۷	لیلۃ القدر کو دیگر راتوں پر کیا فضیلت حاصل ہے؟	۱۶۱
۱۱۸	رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتیں کون سی ہوتی ہیں؟	۱۶۳
۱۱۹	شب قدر کو مخفی رکھنے میں کیا حکمت ہے؟	۱۶۴
۱۲۰	حضور نبی اکرم ﷺ نے شب قدر میں کون سا وظیفہ کرنے کی تلقین فرمائی؟	۱۶۵
	۶۔ اعتکاف سے متعلقہ مسائل	**۱۶۶**
۱۲۱	کیا مسنون اعتکاف کے لئے روزہ رکھنا شرط ہے؟	۱۶۶
۱۲۲	کیا واجب، مسنون یا نفلی اعتکاف چھوڑنے پر قضاء واجب ہے؟	۱۶۶
۱۲۳	ایک دن کے اعتکاف کی قضا کا طریقہ کیا ہے؟	۱۶۷
۱۲۴	مسنون اعتکاف ٹوٹنے کے بعد کیا معتکف نفل کی نیت سے اعتکاف جاری رکھ سکتا ہے؟	۱۶۷

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۱۲۵	کن صورتوں میں اعتکاف توڑنا جائز ہے؟	۱۶۸
۱۲۶	اعتکاف کو توڑنے والے امور کون سے ہیں؟	۱۶۹
۱۲۷	مکروہاتِ اعتکاف کون سے ہیں؟	۱۶۹
۱۲۸	کیا معتکف بحالتِ مجبوری ایک مسجد سے دوسری مسجد میں منتقل ہوکر اعتکاف پورا کرسکتا ہے؟	۱۷۰
۱۲۹	کیا معتکف کسی مریض کی عیادت یا نماز جنازہ میں شریک ہوسکتا ہے؟	۱۷۰
۱۳۰	کن اُمور کی بناء پر معتکف اعتکاف گاہ سے باہر نکل سکتا ہے؟	۱۷۱
۱۳۱	کیا حالتِ اعتکاف میں غسل کرنا جائز ہے؟	۱۷۲
۱۳۲	اگر کوئی شخص سعودی عرب میں رمضان شریف کا آغاز کرتا ہے جو پاکستان سے دو روز قبل تھا اور دسویں روزے کو واپس آیا تو یہاں آٹھواں روزہ تھا۔ اب وہ اعتکاف بیٹھنا چاہتا ہے تو اس کے لئے اعتکاف کی کیا صورت ہوگی؟	۱۷۲
۱۳۳	اجتماعی اعتکاف کی صورت میں مسجد سے باہر خیموں اور ملحقہ کمروں میں جو معتکفین بیٹھتے ہیں کیا ان کا اعتکاف ہو جاتا ہے؟	۱۷۴
۱۳۴	کیا خواتین کا اعتکاف بیٹھنا درست ہے؟	۱۷۵

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۱۳۵	کیا بیوی کا خاوند کی اجازت کے بغیر اعتکاف بیٹھنا جائز ہے؟	۱۷۶
۱۳۶	عورت کہاں اعتکاف بیٹھے؟	۱۷۶
۱۳۷	کیا خواتین گھر سے دور اجتماعی اعتکاف میں بیٹھ سکتی ہیں؟	۱۷۶
۱۳۸	کیا خواتین شرعی عذر (حیض) روکنے کے لئے ٹیبلٹ یا انجکشن استعمال کر کے اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں؟	۱۷۹
۱۳۹	اگر معتکفہ کا شرعی عذر کی وجہ سے مسنون اعتکاف ٹوٹ جائے تو وہ کتنے دنوں کے اعتکاف کی قضا کرے گی؟	۱۷۹
	۷۔ عید الفطر اور صدقہ فطر	**۱۸۰**
۱۴۰	نمازِ عیدین کا حکم کب دیا گیا؟	۱۸۰
۱۴۱	عید الفطر کو خوشی کا دن کیوں قرار دیا گیا؟	۱۸۱
۱۴۲	کیا عید کے دن روزہ رکھنا جائز ہے؟	۱۸۱
۱۴۳	عید الفطر کی نماز کا وقت کیا ہے اور اس کی ادائیگی میں تاخیر جائز ہے؟	۱۸۲
۱۴۴	عید کی نماز کے لئے اذان اور اقامت کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۱۸۲
۱۴۵	نمازِ عیدین ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟	۱۸۳

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۱۴۶	عید کے دن کون سے امور بجا لانا مسنون اور مستحب ہیں؟	۱۸۳
۱۴۷	عید کی رات عبادت کرنے کی کیا فضیلت ہے؟	۱۸۵
۱۴۸	صدقہ فطر کسے کہتے ہیں؟	۱۸۶
۱۴۹	صدقہ فطر کس پر واجب ہے؟	۱۸۷
۱۵۰	صدقہ فطر کی ادائیگی کا وقت کیا ہے؟	۱۸۸
۱۵۱	صدقہ فطر کے فوائد کیا ہیں؟	۱۸۸
۱۵۲	ماہِ رمضان میں صدقہ و خیرات کرنے کی فضیلت کیا ہے؟	۱۸۹
	۸۔ عید الفطر اور صدقہ فطر سے متعلقہ مسائل	**۱۹۰**
۱۵۳	کیا عید کی نماز کے لئے جماعت شرط ہے؟	۱۹۰
۱۵۴	عید الفطر کا خطبہ پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟	۱۹۰
۱۵۵	اگر کسی کی نماز عید رہ جائے یا فاسد ہوجائے تو اس کی قضا ہے یا نہیں؟	۱۹۱
۱۵۶	اگر عید جمعہ کے دن ہو تو نمازِ جمعہ ادا کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۱۹۱
۱۵۷	نمازِ جمعہ اور عیدین کی نماز میں کیا فرق ہے؟	۱۹۵
۱۵۸	جو شخص روزہ نہ رکھے کیا اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے؟	۱۹۶

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۱۵۹	کیا صدقہ فطر یومِ عید سے پہلے رمضان میں دیا جا سکتا ہے؟	۱۹۶
۱۶۰	کیا نابالغ پر بھی فطرانہ ادا کرنا واجب ہے؟	۱۹۷
۱۶۱	فطرانہ لینے کے مستحق کون لوگ ہیں؟	۱۹۷
۱۶۲	کیا رشتہ داروں کو صدقہ فطر دینا جائز ہے؟	۱۹۷
۱۶۳	شرعی اعتبار سے صدقہ فطر کی مقدار کتنی مقرر ہے؟	۱۹۸
۱۶۴	کیا صدقہ فطر ہر شخص یکساں ادا کرے گا یا اپنی اپنی حیثیت کے مطابق؟	۱۹۸
۞	مآخذ و مراجع	۲۰۱

پیش لفظ

اِنسان کا مقصدِ تخلیق عبادتِ اِلٰہی ہے اور عبادت کا مقصدِ وحید تقوی و للّٰہیت کا حصول ہے۔ عبادت اگر بطور عادت کی جائے تو اِس سے محض ثواب ملتا ہے، تقویٰ اور روحانیت کا نور حاصل نہیں ہوتا۔ اور اگر یہی عبادت صدق و اِخلاص اور أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ کے شعور سے کی جائے تو اِنسان قرب و معیت کے اُس مقام پر فائز ہوتا ہے جہاں سے اِرْجِعِيْ إِلٰی رَبِّکَ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً کی ایمان اَفروز صدائیں آنے لگتی ہیں۔ روزہ ہی ایک ایسی منفرد عبادت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اِس کی جزا دوں گا''۔ اِسی طرح روزہ ایک مسلمان کو دوسروں کی بھوک، غربت اور اَفلاس کا اِحساس کرنے کی تڑپ پیدا کرتا ہے۔ یہ انسان میں تنگ دست اور بھوک کی ماری مخلوقِ خدا کی مدد کرنے کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ نیز روزہ انسان کو باطنی طہارت کا سامان بھی فراہم کرتا ہے۔ اِس کا بنیادی مقصد ہی تقویٰ پیدا کرنا ہے، تاکہ بندۂ مومن ہر طرح کی آلائشوں اور غلاظتوں سے پاک ہوکر معاشرے کا ایک اچھا اور دوسروں کا خیال رکھنے والا فرد بنے۔ اِس سے ایک پاکیزہ معاشرے کی راہ بھی ہموار ہوتی ہے۔

روزے کا تصور کم و بیش دنیا کے ہر مذہب میں مختلف شکلوں میں موجود رہا ہے، مگر اِسلام نے اپنی دیگر تمام تعلیمات کی طرح اِس میں بھی اعتدال اور توازن برقرار رکھا ہے۔ اِس فریضے کی اصل روح لوگوں تک پہنچانے کے لیے ضروری ہے کہ اِسے عام فہم انداز میں لوگوں کے سامنے بیان کیا جائے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی زیرِ سرپرستی تجدید و اِحیاے دین کی

عظیم تحریک ’’تحریکِ منہاج القرآن‘‘ ہر سطح پر اُمت کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ تعلیماتِ اِسلام سیریز کا یہ چھٹا سلسلہ بھی اِسی کڑی کا ایک حصہ ہے، جس میں روزہ سے متعلقہ ایک سو تریسٹھ سوالات مع جوابات انتہائی آسان پیرائے میں بیان کیے گئے ہیں۔

فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ کے شعبہ خواتین کی رِیسرچ اسکالرز - مسز فریدہ سجاد اور محترمہ مصباح کبیر - نے نہایت جاں فشانی سے یہ کتاب مرتب کی ہے، جس کی نظر ثانی کا فریضہ سینئر رِیسرچ اسکالر محترم محمد افضل قادری اور محترم حافظ فرحان ثنائی نے سرانجام دیا ہے۔ بعد ازاں اسے صدر دار الافتاء مفتی عبد القیوم خان ہزاروی نے ملاحظہ فرمایا۔

اِس کتاب میں رمضان المبارک، روزہ، اِعتکاف، شب قدر اور عید الفطر کے علمی و فقہی مسائل کو بیان کرنے کے علاوہ موجودہ دور کے جدید مسائل کو بھی منفرد انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب نہ صرف ہر طبقے اور عمر کے لوگوں کے لیے یکساں مفید ہے، بلکہ تعلیمی اداروں کی لائبریریوں اور درسی نشستوں میں پڑھائے جانے کے لیے بھی انتہائی نفع بخش ہے۔

بارگاہِ ایزدی میں دست بدعا ہوں وہ ہمیں ایمان و عمل کی بہترین صلاحیتیں عطا فرمائے اور اِس مجموعے کی تیاری میں حصہ لینے والے تمام اَفراد کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے نوازے۔ (آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ)

محمد فاروق رانا

ڈپٹی ڈائریکٹر (ریسرچ)

فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ

۱۔ رمضان المبارک

سوال نمبر ۱: رمضان کا معنی و مفہوم کیا ہے؟

جواب: عربی زبان میں رمضان کا مادہ رَمَضٌ ہے، جس کا معنی سخت گرمی اور تپش ہے۔[۱] رمضان میں چونکہ روزہ دار بھوک و پیاس کی حدت اور شدت محسوس کرتا ہے اس لئے اسے رمضان کہا جاتا ہے۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ رمضان رمضاء سے مشتق ہے اس کا معنی سخت گرم زمین ہے لہٰذا رمضان کا معنی سخت گرم ہوا۔ رمضان کا یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ جب عربوں نے پرانی لغت سے مہینوں کے نام منتقل کئے تو انہیں اوقات اور زمانوں کے ساتھ موسوم کر دیا۔ جن میں وہ اس وقت واقع تھے۔ اتفاقاً رمضان ان دنوں سخت گرمی کے موسم میں آیا تھا۔ اس لئے اس کا نام رمضان رکھ دیا گیا۔[۲]

سوال نمبر ۲: قرآن و حدیث کی روشنی میں رمضان المبارک کی

---

(۱) ابن منظور، لسان العرب، ۷: ۱۶۲

(۲) ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، ۴: ۲۲۹

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش
www.MinhajBooks.com

فضیلت کیا ہے؟

جواب: رمضان المبارک اسلامی تقویم (کیلنڈر) میں وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم نازل فرمایا۔ رمضان المبارک کی ہی ایک بابرکت شب آسمانِ دنیا پر پورے قرآن کا نزول ہوا لہٰذا اس رات کو اللہ رب العزت نے تمام راتوں پر فضیلت عطا فرمائی اور اسے شبِ قدر قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ○(۱)

”شبِ قدر (فضیلت و برکت اور اَجر و ثواب میں) ہزار مہینوں سے بہتر ہے○“

رمضان المبارک کی فضیلت وعظمت اور فیوض و برکات کے باب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی چند احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ.(۲)

”جب ماہ رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو

(۱) القدر، ۹۷: ۳

(۲) بخاری، الصحیح، کتاب بدء الخلق، باب صفة إبليس و جنوده، ۳: ۱۱۹۴، رقم: ۳۱۰۳

پابہ زنجیر کر دیا جاتا ہے۔‘‘

رمضان المبارک کے روزوں کو جو امتیازی شرف اور فضیلت حاصل ہے اس کا اندازہ حضور نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث مبارک سے لگایا جا سکتا ہے۔

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّإِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.(۱)

’’جو شخص بحالتِ ایمان ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھتا ہے اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔‘‘

رمضان المبارک کی ایک ایک ساعت اس قدر برکتوں اور سعادتوں کی حامل ہے کہ باقی گیارہ ماہ مل کر بھی اس کی برابری و ہم سری نہیں کر سکتے۔

۳۔ قیامِ رمضان کی فضیلت سے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ، إِيْمَاناً وَاحْتِسَابًا، غُفِرَلَهُ ما تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.(۲)

’’جس نے رمضان میں بحالتِ ایمان ثواب کی نیت سے قیام کیا تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے گئے۔‘‘

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الصلاۃ التراویح، باب فضل لیلۃ القدر، ۲:۷۰۹، رقم: ۱۹۱۰

(۲) بخاری، الصحیح، کتاب الایمان، باب تطوع قیام رمضان من الایمان، ۱: ۲۲، رقم: ۳۷

سوال نمبر۳: حضور ﷺ رمضان المبارک کا کیسے استقبال فرماتے؟

جواب: حضور نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک سے اتنی زیادہ محبت فرماتے کہ اکثر اس کے پانے کی دُعا فرماتے تھے اور رمضان المبارک کا اہتمام ماہِ شعبان میں ہی روزوں کی کثرت کے ساتھ ہو جاتا تھا۔ آپ ﷺ بڑے شوق و محبت سے ماہِ رمضان کا استقبال فرماتے۔

۱۔ حضور نبی اکرم ﷺ اس مبارک مہینے کو خوش آمدید کہہ کر اس کا استقبال فرماتے اور صحابہ کرام سے سوالیہ انداز میں تین بار دریافت کرتے:

مَاذَا يَسْتَقْبِلُكُمْ وَتَسْتَقْبِلُوْنَ؟

’’کون تمہارا استقبال کر رہا ہے اور تم کس کا استقبال کر رہے ہو؟‘‘

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا کوئی وحی اترنے والی ہے؟ فرمایا: نہیں۔ عرض کیا: کسی دشمن سے جنگ ہونے والی ہے؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ عرض کیا: پھر کیا بات ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ فِي أَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ لِكُلِّ أَهْلِ الْقِبْلَةِ.(۱)

’’بے شک اللہ تعالیٰ ماہِ رمضان کی پہلی رات ہی تمام اہلِ قبلہ کو بخش دیتا ہے۔‘‘

(۱) منذری، الترغیب والترہیب، ۲: ۶۴، رقم: ۱۵۰۲

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جیسے ہی ماہ رجب کا چاند طلوع ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا فرماتے:

اَللَّهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِي رَجَبٍ، وَشَعْبَانَ، وَبَارِکْ لَنَا فِی رَمَضَانَ. (۱)

''اے اللہ! ہمارے لئے رجب، شعبان اور (بالخصوص) ماہِ رمضان کو بابرکت بنا دے۔''

۳۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنهما قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، لَمْ أَرَکَ تَصُوْمُ شَهْرًا مِنَ الشُّهُوْرِ مَا تَصُوْمُ مِنْ شَعْبَانَ؟ قَالَ: ذَالِکَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيْهِ الْأَعْمَالُ إِلَى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ. (۲)

''حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جس قدر آپ شعبان میں روزے رکھتے ہیں اس قدر میں نے آپ کو کسی اور مہینے میں روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ ایک ایسا مہینہ ہے جو رجب

(۱) أبو نعيم، حلية الأولياء، ۶: ۲۶۹

(۲) ۱۔ نسائي، السنن، كتاب الصيام، باب صوم النبي صلی الله عليه وآله وسلم بأبي هو وأمّي وذكر اختلاف الناقلين للخبر في ذلك، ۴: ۲۰۱، رقم: ۲۳۵۷
۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۲۰۱، رقم: ۲۱۸۰۱

اوررمضان کے درمیان میں (آتا) ہے اور لوگ اس سے غفلت برتتے ہیں حالانکہ اس مہینے میں (پورے سال کے) عمل اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ میرے عمل روزہ دار ہونے کی حالت میں اُٹھائے جائیں۔‘‘

۴۔ اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو مسلسل دو ماہ تک روزے رکھتے نہیں دیکھا مگر آپ ﷺ شعبان المعظم کے مبارک ماہ میں مسلسل روزے رکھتے کہ وہ رمضان المبارک کے روزہ سے مل جاتا۔[1]

ماہِ شعبان ماہِ رمضان کے لئے مقدمہ کی مانند ہے لہٰذا اس میں وہی اعمال بجا لانے چاہییں جن کی کثرت رمضان المبارک میں کی جاتی ہے یعنی روزے اور تلاوتِ قرآن حکیم۔ علامہ ابن رجب حنبلیؒ ’**لطائف المعارف** (ص: ۲۵۸)‘ میں لکھتے ہیں:

’’ماہِ شعبان میں روزوں اور تلاوتِ قرآن حکیم کی کثرت اِس لیے کی جاتی ہے تاکہ ماہِ رمضان کی برکات حاصل کرنے کے لئے مکمل تیاری ہو جائے اور نفس، رحمٰن کی اِطاعت پر خوش دلی اور خوب اطمینان سے راضی ہو جائے۔‘‘

(۱) نسائي، السنن، کتاب الصيام، ذکر حديث أبی سلمه فی ذلك، ۴: ۱۵۰، رقم: ۲۱۷۵

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معمول سے اِس حکمت کی تائید بھی ہو جاتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ شعبان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معمول پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

كان المسلمون إِذَا دَخَلَ شَعْبَانُ أكبُّوا على المصاحِفِ فقرؤوها، وأَخْرَجُوْا زَكَاةَ أموالهم تقوِيَةً للضَّعيفِ والمسكينِ على صيامِ و رمضانَ.(۱)

’’شعبان کے شروع ہوتے ہی مسلمان قرآن کی طرف جھک پڑتے، اپنے اَموال کی زکوۃ نکالتے تاکہ غریب، مسکین لوگ روزے اور ماہِ رمضان بہتر طور پر گزار سکیں۔‘‘

سوال نمبر۴: رمضان المبارک میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معمولات کیا تھے؟

جواب: رمضان المبارک کے ماہِ سعید میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معمولاتِ عبادت و ریاضت اور مجاہدہ میں عام دنوں کی نسبت بہت اضافہ ہو جاتا۔ اس مہینے اللہ تعالیٰ کی خشیت اور محبت اپنے عروج پر ہوتی۔ اور اسی شوق اور محبت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راتوں کا قیام بھی بڑھا دیتے۔ رمضان المبارک میں درج ذیل معمولات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کا حصہ ہوتے۔

(۱) ابن رجب حنبلی، لطائف المعارف: ۲۵۸

ا۔ کثرتِ عبادت و ریاضت

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانَ لَغَيَّرَ لَوْنُهُ وَ كَثُرَتْ صَلَا تُهُ، وابْتَهَلَ فِي الدُّعَاءِ، وَأَشْفَقَ مِنْهُ.(۱)

''جب ماہ رمضان شروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کا رنگ مبارک متغیر ہو جاتا، آپ ﷺ کی نمازوں میں اضافہ ہوجاتا، اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا کرتے اور اس کا خوف طاری رکھتے۔''

۲۔ سحری و افطاری

رمضان المبارک میں حضور نبی اکرم ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ آپ ﷺ اپنے روزے کا آغاز سحری کھانے اور اختتام جلد افطاری سے کیا کرتے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سحری کھانے کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا:

تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السُّحُوْرِ بَرَكَةً.(۲)

''سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔''

ایک اور مقام پر حضرت ابوقیس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

(۱) بيهقی، شعب الايمان، ۳: ۳۱۰، رقم: ۳۶۲۵

(۲) مسلم، الصحيح، كتاب الصيام، باب فضل السحور و تأكيد استحبابه......، ۲: ۷۷۰، رقم: ۱۰۹۵

سے روایت کیا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’ہمارے اور اہلِ کتاب کے روزوں میں سحری کھانے کا فرق ہے۔‘‘(۱)

۳۔ قیام اللیل

رمضان المبارک میں آپ ﷺ کی راتیں تواتر و کثرت کے ساتھ نماز میں کھڑے رہنے، تسبیح و تہلیل اور ذکرِ الٰہی میں محویت سے عبارت ہیں۔ نماز کی اجتماعی صورت جو ہمیں تراویح میں دکھائی دیتی ہے اسی معمول کا حصہ ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے رمضان المبارک میں قیام کرنے کی فضیلت کے بارے میں فرمایا:

’’جس نے ایمان و احتساب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اور راتوں کو قیام کیا وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس دن وہ بطنِ مادر سے پیدا ہوتے وقت (گناہوں سے) پاک تھا۔‘‘(۲)

۴۔ کثرتِ صدقات و خیرات

حضور نبی اکرم ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ آپ صدقات و خیرات کثرت کے ساتھ کیا کرتے اور سخاوت کا یہ عالم تھا کہ کبھی کوئی سوالی

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الصیام، باب فصل السحور و تأکید استحبابه، ۲: ۷۷۱، رقم: ۱۰۹۶

(۲) نسائی، السنن، کتاب الصیام، باب ذکر اختلاف یحیی بن أبی کثیر والنضر بن شیبان فیه، ۴: ۱۵۸، رقم: ۲۲۰۸۔۲۲۱۰

آپ ﷺ کے در سے خالی واپس نہ جاتا رمضان المبارک میں آپ ﷺ کی سخاوت اورصدقات و خیرات میں کثرت سال کے باقی گیارہ مہینوں کی نسبت اور زیادہ بڑھ جاتی۔ اس ماہ صدقہ و خیرات میں اتنی کثرت ہو جاتی کہ ہوا کے تیز جھونکے بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکتے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ علیہ السلام كَانَ (رَسُوْلُ اللهِ ﷺ) أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ. (۱)

"جب حضرت جبریل امین آ جاتے تو آپ ﷺ بھلائی کرنے میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔"

حضرت جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغامِ محبت لے کر آتے تھے۔ رمضان المبارک میں چونکہ وہ عام دنوں کی نسبت کثرت سے آتے تھے اس لئے حضور نبی اکرم ﷺ ان کے آنے کی خوشی میں صدقہ و خیرات بھی کثرت سے کرتے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک سے کئی فوائد اخذ ہوتے ہیں مثلاً

۱۔ آپ ﷺ کی جود وسخا کا بیان۔

۲۔ رمضان المبارک میں کثرت سے صدقہ و خیرات کے پسندیدہ عمل

---

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، باب أجود ما كان النبی ﷺ يكون في رمضان، ۲: ۶۷۲۔ ۶۷۳، رقم: ۱۸۰۳

ہونے کا بیان۔

۳۔ نیک بندوں کی ملاقات پر جود و سخا اور خیرات کی زیادتی کا بیان۔

۴۔ قرآن مجید کی تدریس کے لئے مدارس کے قیام کا جواز۔(۱)

۵۔ اعتکاف

رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں آپ ﷺ کا اعتکاف کرنے کا معمول تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّی تَوَفَّاهُ اللهُ، ثُمَّ اعْتَکَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ.(۲)

’’حضور نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک کے آخری دس دن اعتکاف کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ ﷺ کا وصال ہوگیا پھر آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات نے اعتکاف کیا ہے۔‘‘

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ’’حضور نبی اکرم ﷺ ہر سال رمضان المبارک میں دس دن اعتکاف فرماتے تھے اور جس سال آپ ﷺ کا

(۱) نووی، شرح صحیح مسلم، ۱۵: ۶۹

(۲) بخاری، الصحیح، کتاب الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر الا واخر والإعتکاف فی المساجد کلها، ۲: ۷۱۳، رقم: ۱۹۲۲

وصال مبارک ہوا، اس سال آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف کیا۔‘‘(۱)

سوال نمبر ۵: رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: رمضان المبارک میں عمرہ ادا کرنا ثواب میں حج کرنے کے برابر ہے۔ حدیث مبارکہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک انصاری خاتون سے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ تو نے ہمارے ساتھ حج نہیں کیا؟ اس (عورت) نے کہا: ہمارے پاس ایک پانی بھرنے والا اونٹ تھا۔ اس پر ابو فلاں اور اس کا لڑکا یعنی اس کا شوہر اور بیٹا سوار ہوکر حج کے لئے روانہ ہو گئے اور اپنے پیچھے ایک آب کش اونٹ (خاندان کی ضرورت کے لئے) چھوڑ گئے (اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی سواری نہیں)۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: جب رمضان آئے تو عمرہ کر لینا کیونکہ رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے۔‘‘(۲)

سوال نمبر ۶: رمضان المبارک میں شیطان کے جکڑے جانے سے کیا مراد ہے؟

جواب: عام طور پر دو چیزیں گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا باعث بنتی ہیں۔

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر الأوسط من رمضان، ۲: ۷۱۹، رقم: ۱۹۳۹

(۲) بخاری، الصحیح، کتاب العمرة، باب عمرة فی رمضان، ۲:۶۳۱، رقم: ۱۶۹۰

ایک نفس کی بڑھتی ہوئی خواہش اور اس کی سرکشی، دوسرا شیطان کا مکر و فریب۔ شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے۔ وہ نہ صرف خود بلکہ اپنے لاؤ لشکر اور چیلوں کی مدد سے دنیا میں ہر انسان کو دین حق سے غافل کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے مگر رمضان المبارک کی اتنی برکت و فضیلت ہے کہ شیطان کو اس ماہ مبارک میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا جبکہ جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ ایک منادی پکارتا ہے: اے طالبِ خیر! آگے آ، اے شر کے متلاشی! رک جا۔ اللہ تعالیٰ کئی لوگوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے اور ماہِ رمضان کی ہر رات یونہی ہوتا رہتا ہے۔''(۱)

رمضان المبارک میں شیطانوں کا جکڑ دیا جانا اس امر سے کنایہ ہے۔ کہ شیطان لوگوں کو بہکانے سے باز رہتے ہیں اور اہل ایمان ان کے وسوسے قبول نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ روزے کے باعث حیوانی قوت جو غضب اور شہوت کی جڑ ہے، مغلوب ہو جاتی ہے۔ غضب اور شہوت ہی بڑے بڑے گناہوں کا باعث ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس قوتِ عقلیہ جو طاقت اور نیکیوں کا باعث ہے، روزے کی وجہ سے قوی ہوتی ہے، جیسا کہ مشاہدہ میں ہے کہ

(۱) ترمذی، السنن، ابواب الصوم، باب ما جاء فی فضل شهر رمضان، ۲:۶۱، رقم: ۶۸۲

رمضان میں عام دنوں کی نسبت گناہ کم ہوتے ہیں اور عبادت زیادہ ہوتی ہے۔

شیطانوں کو جکڑے جانے کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ گناہوں میں منہمک ہونے والے اکثر لوگ رمضان میں باز آجاتے ہیں اور توبہ کرکے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ پہلے وہ نماز قائم نہیں کرتے تھے، اب پڑھنے لگتے ہیں اس طرح وہ قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر کی محافل میں شریک ہونے لگتے ہیں، حالانکہ وہ پہلے ایسا نہیں کیا کرتے تھے۔ پہلے جن گناہوں میں علی الاعلان مشغول رہتے تھے اب ان سے باز آجاتے ہیں اور بعض لوگ جن کا عمل اس کے خلاف نظر آتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطانی وساوس ان کے شریر نفوس کی جڑوں میں سرایت کر چکے ہوتے ہیں کیونکہ آدمی کا نفس اس کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ زمانے میں شر تو موجود ہے اور گناہ بھی مسلسل ہو رہے ہیں تو پھر شیطان کے جکڑنے کا کیا فائدہ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ رمضان المبارک سے شیطان سرکشی اور طغیانی کی شوکت ٹوٹتی ہے اور اس کے ہتھیار کند ہو جاتے ہیں اور اس کی بھڑکائی ہوئی آگ کچھ مدت کے لئے ٹھنڈی پڑ جاتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا بھی جانتا ہے کہ وہ کیا گل کھلاتا؟

سوال نمبر ۷: رمضان المبارک میں جنت کے دروازے کھلنے اور جہنم کے دروازے بند ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: ''جب رمضان شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ (اور ایک روایت میں ہے کہ) جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطان جکڑ دیے جاتے ہیں۔''[(۱)]

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ کی روشنی میں جنت کے دروازوں کا کھولا جانا اور جہنم کے دروازں کا بند ہونا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ رمضان المبارک میں ایسے اعمال کی توفیق دی جاتی ہے جو جنت میں داخل ہونے اور جہنم سے بچنے کا باعث ہیں۔ ماہِ رمضان میں باقی مہینوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور خیرات و برکات کثرت سے تقسیم ہوتی ہیں۔ پس روزہ دار گناہ کبائر سے بچتا ہے اور روزے کی برکت سے اس کے صغیرہ گناہ بھی بخش دیے جاتے ہیں۔ جس کے سبب وہ جنت کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

حجة الله البالغة میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: جنت کے دروازوں کا کھولا جانا اہل ایمان کے لئے فضل ہے ورنہ کفار و مشرکین تو ان دنوں میں گمراہی و ضلالت میں پہلے سے زیادہ مصروف ہو جاتے ہیں کیونکہ شعائر اللہ کی ہتک کرتے ہیں۔ اہل ایمان چونکہ رمضان کے روزے رکھتے ہیں اور عبادت و ریاضت کرتے ہیں۔ اس مبارک مہینے میں نیکیوں کی کثرت کرتے ہیں اور برائیوں سے بچے رہتے ہیں۔[(۲)]

---

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، باب صفه إبلیس و جنوده، ۳: ۱۱۹۴، رقم: ۳۱۰۳

(۲) شاہ ولی اللہ، حجة الله البالغة، ۲: ۸۸

اس لئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کے لئے جنت کے دروازے کھول دیے گئے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے گئے ہیں۔

اور جنت کے دروازوں کے کھولے جانے کا فائدہ یہ ہے کہ ملائکہ روزہ داروں کے عمل کو اچھا جان کر ان کے لئے جنت تیار کرتے ہیں اور یہ اللہ رب العزت کی طرف سے روزہ داروں کی بڑی عزت افزائی ہے۔

سوال نمبر ۸: اللہ تعالیٰ رمضان المبارک میں امتِ محمدی ﷺ کو کن تحائف سے نوازتا ہے؟

جواب: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کو ماہ رمضان میں پانچ تحفے ملے ہیں جو اس سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے۔

- أَمَّا وَاحِدَةٌ فَإِنَّهُ إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ نَظَرَ اللهُ تَعالی ﷻ إِلَيْهِمْ وَمَنْ نَظَرَ اللهُ إِلَيْهِ لَمْ يُعَذِّبْهُ أَبَدًا.

۱۔ ''پہلا یہ کہ جب ماہِ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر التفات فرماتا ہے اور جس پر اللہ کی نظر پڑ جائے اسے کبھی عذاب نہیں دے گا۔''

- وَأَمَّا الثَّانِيَةُ فَإِنَّ خُلُوْفَ أَفْوَاهِهِمْ حِيْنَ يُمْسُوْنَ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ.

۲۔ ''دوسرا یہ کہ شام کے وقت ان کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو کستوری کی

خوشبو سے بھی زیادہ اچھی لگتی ہے۔‘‘

وَأَمَّا الثَّالِثَةُ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ.

۳۔ ’’تیسرا یہ کہ فرشتے ہر دن اور رات ان کے لئے بخشش کی دعا کرتے رہتے ہیں۔‘‘

وَأَمَّا الرَّابِعَةُ فَإِنَّ اللهَ ﷻ يَأْمُرُ جَنَّتَهُ فَيَقُوْلُ لَهَا: اسْتَعِدِّي وَتَزَيَّنِي لِعِبَادِي أَوْشَكُوْا أَنْ يَسْتَرِيْحُوْا مِنْ تَعَبِ الدُّنْيَا إِلَى دَارِي وَكَرَامَتِي.

۴۔ ’’چوتھا یہ کہ اللہ ﷻ اپنی جنت کو حکم دیتے ہوئے کہتا ہے: میرے بندوں کے لئے تیاری کرلے اور مزین ہو جا، قریب ہے کہ وہ دنیا کی تھکاوٹ سے میرے گھر اور میرے دارِ رحمت میں پہنچ کر آرام حاصل کریں۔‘‘

وَأَمَّا الْخَامِسَةُ فَإِنَّهُ إِذَا كَانَ آخِرُ لَيْلَةٍ غُفِرَ لَهُمْ جَمِيْعًا.

۵۔ ’’پانچواں یہ کہ جب (رمضان کی) آخری رات ہوتی ہے ان سب کو بخش دیا جاتا ہے۔‘‘

فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ؟ فَقَالَ: لَا، أَلَمْ تَرَ إِلَى الْعُمَّالِ يَعْمَلُوْنَ فَإِذَا فَرَغُوْا مِنْ أَعْمَالِهِمْ وُفُّوْا أُجُوْرَهُمْ؟[1]

(۱) ۱۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۳: ۳۰۳، رقم: ۳۶۰۳

۲۔ منذري، الترغيب والترهيب، ۲: ۵۶، رقم: ۱۴۷۷

’’ایک صحابی نے عرض کیا: کیا یہ شبِ قدر کو ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ کیا تم جانتے نہیں ہو کہ جب مزدور کام سے فارغ ہو جاتے ہیں تب انہیں مزدوری دی جاتی ہے؟‘‘

سوال نمبر ۹: رمضان المبارک اُمتِ مسلمہ کے لیے کیا پیغام لے کر آتا ہے؟

جواب: رمضان المبارک امت مسلمہ کے لئے یہی پیغام لاتا ہے کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں، ایک دوسرے کے لئے رحمت و شفقت کا پیکر بن جائیں۔ دوسروں کی ضرورتوں کا بھی اس طرح احساس کریں جس طرح اپنی ضرورتوں کو محسوس کرتے ہیں۔ افسوس کہ کئی صاحب ثروت ایسے ہیں جو روزہ ٹھنڈے دفاتر، ایئرکنڈیشنڈ گھروں اور گاڑیوں میں گزار کر شام کو انواع و اقسام کے کھانوں، رنگا رنگ پھلوں اور نوع بنوع مشروبات سے چنے ہوئے دسترخوان پر بیٹھتے وقت باہر گلیوں اور سڑکوں میں بیٹھے ہوئے غریب و مفلس روزہ دار مسلمان بھائیوں کی ضرورتوں کا احساس بھی نہیں کرتے۔ عین ممکن ہے کہ ہمارے پڑوس میں کوئی خالی پیٹ پانی کے گھونٹ سے روزہ رکھ رہا ہو اور شام کو افطاری کے وقت کھانے کے لئے کسی کے ہاتھوں کی طرف دیکھ رہا ہو لہٰذا رمضان المبارک ہمیں اپنے نادار، مفلس، فاقہ کش، تنگ دست مسلمان بھائی جن کے پاس اتنی طاقت نہیں کہ وہ لباس و طعام خرید کر اپنا اور اپنے بچوں کا تن ڈھانپ سکیں اور ان کا پیٹ پال سکیں، ان کی ضرورتوں کا خیال رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کے

ساتھ ساتھ ماہِ رمضان ہمیں ریا کاری، غیبت، عیب جوئی، مکر و فریب، بغض و حسد اور جھوٹ جیسے بے شمار معاشرتی و روحانی امراض سے بچانے کی تربیت بھی کرتا ہے۔

سوال نمبر ۱۰: رمضان المبارک میں قیام اللیل کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: رمضان المبارک میں قیام اللیل کو بہت اہمیت و فضیلت حاصل ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ آپ ﷺ رمضان المبارک کی راتوں میں تواتر و کثرت کے ساتھ نماز، تسبیح و تہلیل اور قرأتِ قرآن میں مشغول رہتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيْمَةٍ، و يَقُوْلُ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ صحابہ کو فرضیت کے بغیر قیامِ رمضان کی ترغیب دیتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے: جس شخص نے ایمان اور احتساب (محاسبۂ نفس کرنے) کے ساتھ رمضان کی راتوں میں قیام کیا اس کے پچھلے سارے (صغیرہ) گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔‘‘

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ رمضان

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب الصوم، باب الترغیب فی قیام رمضان وما جاء فیه من الفضل، ۲: ۱۶۱، رقم: ۸۰۸

المبارک کی راتوں میں قیام کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ رمضان میں نمازِ تراویح بھی قیام اللیل کی ایک اہم کڑی ہے جسے قیامِ رمضان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ نمازِ تراویح کے سبب جتنا قیام اس مہینے میں کیا جاتا ہے وہ سال کے باقی گیارہ مہینوں میں نہیں ہوتا۔ اس سے منشاء ایزدی یہ ہے کہ بندہ رمضان المبارک کی راتوں کو زیادہ سے زیادہ اس کے حضور عبادت اور ذکر و فکر میں گزارے اور اس کی رضا کا سامان مہیا کرے۔ اس لئے کہ رمضان کی با برکت راتیں شب بیداری کا تقاضا کرتی ہیں کیونکہ روایات میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی راتوں کو آسمان دنیا پر نزولِ اجلال فرما کر اپنے بندوں کو تین مرتبہ ندا دیتا ہے۔

هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَأُعْطِيَهُ سُؤْلَهُ، هَلْ مِنْ تَائِبٍ فَأَتُوْبَ عَلَيْهِ؟ هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَاغْفِرَ لَهُ؟[۱]

’’کیا کوئی سوال کرنے والا ہے کہ میں اس کی حاجت پوری کروں، کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ میں اس کی توبہ قبول کروں، کیا کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے کہ میں اسے بخش دوں۔‘‘

رحمتِ پروردگار رمضان المبارک کی راتوں میں سب کو اپنے دامنِ عفو و کرم میں آنے کی دعوت دیتی ہے۔ شومئ قسمت کہ انسان رحمت طلبی اور مغفرت جوئی کی بجائے رات کی ان گراں بہا ساعتوں کو خوابِ غفلت کی نذر

(۱) بیہقی، شعب الإیمان، ۳: ۳۳۵، رقم: ۳۶۹۵

کر دیتا ہے جبکہ رب کی رحمت اسے جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر پکارتی ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے رہرو منزل ہی نہیں

یوں بد نصیب انسان غفلت کی نیند تانے یہ ساعتیں گزار دیتا ہے۔ اور رحمتِ ایزدی سے اپنا حصہ وصول نہیں کرتا۔

سوال نمبر ۱۱: رمضان المبارک میں تلاوتِ قرآن حکیم کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: قرآن حکیم وہ واحد کتاب ہے جس کے ایک حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا. لَا أَقُولُ: الم حَرْفٌ، وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ.(۱)

’’جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے اس کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے۔ میں نہیں کہتا الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔‘‘

تلاوتِ قرآن افضل ترین عبادات میں سے ہے۔ حضرت نعمان بن

---

(۱) ترمذی، السنن، أبواب فضائل القرآن، باب ما جاء فیمن قرأ حرفاً من القرآن، ۵: ۳۳، رقم: ۲۹۱۰

بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَفْضَلُ عِبَادَةِ أُمَّتِي قراءةُ الْقُرْآن. (۱)

’’میری امت کی سب سے افضل عبادت تلاوتِ قرآن ہے۔‘‘

یہ عظیم کتاب جس کی تلاوت کی بے پناہ فضیلت ہے رمضان المبارک کے با برکت مہینہ میں نازل ہوئی۔ اس لحاظ سے قرآن حکیم اور رمضان المبارک کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ رمضان المبارک میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا گویا اس تعلق کو مضبوط و مستحکم کرتا ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی متعدد احادیث مبارکہ اس بات کی دلیل ہیں کہ آپ ﷺ رمضان المبارک میں قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے اور جبرئیل امین علیہ السلام کو سناتے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

كَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ. (۲)

’’حضرت جبرائیل امین رمضان کی ہر رات میں آپ ﷺ سے ملاقات کرتے اور آپ ﷺ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے۔‘‘

مزید برآں روزِ قیامت تلاوتِ قرآن کا اہتمام کرنے والوں اور اس

(۱) بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۳۵۴، رقم: ۲۰۲۲

(۲) بخاری، الصحیح، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی الرسول اللہ ﷺ، ۱: ۷، رقم: ۶

کے معانی سمجھنے والوں کی شفاعت خود قرآن حکیم فرمائے گا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے دن روزہ اور قرآن دونوں بندے کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے اس شخص کو دن کے وقت کھانے (پینے) اور (دوسری) نفسانی خواہشات سے روکے رکھا پس تو اس شخص کے متعلق میری شفاعت قبول فرما۔ قرآن کہے گا: اے میرے رب! میں نے اس شخص کو رات کے وقت جگائے رکھا پس اس کے متعلق میری شفاعت قبول فرما۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔''(۱)

سوال نمبر ۱۲: رمضان المبارک میں سحری کھانے کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: رمضان المبارک میں سحری کھانے کی فضیلت اور اس کے فیوض و برکات کا بکثرت تذکرہ ہمیں احادیث مبارکہ میں ملتا ہے۔ کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالالتزام روزے کا آغاز سحری کھانے سے فرماتے اور دوسروں کو بھی سحری کھانے کی تاکید فرماتے۔ جیسا کہ درج ذیل احادیث مبارکہ سے ثابت ہے:

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

(۱) احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۱۷۴، رقم: ۶۶۲۶

تَسَحَّرُوْا فَإِنَّ فِي السَّحُوْرِ بَرَكَةً.(۱)

''سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔''

۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلسُّحُوْرُ أَكْلُهُ بَرَكَةٌ فَلَا تَدْعُوْهُ.(۲)

''سحری سراپا برکت ہے اسے ترک نہ کیا کرو۔''

۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

فَإِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَأَ الْمُتَسَحِّرِيْنَ.(۳)

''اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کرنے والوں پر اپنی رحمتیں نازل کرتے ہیں۔''

۴۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الصیام، باب فضل السحور و تأكيد استحبابه، ۲: ۷۷۰، رقم: ۱۰۹۵

(۲) احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۲، رقم: ۱۱۱۰۲

(۳) احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۲، رقم: ۱۱۱۰۲

فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ، أَكْلَةُ السَّحَرِ.(۱)

’’ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں سحری کھانے کا فرق ہے۔‘‘

۵۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سنا:

وَهُوَ يَدْعُوا إِلَى السُّحُوْرِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، فَقَالَ: هَلُمُّوْا إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ.(۲)

’’آپ ﷺ رمضان المبارک میں سحری کے لئے بلاتے اور ارشاد فرماتے: صبح کے مبارک کھانے کے لئے آؤ۔‘‘

روزے میں سحری کو بلاشبہ اہم مقام حاصل ہے۔ روحانی فیوض و برکات سے قطع نظر سحری دن میں روزے کی تقویت کا باعث بنتی ہے۔ اس کی وجہ سے روزے میں کام کی زیادہ رغبت پیدا ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں سحری کا تعلق رات کو جاگنے کے ساتھ بھی ہے کیونکہ یہ وقت ذکر اور دعا کا ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور دعا اور استغفار کی قبولیت کا باعث بنتا ہے۔

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الصيام، باب فضل السحور و تأكيد استحبابه، ۲: ۷۷۱، رقم: ۱۰۹۶

(۲) ۱۔ ابن حبان، الصحيح، ۸: ۲۴۴، رقم: ۳۴۶۵

۲۔ بيهقى، السنن الكبرى، ۶: ۲۳، رقم: ۷۹۰۵

سوال نمبر ۱۳: رمضان المبارک میں افطاری کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: رمضان المبارک میں افطاری کرنے کی بہت فضیلت ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لاَ يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوْا الْفِطْرَ. (۱)

''میری امت کے لوگ بھلائی پر رہیں گے جب تک وہ روزہ جلد افطار کرتے رہیں گے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

أَحَبَّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْرًا. (۲)

''میرے بندوں میں مجھے پیارے وہ ہیں جو افطار میں جلدی کریں۔''

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو تین چیزیں پسند ہیں:

۱۔ اخیر وقت تک سحری مؤخر کرنا

۲۔ (غروب ہوتے ہی) فوراً افطار کرنا

---

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الصیام، باب فضل السحور و تاکید استحبابه، ۲: ۷۷۱، رقم: ۱۰۹۸

(۲) ابن حبان، الصحیح، ۴:۵۵۸، رقم: ۱۶۷۰

۳۔ نماز میں (بحالتِ قیام) ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھنا

گویا معلوم ہوا کہ رمضان المبارک میں بروقت روزہ افطار کرنا نہ صرف بے شمار فضائل و روحانی فیوض و برکات کا حامل ہے بلکہ اس وقت کی فضیلت یہ بھی ہے۔[۱]

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ افطار کے وقت روزہ دار کی دعا کو رد نہیں کیا جاتا۔‘‘

(۱) ابن ماجه، السنن، كتاب الصيام، باب: فی الصائم لاتردُّ دعوته، ۲:۳۶۴، رقم: ۱۷۵۳

۲۔ رمضان المبارک سے متعلقہ مسائل

سوال نمبر۱۴: رؤیتِ ہلال (چاند دیکھنے) سے کیا مراد ہے؟

جواب: رؤیت عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی دیکھنا، جاننا اور معلوم کرنا کے ہیں۔ رؤیتِ ہلال سے مراد پہلی رات کے چاند (crescent) کو دیکھنا ہے تاکہ نہ صرف قمری تاریخ کا حساب رکھنا ممکن رہے بلکہ تقویم (کیلنڈر) کے ذریعے اہم ایام ولیالی مثلاً نصف شعبان کی رات، رمضان اور عیدین وغیرہ کا تعین بھی کیا جا سکے۔

سوال نمبر۱۵: کیا رؤیتِ ہلال کے لیے دوربین کا اِستعمال جائز ہے؟

جواب: رؤیت کا دار و مدار عموماً مطلع و فضا صاف ہونے اور مشاہدہ کرنے والے کی نظر کمزور نہ ہونے کے علاوہ مقامی موسمی کیفیات پر بھی ہوتا ہے۔ دوربین کی مدد سے چاند دیکھنا ایسے ہی ہے جیسے کوئی کمزور نظر والا شخص عینک کی مدد سے چاند دیکھے۔ لہٰذا دورِ جدید میں جہاں زندگی کے ہر شعبے میں سائنسی ترقی سے بھرپور استفادہ کیا جارہا ہے، رؤیتِ ہلال کے لیے بھی دوربین و دیگر سائنسی آلات استعمال کیے جانے چاہییں تاکہ قومی وحدت بھی پیدا ہو اور جگ ہنسائی بھی نہ ہو۔

سوال نمبر۱۶: چاند کو دیکھ کر کون سی دعا مانگنی چاہیے؟

جواب: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ چاند دیکھنے کے بعد یہ دعا مانگتے تھے:

اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالسَّلَامِ، وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى رَبُّنَا وَرَبُّکَ اللهُ.(۱)

''اے اللہ! ہم پر یہ چاند امن، ایمان، سلامتی، اسلام اور اس توفیق کے ساتھ طلوع فرما جو تجھ کو پسند ہو اور جس پر تو راضی ہو، (اے چاند) ہمارا رب اور تیرا رب اللہ ہے۔''

سوال نمبر ۱۷: ۲۹ شعبان المعظم کو اگر چاند نظر نہ آئے تو کیا کسی کے لئے ۳۰ شعبان المعظم کو روزہ رکھنا جائز ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص کسی خاص دن کے روزے کا عادی ہو اور اس تاریخ (۳۰ شعبان) کو وہ دن آ جائے مثلاً ایک شخص ہر پیر کو روزہ رکھتا ہے اور ۳۰ شعبان کو پیر ہو تو وہ اپنے اسی نفلی روزہ کی نیت کر سکتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''رمضان سے ایک دن یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھو، ہاں جس آدمی کی عادت اس دن روزہ رکھنے کی ہو وہ رکھ سکتا ہے۔''(۲)

---

(۱) ہیثمی، موارد الظمآن، ۱: ۵۸۹، رقم: ۲۳۷۴

(۲) مسلم، الصحیح، کتاب الصیام، باب لا تقدموا رمضان بصوم یوم ولا یومین، ۲: ۷۶۲، رقم: ۱۰۸۲

سوال نمبر ۱۸: اگر مطلع صاف ہو تو رمضان المبارک کے روزے کے لئے کم از کم کتنے آدمیوں کی گواہی ضروری ہے؟

جواب: اگر مطلع صاف ہو اور چاند دیکھنے والا آدمی باہر سے کسی بلند پہاڑی مقام سے بھی نہ آیا ہو بلکہ اس علاقے اور شہر کا ہو اگر وہ چاند دیکھنے کا دعویٰ کرے جس کو باوجود کوشش کے اس کے علاوہ اور کسی نے نہ دیکھا ہو تو ایسی صورت میں اس کی شہادت پر چاند ہو جانے کا فیصلہ نہ کیا جائے گا۔ اس صورت میں دیکھنے والے آدمی ایک سے زیادہ اتنی تعداد میں ہونے چاہئیں جن کی شہادت پر اطمینان ہو جائے۔ البتہ عید کے چاند کے ثبوت کے لئے کم از کم دو دیندار اور قابلِ اعتبار مسلمانوں کی شہادت ضروری ہے۔

سوال نمبر ۱۹: اگر مطلع صاف نہ ہو تو پھر کتنے آدمیوں کی گواہی ضروری ہے؟

جواب: اگر مطلع صاف نہ ہو یعنی آسمان پر بادل، دھواں، گرد و غبار کا اثر ہو تو رمضان المبارک کے چاند کے لئے ایک دیندار، پرہیزگار اور سچے آدمی کی گواہی معتبر ہے چاہے مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام۔ اسی طرح جس شخص کا فاسق ہونا ظاہر نہیں اور ظاہر میں دیندار پرہیزگار معلوم ہوتا ہو اس کی گواہی بھی معتبر ہے۔ امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں کہ عکرمہ کہتے ہیں: ایک بار لوگوں کو ہلالِ رمضان میں شک ہو گیا۔ ان کا ارادہ ہو گیا کہ تراویح پڑھیں گے نہ روزہ رکھیں گے کہ اچانک حرہ سے ایک اعرابی آیا اور اس نے چاند دیکھنے کی گواہی دی۔ اس کو حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے

فرمایا: کیا تو اللہ کے وحدہ لاشریک ہونے اور میرے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں اور اس نے چاند دیکھنے کی گواہی دی۔ آپ ﷺ نے بلال کو اعلان کرنے کا حکم دیا۔ سو بلال نے یہ اعلان کیا کہ لوگ تراویح پڑھیں اور روزہ رکھیں۔(۱)

سوال نمبر ۲۰: نمازِ تراویح سے کیا مراد ہے اور اس کے پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: تراویح، ترویحہ کی جمع ہے جس کا معنی ہے: ایک دفعہ آرام کرنا جبکہ تراویح کے معنی ہے: متعدد بار آرام کرنا۔ نمازِ تراویح کی تعداد بیس ہے اس لئے ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر ٹھہر کر اور سکون کرنے کے بعد نماز کا شروع کرنا مستحب ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسا کیا کرتے تھے، اسی وجہ سے اس نماز کا نام تراویح رکھا گیا ہے۔ نماز تراویح کا پڑھنا مرد و عورت سب کے لئے سنتِ مؤکدہ ہے اور اس کا چھوڑنا جائز نہیں۔

قیامِ رمضان کی بڑی فضیلت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ لوگوں کو رمضان کی راتوں میں نماز پڑھنے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے:

’’جس نے رمضان المبارک میں حصول ثواب کی نیت اور حالتِ ایمان

(۱) ابوداؤد، السنن، كتاب الصيام، باب فی شهادة الواحد علی رؤية هلال رمضان، ۲:۲۸۹، رقم: ۲۳۴۱

کے ساتھ قیام کیا تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔‘‘[1]

نماز تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد وتر سے پہلے ہوتا ہے اور رات کے آخری حصے میں پڑھنا افضل ہے۔ مگر آج کے دور میں نمازیوں کی سہولت کی خاطر پہلے حصہ میں پڑھنا افضل ہے۔

سوال نمبر ۲۱: نمازِ تراویح کی کل کتنی رکعات ہیں؟

جواب: صحیح قول کے مطابق تراویح کی کل بیس (۲۰) رکعات ہیں اور یہی سوادِ اَعظم یعنی اہل سنت و جماعت کے چاروں فقہی مذاہب کا فتویٰ ہے۔

۱۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں (نفل) نماز پڑھی تو لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے اگلی رات نماز پڑھی تو اور زیادہ لوگ جمع ہوگئے، پھر تیسری یا چوتھی رات بھی اکٹھے ہوئے لیکن رسول اللہ ﷺ ان کی طرف تشریف نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو فرمایا: میں نے دیکھا جو تم نے کیا اور مجھے تمہارے پاس (نماز پڑھانے کے لئے) آنے سے صرف اس اندیشہ نے روکا کہ یہ تم پر فرض کر دی جائے گی۔ یہ واقعہ رمضان المبارک کا ہے۔[2]

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها، باب الترغیب فی قیام رمضان وهو التراویح، ۱: ۵۲۳، رقم: ۷۵۹

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب التهجد، باب: تحریض النبی ﷺ علی صلاۃ اللیل والنوافل من غیر إیجاب، ۱: ۳۸۰، رقم: ۱۰۷۷

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب صلاۃ التروایح، باب فضل من قام رمضان، ۲: ۷۰۸، رقم: ۱۹۰۸

←

۲۔ امام ابن خزیمہ اور امام ابن حبان نے حضرت عائشہ کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: حضور نبی اکرم ﷺ انہیں قیامِ رمضان (تراویح) کی رغبت دلایا کرتے تھے لیکن حکماً نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ (ترغیب کے لئے) فرماتے کہ جو شخص رمضان المبارک میں ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ قیام کرتا ہے تو اس کے سابقہ تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال مبارک تک قیام رمضان کی یہی صورت برقرار رہی اور یہی صورت خلافتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور خلافتِ عمر رضی اللہ عنہ کے اوائل دور تک جاری رہی یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں جمع کر دیا اور وہ انہیں نمازِ (تراویح) پڑھایا کرتے تھے۔ لہٰذا یہ وہ پہلا موقع تھا جب لوگ نمازِ تراویح کے لئے (باقاعدہ با جماعت) اکٹھے ہوئے تھے۔(۱)

۳۔ امام ابن حجر عسقلانی نے ''التلخیص'' میں بیان کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو دو راتیں ۲۰ رکعت نماز تراویح پڑھائی، جب تیسری

.... ۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب الترغیب في قیام رمضان وهو التراویح، ۱: ۵۲۴، رقم: ۷۶۱

۴۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الصلاة، باب في قیام شهر رمضان، ۱: ۴۹، رقم: ۱۳۷۳

۵۔ نسائی، السنن، کتاب قیام اللیل وتطوع النهار، باب قیام شهر رمضان، ۲: ۳۳۷، رقم: ۱۶۰۴

(۱) ۱۔ ابن حبان، الصحیح، ۱: ۳۵۳، رقم: ۱۴۱

۲۔ ابن خزیمة، الصحیح، ۳: ۳۳۸، رقم: ۲۲۰۷

رات لوگ پھر جمع ہوگئے تو آپ ﷺ ان کی طرف (حجرۂ مبارک سے باہر) تشریف نہیں لائے۔ پھر صبح آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اندیشہ ہوا کہ (نمازِ تراویح) تم پر فرض کردی جائے گی لیکن تم اس کی طاقت نہ رکھو گے۔(۱)

۴۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضي الله عنهما سے مروی ہے فرمایا کہ حضور نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک میں وتر کے علاوہ بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔(۲)

۵۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس (۲۰) رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔(۳)

مذکورہ بالا روایات صراحتاً اِس اَمر پر دلالت کرتی ہیں کہ تراویح کی کل رکعات بیس ہوتی ہیں۔ اِسی پر اہل سنت و جماعت کے چاروں فقہی مذاہب کا اِجماع ہے اور آج کے دور میں بھی حرمین شریفین میں یہی معمول ہے۔ وہاں کل بیس رکعات تراویح پڑھی جاتی ہیں، جنہیں پوری دنیا میں براہِ راست ٹی۔ وی سکرین پر دکھایا جاتا ہے۔

(۱) عسقلاني، تلخيص الحبير، ۲: ۲۱

(۲) ۱۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۱: ۲۴۳، رقم: ۷۹۸

۲۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۵: ۳۲۴، رقم: ۵۴۴۰

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۱: ۳۱۱، رقم: ۱۲۱۰۲

۴۔ ابن أبی شیبۃ، المصنف، ۲: ۱۶۴، رقم: ۷۶۹۲

(۳) بیھقی، السنن الکبری، ۲: ۶۹۹، رقم: ۴۶۱۷

سوال نمبر۲۲: رمضان المبارک میں تراویح کے دوران قرآن حکیم کی تلاوت کی مقدار کیا ہونی چاہیے؟ کیا رمضان المبارک میں تراویح میں مکمل قرآن پڑھنا لازم ہے؟

جواب: ماہ رمضان المبارک میں تراویح کے دوران پورے قرآن حکیم کا پڑھنا سنت ہے بشرطیکہ مقتدیوں کو اس سے اکتاہٹ محسوس نہ ہو۔ افضل یہی ہے کہ صلاۃ التراویح کے دوران قرآن حکیم کی تلاوت میں ان کے حالات کوملحوظ رکھا جائے اور پڑھنے میں اتنی جلدی نہ کی جائے جس سے نماز میں خلل واقع ہو۔

سوال نمبر۲۳: رمضان المبارک میں شبینہ کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب: عصر حاضر میں ایک دن میں قرآن حکیم کا شبینہ کرانے کا رواج بہت تیزی سے فروغ پا رہا ہے جو درحقیقت صریحاً سنت کے خلاف ہے کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دورانِ ماہ ایک ختم قران پر اِکتفا کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا معمول ہر روز ایک قرآن ختم کرنے کا تھا۔ آپ ﷺ نے صحابی موصوف کو بلایا اور حسبِ دستور انہیں مہینے میں ایک قرآن ختم کرنے کی ہدایت فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور ﷺ مجھے اس سے زیادہ کی استطاعت ہے۔ آپ ﷺ نے ان کے زیادہ اصرار پر پہلے بیس دن، پھر دس دن اور آخر میں ہر سات دن کے بعد ایک قرآن ختم کرنے کی اجازت ان الفاظ میں عطا فرما دی:

فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ سَبْعٍ.[1]

’’سات دن میں ایک قرآن پڑھ لیا کرو۔‘‘

مذکورہ بالا حدیث سے یہ نکتہ بڑی صراحت کے ساتھ واضح ہو جاتا ہے کہ ایک دن میں قرآن حکیم کا شبینہ کرانے کا رواج صریحاً خلافِ سنت ہے لہٰذا اگر شبینہ کرانا مقصود ہو تو اس کا صحیح طریقہ حضور ﷺ کی سنت کے مطابق ختم قرآن کے لئے زیادہ سے زیادہ سات سے دس دن یا کم از کم تین رات کی محفل شبینہ کا اہتمام کیا جائے۔ محافل شبینہ کے لئے چند باتوں کو پیش نظر ضرور رکھا جائے کہ تلاوت کردہ قرآنی الفاظ کو سننے والے اس کے الفاظ مطالب و معانی کے ساتھ سمجھ سکیں نہ کہ رفتار اتنی تیز ہو کہ الفاظ گڈمڈ ہو جائیں اور سننے والے کے کچھ بھی پلے نہ پڑے۔ شبینہ یا کسی اور صورت میں قرآن کریم اتنا پڑھا جائے جس سے دل بوجھل نہ ہو جونہی اکتاہٹ محسوس ہو تلاوت ختم کر دی جائے۔ حضرت جندب بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

’’قرآن پڑھتے رہو جب تک تمہارا دل زبان کی موافقت کرتا رہے (یعنی جب تک اکتاہٹ نہ ہو) اور جب دل اور زبان میں اختلاف ہو جائے تو اٹھ جاؤ۔‘‘[2]

---

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الصیام، باب النهی عن صوم الدهر لمن تضرر به أو فوت به حقاً......، ۲:۸۱۳، رقم: ۱۱۵۹

(۲) مسلم، الصحیح، کتاب العلم، باب النهی عن اتباع متشابه القرآن، ۴:۲۰۵۴، رقم: ۲۶۶۷

شبینہ میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال نامناسب ہے۔ اس لئے کہ تلاوت قرآن سننا واجب ہے اور نہ سننے والا شریعت کی نظر میں گنہگار ٹھہرتا ہے۔ لہٰذا مناسب اور دانش مندانہ بات یہ ہے کہ شبینہ کے لئے اوّل تو لاؤڈ سپیکر نہ لگایا جائے اور اگر اس کا استعمال ناگزیر ہو تو اس کے لئے اندرونی نظام ہوتا کہ اس کی آواز مسجد کی چار دیواری سے باہر نہ جا سکے۔

سوال نمبر ۲۴: کیا عورت خواتین کو باجماعت نماز تراویح پڑھا سکتی ہے؟

جواب: عورتوں کا مردوں کے علاوہ الگ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں علماء کا اختلاف ہے بعض فقہا مکروہ کے قائل ہیں۔ صاحبِ ہدایہ نے لکھا ہے:

ويكره للنساء أن يصلين وحدهن الجماعة ...... فإن فعلن قامت الإمامة وسطهن.(۱)

''اکیلی عورتوں کا جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ ہے اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کی امام صف کے درمیان میں کھڑی ہوگی۔''

احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابیات نماز میں امامت کراتی تھیں۔ امام حاکم نے المستدرک میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت بیان کی ہے کہ وہ صف کے درمیان میں کھڑی ہو کر عورتوں کی امامت کراتی تھیں۔(۲)

(۱) مرغيناني، الهداية، ۱: ۸۴

(۲) حاكم، المستدرك، ۱: ۳۲۰، رقم: ۷۳۱

اس روایت سے ثابت ہوا کہ دینی تربیت اور عبادت الٰہی میں رغبت اور شوق پیدا کرنے کے لئے اگر عورتیں جمع ہوکر باجماعت نماز ادا کریں تو اجازت ہے۔ اس صورت میں امامت کرانے والی خاتون صف کے درمیان میں کھڑی ہوگی۔ عیدین کے موقع پر خطبہ عید بھی پڑھ سکتی ہے کیونکہ عورت کا عورتوں کے سامنے خطبہ پڑھنا درست ہے۔ فقہا کرام نے لکھا ہے کہ عورت، عورتوں کی اور نابالغ، نابالغوں کا امام ہوسکتا ہے۔

۳۔ روزہ

سوال نمبر ۲۵: لغوی اور شرعی اعتبار سے روزہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: روزہ کو عربی زبان میں صوم کہتے ہیں۔ صوم کا لغوی معنی رکنے کے ہیں شرع کی رو سے صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور عمل مباشرت سے رک جانے کا نام روزہ ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم سے ثابت ہے:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ.(۱)

’’(روزہ رکھنے کے لئے سحری کے وقت) اور کھاتے پیتے رہا کرو یہاں تک کہ تم پر صبح کا سفید ڈورا (رات کے) سیاہ ڈورے سے (الگ ہو کر) نمایاں ہو جائے، پھر روزہ رات (کی آمد) تک پورا کرو۔‘‘

سفید دھاگے سے مراد صبح صادق (دن کی سفیدی) ہے اور سیاہ دھاگے سے مراد صبح کاذب (رات کی تاریکی) ہے۔

سوال نمبر ۲۶: قرآن و حدیث کی روشنی میں روزہ کی فرضیت وفضیلت کیا ہے؟

جواب: قرآنِ حکیم میں روزہ کی فرضیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(۱) البقرة، ۲: ۱۸۷

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَo(۱)

’’اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤo‘‘

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.(۲)

’’جس نے بحالتِ ایمان ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔‘‘

۲۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ كَجُنَّةِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ.(۳)

’’روزہ جہنم کی آگ سے ڈھال ہے جیسے تم میں سے کسی شخص کے پاس لڑائی کی ڈھال ہو۔‘‘

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

(۱) البقرة، ۲: ۱۸۳

(۲) بخاری، الصحيح، كتاب الصوم، باب صوم رمضان احتسابا من الايمان، ۱: ۲۲، رقم: ۳۸

(۳) نسائی، السنن، كتاب الصيام، ۲: ۶۳۷، رقم: ۲۲۳۰، ۲۲۳۱

كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى مَا شَاءَ اللهُ، يَقُوْلُ اللهُ تَعَالَى: إِلَّا الصَّوْمُ فَإِنَّهُ لِی، وَأَنَا أَجْزِی بِهِ.(۱)

''آدم کے بیٹے کا نیک عمل دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک آگے جتنا اللہ چاہے بڑھایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: روزہ اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔''

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ سے یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ اعمال صالحہ کا ثواب صدقِ نیت اور اخلاص کی وجہ سے دس گنا سے بڑھ کر سات سو گنا تک بلکہ بعض دفعہ اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے لیکن روزہ کا ثواب بے حد اور بے اندازہ ہے۔ یہ کسی ناپ تول اور حساب کتاب کا محتاج نہیں، اس کی مقدار اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ روزے کی اس قدر فضیلت کے درج ذیل اسباب ہیں:

پہلا سبب: روزہ لوگوں سے پوشیدہ ہوتا ہے اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا جبکہ دوسری عبادتوں کا یہ حال نہیں ہے کیونکہ ان کا حال لوگوں کو معلوم ہو سکتا ہے۔ اس لحاظ سے روزہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے۔ فَإِنَّهُ لِيْ سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔

(۱) ابن ماجه، السنن، کتاب الصيام، باب ما جاء فی فضل الصيام، ۲: ۳۰۵، رقم: ۱۶۳۸

دوسرا سبب: روزے میں نفس کشی، مشقت اور جسم کو صبر و برداشت کی بھٹی سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس میں بھوک، پیاس اور دیگر خواہشاتِ نفسانی پر صبر کرنا پڑتا ہے جبکہ دوسری عبادتوں میں اس قدر مشقت اور نفس کشی نہیں ہے۔

تیسرا سبب: روزہ میں ریاکاری کا عمل دخل نہیں ہوتا جبکہ دوسری ظاہری عبادات مثلاً نماز، حج، زکوٰۃ وغیرہ میں ریاکاری کا شائبہ ہوسکتا ہے۔

چوتھا سبب: کھانے پینے سے استغناء اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ روزہ دار اگرچہ اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے متشابہ تو نہیں ہوسکتا لیکن وہ ایک لحاظ سے اپنے اندر یہ خلق پیدا کر کے مقرب الٰہی بن جاتا ہے۔

پانچواں سبب: روزہ کے ثواب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں جبکہ باقی عبادات کے ثواب کو رب تعالیٰ نے مخلوق پر ظاہر کر دیا ہے۔

چھٹا سبب: روزہ ایسی عبادت ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا حتی کہ فرشتے بھی معلوم نہیں کر سکتے۔

ساتواں سبب: روزہ کی اضافت اللہ ﷻ کی طرف شرف اور عظمت کے لئے ہے جیسا کہ بیت اللہ کی اضافت محض تعظیم و شرف کے باعث ہے ورنہ سارے گھر اللہ کے ہیں۔

آٹھواں سبب: روزہ دار اپنے اندر ملائکہ کی صفات پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اس لئے وہ اللہ کو محبوب ہے۔

نواں سبب: جزاءِ صبر کی کوئی حد نہیں ہے اس لئے رمضان کے روزوں کی

جزاء کو بے حد قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف منسوب کیا کہ اس کی جزاء میں ہوں۔

سوال نمبر ۲۷: ارکان اسلام میں روزہ کون سا رکن ہے؟

جواب: ارکان سلام میں روزہ تیسرا رکن ہے جس کی پابندی شہادت توحید و رسالت اور نماز کے بعد ہے۔ روزہ کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارک میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو رمضان میں حالت ایمان اور ثواب کی نیت سے روزہ رکھتا ہے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''(۱)

سوال نمبر ۲۸: روزہ کون سی عبادت ہے؟

جواب: روزہ بدنی عبادت ہے اور تزکیۂ نفس کا بہترین ذریعہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لِكُلِّ شَيءٍ زَكَاةٌ وَ زَكَاةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ. (۲)

''ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوۃ روزہ ہے۔''

روزہ ایک مخفی اور خاموش عبادت ہے جو نمود و نمائش سے پاک ہے

---

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل لیلة القدر، ۲:۷۰۹، رقم: ۱۹۱۰

(۲) ابن ماجه، کتاب الصیام، باب فی الصوم زکاة الجسد، ۲: ۳۶۱، رقم: ۱۷۴۵

روزہ دار کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيْلِ اللهِ بَعَّدَ اللهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا.[1]

''جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال (کی مسافت سے) دور کر دیتا ہے۔''

سوال نمبر ۲۹: روزہ کس سن ہجری میں فرض ہوا؟

جواب: روزے کی فرضیت کا حکم سن ۲ ہجری میں تحویلِ قبلہ کے واقعہ سے کم و بیش دس پندرہ روز بعد نازل ہوا۔ آیتِ روزہ شعبان کے مہینے میں نازل ہوئی جس میں رمضان المبارک کو ماہِ صیام قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ.[2]

''رمضان کا مہینہ (وہ ہے) جس میں قرآن اتارا گیا ہے جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور (جس میں) رہنمائی کرنے والی اور (حق و باطل میں) امتیاز کرنے والی واضح نشانیاں ہیں۔ پس تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پالے تو وہ اس کے روزے ضرور رکھے۔''

---

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الجهاد والسیر، باب فضل الصوم فی سبیل الله، ۳: ۱۰۴۴، رقم: ۲۶۸۵

(۲) البقرة، ۲: ۱۸۵

ہجرت کے بعد روزے کو فرض کرنے کی حکمت یہ تھی کہ جب مسلمان توحید و رسالت، نماز اور ما قبل ہجرت نازل ہونے والے دیگر احکامِ قرآن پر عمل کرنے کے خوگر ہوجائیں تو پھر انہیں حکم روزہ دیا جائے۔ رمضان کے روزوں کی فرضیت سے قبل حضور نبی اکرم ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ آپ ﷺ عاشورا کا روزہ رکھتے تھے۔ پھر جب صیامِ رمضان المبارک کی فرضیت کا حکم آیا تو صومِ عاشورا کا حکم منسوخ ہو گیا جیسا کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''حضور نبی اکرم ﷺ نے یوم عاشورا کا روزہ رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم دیا۔ جب رمضان فرض ہوگیا تو اُسے چھوڑ دیا گیا۔''(۱)

سوال نمبر ۳۰: روزہ کن لوگوں پر فرض ہے؟

جواب: دین اسلام نے دنیا کے ہر خطے میں رہنے والے عاقل، بالغ مسلمان مرد وعورت پر ماہِ رمضان کے روزے فرض کئے ہیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ج فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ.(۲)

''رمضان کا مہینہ (وہ ہے) جس میں قرآن اتارا گیا ہے جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور (جس میں) رہنمائی کرنے والی اور (حق و باطل میں) امتیاز کرنے والی واضح نشانیاں ہیں، پس تم میں سے جو

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، باب وجوب صوم رمضان، ۲: ٦٦٩، رقم: ۱۷۹۳

(۲) البقرۃ، ۲: ۱۸۵

کوئی اس مہینہ کو پالے تو وہ اس کے روزے ضرور رکھے۔‘‘

فرض کی عدم ادائیگی قابلِ تعزیر ہے لیکن اسلام چونکہ بطور دین سہل العمل ہے۔اس لئے اس میں جبر نہیں جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ.(۱)

’’دین میں کوئی زبردستی نہیں۔‘‘

اس لئے سفر، بیماری اور خواتین کو حالتِ حمل وغیرہ میں روزہ رکھنے میں رعایت دی گئی ہے۔ اگر ان حالتوں میں روزہ نہ رکھا جائے تو ان کے ختم ہونے کی مدت کے بعد رمضان کے چھوڑے گئے روزوں کی قضا کرنا ضروری ہے۔

سوال نمبر ۳۱: کیا روزہ پہلی امتوں پر بھی فرض تھا؟

جواب: جی ہاں! روزہ پہلی امتوں پر بھی فرض تھا جیسا کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَo(۲)

’’اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤo‘‘

(۱) البقرة، ۲:۲۵۶

(۲) البقرة، ۲: ۱۸۳

مذکورآیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ روزہ پہلی امتوں پر بھی فرض تھا۔ کتبِ حدیث و تاریخ اور تورات و انجیل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قریشِ مکہ ایامِ جاہلیت میں دسویں محرم کو اس لئے روزہ رکھتے تھے کہ اس دن خانہ کعبہ پر نیا غلاف ڈالا جاتا تھا۔(۱)

مدینہ میں یہود اس دن اس لئے روزہ رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو اس دن فرعون سے نجات دی تھی۔(۲)

ان شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ شریعت محمدی ﷺ سے قبل اُمم میں بھی بحیثیت عبادت کے روزہ معروف اور جانا پہچانا جاتا تھا۔ انسائیکلو پیڈیا آف جیوز میں لکھا ہوا ہے:

> ''یہودی اور عیسائی روزہ بطور کفارہ گناہ یا توبہ کی خاطر یا پھر ان سے بھی تنگ تر مقاصد کے لئے رکھتے تھے اور ان کا روزہ محض رسمی نوعیت کا ہوتا تھا۔ یا پھر قدیم تر ایام میں روزہ ماتم کے نشان کے طور پر رکھا جاتا تھا۔''

یعنی ان لوگوں نے روزے کی اصل مقصدیت سے صرف نظر کرتے ہوئے اسے اپنے مخصوص مفادات کے ساتھ وابستہ کر لیا تھا مگر اسلام نے

---

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الحج، باب قول اللہ: جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام، ۲: ۵۷۸، رقم: ۱۵۱۵

(۲) بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، باب صیام یوم عاشورہ، ۲: ۷۰۴، رقم: ۱۹۰۰

انسانیت کو روزے کے بامقصد اور تربیتی نظام سے آشنا کیا۔

یہ اسلام ہی ہے جس نے مسلمانوں کو روزے پر وسیع دائرہ ہائے کار اور بلند اغراض و مقاصد عطا کئے۔ زندگی کی وہ تمام تمنائیں اور خواہشات جو عام طور پر جائز ہیں روزہ میں ان پر بھی کچھ عرصہ کے لئے پابندی عائد کر دی جاتی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا ہر اطاعت گزار اُمتی ان پابندیوں کو دلی رغبت و مسرت کے ساتھ اپنے اوپر عائد کرلیتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ جسم و روح دونوں کے لئے مفید ہے۔

علاوہ ازیں مختلف مذاہب میں روزہ رکھنے کے مکلّف بھی مختلف طبقات ہیں۔ مثلاً پارسیوں کے ہاں صرف مذہبی پیشوا، ہندوؤں میں برہمن اور یونانیوں کے ہاں صرف عورتیں روزے رکھنے کی مکلّف ہیں جبکہ ان کے اوقات روزہ میں بھی اختلاف اور افراط و تفریط پائی جاتی ہے۔ لیکن اسلام کے پلیٹ فارم پر دنیا کے ہر خطے میں رہنے والے عاقل، بالغ مسلمان مرد و عورت کے لئے ایک ہی وقت میں ماہ رمضان کے روزے فرض کیے گئے ہیں۔

سوال نمبر ۳۲: روزہ کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: روزہ کی آٹھ اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ فرض معین	۳۔ واجب معین
۲۔ فرض غیر معین	۴۔ واجب غیر معین

۵۔ سنت ۷۔ مکروہ

۶۔ نفل ۸۔ حرام

سوال نمبر ۲۳: فرض معین اور فرض غیر معین روزے سے کیا مراد ہے؟

جواب: رمضان المبارک کے روزے فرض معین ہیں جو سال بھر میں ایک دفعہ ہر عاقل و بالغ مسلمان مرد و عورت پر فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَo[۱]

’’اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤo‘‘

رمضان المبارک کے روزے اگر کسی عذر کی وجہ سے یا بلاعذر چھوٹ جائیں تو ان کی قضا کے روزے فرض غیر معین کہلاتے ہیں۔

سوال نمبر ۲۴: واجب معین اور واجب غیر معین روزے سے کیا مراد ہے؟

جواب: وہ روزے جن کے رکھنے کی کسی خاص تاریخ یا کسی خاص دن میں منت مانی جائے اور منت پوری ہونے کے بعد ان کو اسی دن یا اسی خاص تاریخ میں رکھا جائے واجب معین روزے کہلاتے ہیں مثلاً کسی نے منت مانی کہ اگر میں

(۱) البقرۃ، ۲: ۱۸۳

امتحان میں پاس ہو گیا تو اللہ کے لئے رجب کی پہلی تاریخ کا روزہ رکھوں گا پس منت پوری ہونے کے بعد اس پر رجب کی پہلی تاریخ کا روزہ رکھنا واجب معین ہے۔ **جبکہ** کفارے کے روزے اور نذرِ غیر معین کے روزے واجب غیر معین کہلاتے ہیں مثلاً کسی نے یہ منت مانی کہ اگر میں امتحان میں امتیازی حیثیت سے کامیاب ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کے لئے تین روزے رکھوں گا۔ پس وہ ان کو منت پوری ہونے کے بعد کبھی بھی رکھ سکتا ہے۔

سوال نمبر ۳۵: مسنون روزے سے کیا مراد ہے؟

جواب: وہ روزے جو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرض روزوں کے علاوہ رکھے اور امت کو ان کی ترغیب دی مسنون روزے کہلاتے ہیں۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) محرم الحرام کی نویں اور دسویں کے روزے۔ یومِ عاشورہ کے روزے سے متعلق بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے عاشورہ کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ فرمایا:

يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ. (۱)

’’یہ روزہ گزشتہ سال کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔‘‘

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر و صوم يوم عرفة و عاشوراء، ۲: ۸۱۹، رقم: ۱۱۶۲

(۲) عرفہ یعنی ذوالحجہ کی نویں تاریخ کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔ یہ روزہ ان کے لئے مستحب ہے جو حالتِ حج میں نہ ہوں۔

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرفہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ.[۱]

''عرفہ کا روزہ گزشتہ اور آئندہ سال (کے گناہوں) کے لئے کفارہ ہے۔''

یاد رہے کہ حج کرنے والوں کا عرفہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے اس لئے روزے کی وجہ سے کمزوری کی بناء پر کہیں ان کی دعا و استغفار میں سستی نہ آ جائے۔ جیسا کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حج کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرفہ کے دن روزہ نہ رکھا۔''[۲]

ہاں اگر کسی حاجی پر روزے کی وجہ سے کمزوری و ضعف کا غلبہ نہ ہونے پائے تو فقہاء کرام نے اسے روزہ رکھنے کی اجازت دی ہے۔[۳]

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ أیام من کل شھر و صوم یوم عرفۃ و عاشوراء، ۲: ۸۱۹، رقم: ۱۱۶۲
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ابواب الصوم، باب ماجاء فی فضل صوم عرفۃ، ۲:۱۱۶، رقم: ۷۴۹

(۲) ترمذی، الجامع الصحیح، ابواب الصوم، باب کراھیۃ صوم یوم عرفۃ بعرفۃ، ۲:۱۱۷، رقم: ۷۵۱

(۳) کاسانی، بدائع الصنائع، ۲: ۷۹

(۳) ایام بیض کے تین روزے یعنی ہر اسلامی مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزے رکھنا بھی مستحب ہے۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

صَوْمُ ثَلَاثَةٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَمَضَانَ إِلَى رَمَضَانَ صَوْمُ الدَّهْرِ.[۱]

’’ہر ماہ تین دن کے روزے رکھنا اور ایک رمضان کے بعد دوسرے رمضان کے روزے رکھنا یہ تمام عمر کے روزوں کے مترادف ہے۔‘‘

(۴) پندرھویں شعبان کا روزہ یعنی ماہ شعبان کی پندرہ کو روزہ رکھنے کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلقین فرمائی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’جس وقت شعبان کی نصف کی شب ہوتی ہے تو تم لوگ اس رات کو قیام کیا کرو اور دن کو روزہ رکھا کرو۔ پس بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا ہے کوئی استغفار کرنے والا میں اس کو معاف کر دوں کیا ہے کوئی رزق مانگنے والا میں اس کو رزق دے دوں کیا ہے کوئی سائل میں اس کو عطا کر دوں...... یہاں تک کہ فجر ہو جاتی ہے۔‘‘[۲]

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة أیام من کل شهر، ۲: ۸۱۹، رقم: ۱۱۶۲

(۲) بیهقی، شعب الایمان، باب فی الصیام، ماجاء فی لیلة النصف من شعبان، ۳:۳۷۹، رقم: ۳۸۲۲

سوال نمبر ۳۶: نفلی روزہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: نفلی روزوں سے مراد وہ روزے ہیں جو فرض اور واجب کے زمرے میں تو نہیں آتے لیکن ان کا رکھنا باعثِ ثواب ہے اور چھوڑنے پر کوئی عتاب و گناہ نہیں۔

(۱) شوال کے چھ روزے: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ. (۱)

’’جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بعد پھر شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھے۔‘‘

(۲) پیر اور جمعرات کا روزہ: اس سلسلے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ، فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ. (۲)

’’پیر اور جمعرات کو اعمال (بارگاہِ الٰہی میں) پیش کئے جاتے ہیں۔ میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل روزے کی حالت میں پیش ہو۔‘‘

---

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الصيام، باب استحباب صوم ستة أيام من شوال أتباعا الرمضان، ۲: ۸۲۲، رقم: ۱۱۶۴

(۲) ترمذی، الجامع الصحيح، أبواب الصوم عن رسول اللهA، باب ما جاء في يوم الاثنين والخميس، ۲: ۱۱۴، رقم: ۷۴۷

سوال نمبر ۳۷: حرام روزے سے کیا مراد ہے؟

جواب: حضور نبی اکرم ﷺ نے پانچ دن کے روزوں سے منع فرمایا ہے۔ ان میں عید الفطر، عید الاضحیٰ اور ایامِ تشریق کے تین دن شامل ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے متعلق حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

نَهَى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ: يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الأَضْحَى. (۱)

''حضور نبی اکرم ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزے رکھنے سے منع فرمایا۔''

ایامِ تشریق یعنی ذوالحجہ کے گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں تاریخ کے ایام کے بارے میں حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ایامِ تشریق کھانے پینے کے دن ہیں۔''(۲)

سوال نمبر ۳۸: مکروہ روزے سے کیا مراد ہے؟

جواب: بعض ایام میں روزے رکھنے کو شریعت میں ناپسندیدگی و کراہت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ مثلاً:

(۱) ہفتے کے دن کا روزہ: حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنھما اپنی ہمشیرہ سے

(۱) أبوداؤد، السنن، کتاب الصیام، باب فی صوم العیدین، ۲:۳۱۴، رقم: ۲۴۱۷

(۲) مسلم، الصحیح، کتاب الصیام، باب تحریم صوم أیام التشریق، ۲: ۸۰۰، رقم: ۱۱۴۱

روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’ہفتے کے دن کا روزہ نہ رکھو مگر جو تم پر فرض کیا گیا اور اگر تم میں سے کسی کو انگور کا چھلکا یا درخت کی لکڑی کے سوا کچھ نہ ملے تو (ہفتہ کا روزہ توڑنے کے لئے) اسے ہی چبا لے۔‘‘(۱)

امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اور اس دن میں کراہت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص روزہ رکھنے کے لئے ہفتے کا دن مخصوص نہ کرے کیونکہ یہودی اس دن کی تعظیم کرتے ہیں۔

(۲) عاشورہ یعنی محرم کی دسویں تاریخ کا ایک روزہ جس کے ساتھ نویں یا گیارہویں تاریخ کا روزہ نہ ملایا جائے۔

(۳) جمعہ کے دن کا اکیلا روزہ رکھنا اس صورت میں منع ہے جب تک اس سے پہلے یا بعد میں کوئی اور روزہ نہ رکھا جائے۔ البتہ اگر کوئی شخص کسی خاص دن کا روزہ رکھتا چلا آ رہا ہے اور اسی دن جمعہ کا روز ہو تو پھر اس دن روزہ رکھنا جائز ہے۔ حدیث مبارکہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’تم میں سے کوئی صرف جمعہ کا روزہ نہ رکھے مگر اس سے پہلے اور بعد کا روزہ بھی رکھے۔‘‘(۲)

---

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، ابواب الصوم، باب ما جاء فی صوم یوم السبت، ۲:۱۱۲، رقم: ۷۴۴

(۲) ترمذی، الجامع الصحیح، ابواب الصوم، باب ما جاء فی کراھیة صوم یوم الجمعة وحده، ۲:۱۱۱، رقم: ۷۴۳

(۴) نوروز کے دن کا روزہ مکروہ ہے بشرطیکہ یہ اس روز واقع نہ ہو جس روز کوئی شخص پہلے سے روزہ رکھتا چلا آ رہا ہو۔

(۵) عورت کا شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَصُوْمُ الْمَرْأَةُ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ يَوْمًا مِنْ غَيْرِ شَهْرِ رَمَضَانَ، إِلَّا بِإِذْنِهِ. (۱)

’’عورت کا خاوند اگر موجود ہو تو رمضان کے روزوں کے علاوہ اس کی اجازت کے بغیر کوئی روزہ نہ رکھے۔‘‘

سوال نمبر ۳۹: صومِ داؤدی کسے کہتے ہیں؟

جواب: سال بھر اس طرح روزے رکھنا کہ ایک دن روزہ سے رہے اور ایک دن بلا روزہ، صومِ داؤد کہلاتا ہے۔ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھنے کا معمول تھا جیسا کہ حدیث مبارکہ میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَحَبَّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ تَعَالٰى صِيَامُ دَاوُدَ، وَكَانَ يَصُوْمُ يَوْماً وَيُفْطِرُ يَوْماً. (۲)

---

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب الصوم، باب ما جاء فی کراهية صوم المرأة إلا بإذن زوجها، ۲:۱۴۲، رقم: ۷۸۲

(۲) مسلم، الصحیح، کتاب الصیام، باب النهی عن صوم الدهر...... وبیان تفضیل صوم یوم و إفطار یوم، ۲: ۸۱٦، رقم: ۱۱۵۹

’’بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک صیامِ داؤد سب سے زیادہ پسند ہیں، وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن بغیر روزہ کے رہتے تھے۔‘‘

سوال نمبر ۴۰: سحری و افطاری کے وقت کون سی دعائیں پڑھنی چاہییں، کیا یہ حدیثِ نبوی ﷺ سے ثابت ہیں؟

جواب: روزہ رکھتے وقت درج ذیل دعا پڑھنی چاہئے:

وَبِصَومِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ.

’’میں نے کل کے ماہِ رمضان کے روزے کی نیت کی۔‘‘

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ روزہ رکھنے کی دعا کسی حدیث مبارکہ میں منقول نہیں۔ اصل نیت فرض ہے جو دل کے ارادے کا نام ہے۔ نیت کا مطلب کسی چیز کا پختہ ارادہ کرنا ہے اور اصطلاح شرع میں نیت کا مطلب ہے کسی کام کے کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور قرب حاصل کرنے کا ارادہ کرنا۔

نماز، روزہ، زکوۃ، حج وغیرہ جیسی عبادات میں نیت فرض ہے لیکن الفاظ فرض نہیں۔ البتہ آج کل ذہن منتشر ہوتے ہیں، لہٰذا ایک تو زبان سے کہہ لینے سے دل کا ارادہ و قصد ظاہر ہو جائے گا، دوسرا زبان سے بولا جانے والا ہر لفظ نیکیوں میں لکھا جائے گا کیونکہ رضائے الٰہی کی خاطر کیا جانے والا کام جو فی نفسہ خلافِ شریعت نہ ہو، تو اسلام اس کو قبول کرتا ہے۔ امر مستحسن کے طور پر اس کام پر اجر و ثواب اور فوائد و برکات بھی متحقق ہوتے ہیں۔ لہٰذا روزہ رکھتے

وقت مروجہ دعا کے الفاظ بطور نیت دہرانا بدعتِ حسنہ یعنی اچھی بدعت ہے۔[1]

جب کہ روزہ افطار کرنے کی دعا مختلف الفاظ کے ساتھ کتبِ حدیث میں بیان ہوئی ہے، جن میں سے ایک حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ افطار کرتے وقت یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ.[2]

’’اے اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی دیے ہوئے رزق پر افطار کیا۔‘‘

بعض کتب حدیث میں یہ دعا مختلف الفاظ کے ساتھ آئی ہے، جیسے وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ (اور میں نے تیرے اوپر بھروسہ کیا) یا فَتَقَبَّلْ مِنِّی، اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (پس تو (میرا روزہ) قبول فرما لے، بے شک تو خوب سننے والا جاننے والا ہے)؛ لیکن ملا علی قاری اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے مرقاۃ المفاتیح میں لکھتے ہیں کہ اگرچہ افطاری کی دعا میں وَبِکَ آمَنْتُ کے الفاظ کی کوئی اصل نہیں مگر یہ الفاظ درست ہیں اور دعائیہ کلمات میں اضافہ کرنا جائز ہے (جس طرح بعض لوگ حج کے موقع پر تلبیہ میں اضافہ کر لیتے ہیں)۔ لہٰذا اس بحث کی روشنی میں ہم اِفطار کے وقت درج ذیل مروجہ دعا پڑھ سکتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی

(۱) ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ۲: ۳۰۴

(۲) أبو داؤد، السنن، کتاب الصوم، باب القول عند الإفطار، ۲: ۲۹۴، رقم: ۲۳۵۸

رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ.

''اے اللہ! بے شک میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر ہی بھروسہ کیا اور تیرے ہی عطا کیے ہوئے رزق سے میں نے افطار کیا۔''

سوال نمبر ۴۱: روزہ کی حالت میں غیبت کرنا، جھوٹ بولنا اور فحش کلامی کرنا کیسا ہے؟

جواب: شرع کی رو سے روزہ کی حالت میں غیبت، جھوٹ، فحش کلامی کسی طور بھی جائز نہیں، کیونکہ اس کی وجہ سے روزہ میں کراہت آتی ہے۔ روزہ فرض کرنے کا مقصد صرف روزہ دار کا بھوکا، پیاسا رہنا کافی نہیں ہے بلکہ دنیاوی لذتوں کی خواہشات اور برے اعمال مثلاً جھوٹ بولنا، فحش کلامی کرنا اور غیبت سے بچنا بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ درج ذیل احادیث مبارکہ سے ثابت ہیں۔

۱۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''اگر کوئی شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا (روزہ رکھ کر) نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو اسکی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا، پینا، چھوڑ دے۔''(۱)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو یہ حکم دیا کہ وہ ایک دن روزہ رکھیں اور جب تک میں اجازت نہ دوں اس وقت تک کوئی روزہ افطار نہ کرے۔ لوگوں نے روزہ رکھا۔ جب شام ہوئی تو ایک

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور والعمل به فی الصوم، ۲: ۶۷۳، رقم: ۱۸۰۴

شخص حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی: میں سارے دن روزے سے رہا ہوں، آپ مجھے افطار کی اجازت دیں، آپ نے اس کو افطار کی اجازت مرحمت فرمائی۔ پھر ایک شخص حاضر ہوا۔ اور اس نے عرض کیا آپ کے گھر کی دو کنیزیں صبح سے روزے سے ہیں، آپ انہیں بھی افطار کی اجازت دیں۔ آپ ﷺ نے اس شخص سے اعراض کیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ان کا روزہ نہیں ہے، ان لوگوں کا روزہ کیسے ہوسکتا ہے؟ جو سارا دن لوگوں کا گوشت کھاتے رہے ہوں، جاؤ انہیں جا کر کہو اگر وہ روزہ دار ہیں تو قے کریں، انہوں نے قے کی تو ہر ایک سے جما ہوا خون نکلا۔ اس شخص نے جا کر حضور نبی اکرم ﷺ کو خبر دی، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ مرجاتیں اور وہ جما ہوا خون ان میں باقی رہ جاتا تو دونوں کو دوزخ کی آگ کھاتی۔(۱)

۳۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

> ’’ابن آدم کا روزے کے سوا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہے روزہ بالخصوص میرے لئے ہے۔ اس کی جزا میں ہی دوں گا اور روزہ ڈھال ہے، جب تم میں سے کسی شخص کا روزہ ہو، تو وہ بے ہودہ گوئی کرے نہ فحش گوئی کرے۔ اگر کوئی شخص اسے گالی دے یا اس سے جھگڑا کرے تو وہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔‘‘(۲)

(۱) طیالسی، المسند، ۱: ۲۸۲، رقم: ۲۱۰۷

(۲) بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، باب ھل یقول إنی صائم إذا شتم، ۲: ۶۷۳، رقم: ۱۸۰۵

پس مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ روزہ کی حالت میں جھوٹ بولنا، غیبت کرنا اور فحش کلامی کرنا ممنوع ہے۔ ان امورِ رذیلہ سے اس لے ممانعت کی گئی کہ ان سے روزہ رکھنے کا مقصد ختم ہو جاتا ہے اور روزہ دار، روزہ کے برکات وثمرات سے محروم رہتا ہے۔

سوال نمبر۴۲: روزے میں کارفرما حکمتیں کیا ہیں؟

جواب: روزہ نہ صرف روح کی غذا ہے بلکہ اس کے پس پردہ بے شمار دینی و دنیاوی حکمتیں اور ایسے رموز کارفرما ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ روزہ دار کو عطا کرتا ہے۔ اس لحاظ سے روزہ کی درج ذیل حکمتیں ہیں:

۱۔ تقویٰ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَo [۱]

’’اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤo‘‘

اہلِ ایمان پر امم سابقہ کی طرح روزے اس لئے فرض کئے گئے کہ وہ متقی اور پرہیزگار بن جائیں گویا روزے کا مقصد انسانی سیرت کے اندر تقویٰ کا

(۱) البقرۃ، ۲:۱۸۳

جوہر پیدا کر کے اس کے قلب و باطن کو روحانیت و نورانیت سے جلا دینا ہے۔ روزے سے حاصل کردہ تقویٰ کو اگر بطریق احسن بروئے کار لایا جائے تو انسان کی باطنی کائنات میں ایسا ہمہ گیر انقلاب برپا کیا جا سکتا ہے جس سے اس کی زندگی کے شب و روز یکسر بدل کر رہ جائیں۔

تقویٰ بادی النظر میں انسان کو حرام چیزوں سے اجتناب کی تعلیم دیتا ہے، لیکن اگر بنظرِ غائر قرآن و سنت کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ روزے کی بدولت حاصل شدہ تقویٰ حرام چیزوں سے تو درکنار ان حلال و طیب چیزوں کے قریب بھی بحالتِ روزہ پھٹکنے نہیں دیتا' جن سے مستفید ہونا عام زندگی میں بالکل جائز ہے۔ ہر سال ایک ماہ کے اس ضبطِ نفس کی لازمی تربیتی مشق (Refresher Course) کا اہتمام، اس مقصد کے حصول کے لئے ہے کہ انسان کے قلب و باطن میں سال کے باقی گیارہ مہینوں میں حرام و حلال کا فرق و امتیاز روا رکھنے کا جذبہ اس درجہ فروغ پا جائے کہ اس کی باقی زندگی ان ہی خطوط پر استوار ہو جائے۔ وہ ہر معاملے میں حکمِ خداوندی کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے حرام چیزوں کے شائبے سے بھی بچ جائے۔

۲۔ تربیتِ صبر و شکر

صبر کا تقاضا ہے کہ انسان کسی نعمت سے محرومی پر اپنی زبان کو شکوہ اور آہ و بکا سے آلودہ کئے بغیر خاموشی سے برداشت کرے۔ روزہ انسان کو تقویٰ کے اس مقامِ صبر سے بھی بلند تر مقامِ شکر پر فائز دیکھنے کا متمنی ہے۔ وہ اس

کے اندر یہ جوہر پیدا کرنا چاہتا ہے کہ نعمت کے چھن جانے پر اور ہر قسم کی مصیبت، ابتلا اور آزمائش کا سامنا کرتے وقت اس کی طبیعت میں ملال اور پیشانی پر شکن کے آثار پیدا نہ ہونے پائیں' بلکہ وہ ہر تنگی و ترشی کا بہرحال خندہ پیشانی سے مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے اپنے پروردگار کا شکر ادا کرتا رہے۔

اس ضمن میں دو صاحب حال بزرگوں کے واقعہ کا تذکرہ خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ طویل جدائی کے بعد جب وہ ملے اور ایک دوسرے کا حال پوچھا تو ایک نے کہا کہ اپنا حال تو یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی نعمت سے نوازتا ہے تو اس کا شکر ادا کرتے ہیں، وگرنہ صبر سے کام لیتے ہیں۔ دوسرے بزرگ نے کہا' یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ ہمارے شہر کے کتوں کا بھی یہی حال ہے۔ وہ مالک کے در پر پڑے رہتے ہیں، اگر کچھ مل جائے تو دُم ہلا کر اس کے آگے پیچھے جاتے ہیں اور اگر کچھ نہ بھی ملے تو اسے چھوڑ کر کسی اور در پر نہیں جاتے۔ پھر فرمایا کہ اپنا حال یہ ہے کہ جب مولا سے کچھ ملتا ہے تو اس کے بندوں میں بانٹ دیتے ہیں اور کچھ نہ ملے تو ہر حال میں اس کا شکر ادا کرتے رہتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آیاتِ صوم میں **لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْن** کے ذریعے شکر کی ضرورت و اہمیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۳۔ جذبہ ایثار

بحالتِ روزہ انسان بھوک اور پیاس کے کرب سے گزرتا ہے تو لامحالہ اس کے دل میں ایثار' بے نفسی اور قربانی کا جذبہ تقویت پکڑتا ہے اور وہ عملاً اس

کیفیت سے گزر کر جس کا سامنا انسانی معاشرہ کے مفلوک الحال اور نانِ شبینہ سے محروم لوگ کرتے ہیں، کرب و تکلیف کے احساس سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ فی الحقیقت روزے کے ذریعے اللہ رب العزت اپنے آسودہ حال بندوں کو ان شکستہ اور بے سر و سامان لوگوں کی زبوں حالی سے کماحقہٗ آگاہ کرنا چاہتے ہیں، جو اپنے تن و جان کا رشتہ بمشکل برقرار رکھے ہوئے ہیں، تاکہ ان کے دل میں دکھی اور مضطرب انسانیت کی خدمت کا جذبہ فروغ پائے اور ایک ایسا اسلامی معاشرہ وجود میں آ سکے، جس کی اساس باہمی محبت و مروت' انسان دوستی اور دردمندی و غمخواری کی لافانی قدروں پر ہو۔ اس احساس کا بیدار ہو جانا روزے کی روح کا لازمی تقاضا ہے اور اس کا فقدان اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ روزے میں روح نام کی کوئی چیز باقی نہیں بقول علامہ اقبالؒ:

روح چوں رفت از صلوٰۃ و از صیام
فرد ناھموار، ملت بے امام

''جب نماز و روزہ سے روح نکل جاتی ہے تو فرد نالائق و ناشائستہ اور قوم بے امام ہو جاتی ہے۔''

۴۔ تزکیہ نفس

روزہ انسان کے نفس اور قلب و باطن کو ہر قسم کی آلودگی اور کثافت سے پاک و صاف کر دیتا ہے۔ انسانی جسم مادے سے مرکب ہے، جسے اپنی بقا کے لئے غذا اور دیگر مادی لوازمات فراہم کرنا پڑتے ہیں، جبکہ روح ایک لطیف

چیز ہے، جس کی بالیدگی اور نشوونما مادی ضروریات اور دنیاوی لذات ترک کر دینے میں مضمر ہے۔ جسم اور روح کے تقاضے ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ روزہ جسم کو کھانے پینے اور بعض دیگر اُمور سے دور رکھ کر مادی قوتوں کو لگام دیتا ہے، جس سے روح لطیف تر اور قوی تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ جوں جوں روزے کی بدولت بندہ خواہشاتِ نفسانی کے چنگل سے رستگاری حاصل کرتا ہے، اس کی روح غالب و توانا اور جسم مغلوب و نحیف ہو جاتا ہے۔ روح اور جسم کا تعلق پرندے اور قفس کا سا ہے، جیسے ہی قفسِ جسم کا کوئی گوشہ وا ہوتا ہے، روح کا پرندہ مائل بہ پرواز ہو کر، موقع پاتے ہی جسم کی بندشوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔

مسلسل روزے کے عمل اور مجاہدے سے تزکیۂ نفس کا عمل تیز تر ہونے لگتا ہے، جس کی وجہ سے روح کثافتوں سے پاک ہو کر پہلے سے کہیں لطیف تر اور قوی تر ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض کاملین و عرفاء کی روحانی طاقت کائنات کی بے کرانیوں اور پہنائیوں پر حاوی ہو جاتی ہے۔

۵۔ رضائے خداوندی کا حصول

روزے کا منتہائے مقصود یہی ہے کہ وہ بندے کو تمام روحانی مدارج طے کرانے کے بعد مقام رضا پر فائز دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ مقام رضا کیا ہے؟ جو روزے کے توسط سے انسان کو نصیب ہو جاتا ہے، اس پر غور کریں تو اس کی اہمیت کا احساس اجاگر ہوتا ہے۔ رب کا اپنے بندے سے راضی ہو جانا اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس کے مقابلے میں باقی سب نعمتیں ہیچ دکھائی دیتی ہیں۔

روزہ وہ منفرد عمل ہے جس کے اجر و جزا کا معاملہ رب اور بندے کے درمیان چھوڑ دیا گیا کہ اس کی رضا حد و حساب کے تعین سے ماوراء ہے۔

سوال نمبر ۴۳: عام اور خاص لوگوں کے روزے میں کیا فرق ہے؟

جواب: جس طرح معاشرے میں معاشی حیثیت اور سماجی مقام کے اعتبار سے انسانی زندگی کے مختلف طبقات پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح دینی و روحانی مدارج و مقامات میں روزہ رکھنے کے لحاظ سے لوگوں کی دو اقسام ہیں:

۱۔ عام لوگوں کا روزہ ۲۔ خاص لوگوں کا روزہ

۱۔ عام لوگوں کا روزہ

پہلی قسم عام لوگوں کی ہے جو محض رسماً روزہ رکھتے ہیں اور ان کا روزہ سحری و افطاری تک محدود ہوتا ہے وہ روزے کے آداب و شرائط کا مطلقاً لحاظ نہیں رکھتے چنانچہ اکثر و بیشتر حسب ارشاد نبوی ﷺ سوائے بھوکے اور پیاسے رہنے کے ان کے ہاتھ کچھ نہیں آتا۔ وہ لوگ جو روزہ رکھ کر احکام خداوندی کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہیں۔ وہ جھوٹ، غیبت، دھوکہ، فریب دہی اور دیگر افعال قبیحہ کے ارتکاب کو اپنا معمول بنائے رکھتے ہیں۔ روزے کے فیوض و برکات سے محروم رہتے ہیں اور نتیجہ خیزی کے اعتبار سے ان کی صلوٰۃ و صیام بے روح ہے۔ ایسا روزہ افراد ملت پر مثبت اور نفع بخش اثرات مرتب نہیں کرسکتا۔

۲۔ خاص لوگوں کا روزہ

دوسری قسم خاص لوگوں کی ہے جو احکام خداوندی کی پاسداری کرتے ہیں اور صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے اپنے دامن بچائے رکھتے ہیں۔ روزہ سے ان کے سیرت و کردار میں تقویٰ کا جوہر پیدا ہو جاتا ہے او ان کی زندگیاں **لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْن** کے فرمودہ ایزدی کی عملی تفسیر بن جاتی ہیں۔ تقویٰ کی بدولت ان کے شب و روز انقلاب آشنا ہو جاتے ہیں اور وہ ہر معاملے میں حلال وحرام کی تمیز کو اپنا شعار بنا لیتے ہیں۔

ایسا روزہ حضور نبی اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق ان کے اور عذابِ دوزخ کے درمیان ڈھال بن جاتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

> ’’روزہ دوزخ کی آگ سے یوں ڈھال ہے جس طرح لڑائی کے وقت تمہاری ڈھال ہوتی ہے۔‘‘(۱)

مندرجہ بالا بحث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ عام اور خاص لوگوں کے روزے میں فرق یہ ہے کہ عام لوگوں کا روزہ صرف سحری و افطاری تک محدود ہوتا ہے۔ جبکہ خاص لوگوں کا روزہ ان کے مجاہدہ کی بناء پر ان کو مقامِ مشاہدہ پر فائز کر دیتا ہے۔ کیونکہ ان کی طلب و آرزو کا محور اللہ کی رضا کا حصول اور دیدارِ مصطفیٰ ﷺ کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔

---

(۱) ابن ماجه، السنن، كتاب الصيام، باب ما جاء فی فضل الصيام، ۲: ۳۰۵، رقم: ۱۶۳۹

سوال نمبر ۴۴: کیا روزہ کے اثرات ہر شخص پر یکساں ہوتے ہیں؟

جواب: روزہ کے اثرات ہر شخص پر روحانی اور جسمانی طور پر یکساں نہیں ہوتے۔ روزے کی فضیلت اور برکت اپنی جگہ مسلّم لیکن اس کی رحمتیں اور برکتیں ہر شخص کے حصے میں برابر آ جائیں ممکن نہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

> ''کتنے روزہ دار ایسے ہیں جن کو اپنے روزوں سے بھوک پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا اور کتنے راتوں کو نماز پڑھنے والے ہیں جن کو نمازوں سے رت جگے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔''(۱)

جس نے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکامات، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر چلتے ہوئے اپنی بندگی کو وفاداری بشرط استواری کے ساتھ نبھایا اور خود احتسابی سے غافل ہوئے بغیر روزہ رکھے ایسے شخص کے لئے خوشخبری ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

> ''جس شخص نے حالتِ ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے داتے ہیں اور جو رمضان میں ایمان کی حالت اور ثواب کی نیت سے قیام کرتا ہے تو اس کے (بھی) سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور جو لیلۃ القدر میں ایمان کی حالت اور ثواب کی نیت سے قیام کرے اس

(۱) ابن خزیمہ، الصحیح، ۳: ۲۴۲، رقم: ۱۹۹۷

کے گزشتہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔‘‘(۱)

اسی طرح جسمانی طور پر بھی روزہ کے اثرات ہر شخص پر مختلف ہوتے ہیں مثلاً ایک شخص ائیرکنڈیشنڈ آفس میں کام کرتا ہے تو دوسرا شخص شدید گرمی اور چلچلاتی دھوپ میں محنت مزدوری کرتا ہے۔ دونوں کے کام کی نوعیت کے اعتبار سے انسانی جسم میں پانی، نمکیات وغیرہ کی کمی اور نقاہت کی کیفیت مختلف ہو گی۔ اسی اعتبار سے روزہ دار کو ان کے صبر و برداشت اور رضائے الٰہی کی کیفیات کے مطابق انہیں اجر وثواب سے نوازا جائے گا۔

سوال نمبر۴۵: روزہ کی حفاظت کیسے ممکن ہے؟

جواب: اگر روزہ کو پورے احکام و آداب کی مکمل رعایت کے ساتھ پورا کیا جائے تو بلاشبہ گناہوں سے محفوظ رہنا آسان ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر کسی نے روزہ کے لوازم کا خیال نہ کیا اور گناہوں میں مشغول رہتے ہوئے روزہ کی نیت کی کھانے پینے، خواہش نفسانی سے باز رہا لیکن حرام کمانے اور غیبت کرنے سے باز نہ آیا تو اس سے فرض ادا ہو جائیگا، مگر روزہ کے برکات وثمرات سے محرومی رہے گی۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل لیلۃ القدر، ۲:۷۰۹، رقم: ۱۹۱۰

اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ مَا لَمْ يَخْرِقُهَا.(۱)

’’روزہ ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔‘‘

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ، فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ.(۲)

’’جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹی بات اور غلط کام نہ چھوڑے تو اللہ کو کچھ حاجت نہیں کہ وہ (گناہوں کو چھوڑے بغیر) محض کھانا پینا چھوڑ دے۔‘‘

کھانا پینا اور جنسی تعلقات چھوڑنے ہی سے روزہ کامل نہیں ہوتا بلکہ روزہ کی حالت میں فواحش، منکرات اور ہر طرح کے گناہوں سے بچنا بھی ضروری ہے لہٰذا مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا:

۱۔ روزہ دار روزہ رکھ کر جھوٹ، غیبت، چغلی اور بدکلامی سے پرہیز کرے۔

۲۔ آنکھ کو مذموم و مکروہ اور ہر اس چیز سے بچائے جو یادِ الٰہی سے غافل کرتی ہو۔

۳۔ کان کو ہر ناجائز آواز سننے سے بچائے۔ اگر کسی مجلس میں غیبت ہوتی

(۱) نسائی، السنن، ۱: ۱۶۷، رقم: ۲۲۳۳

(۲) بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور و العمل به فی الصوم، ۲: ۶۷۳، الرقم: ۱۸۰۴

ہو تو انہیں منع کرے ورنہ وہاں سے اُٹھ جائے حدیث میں ہے کہ غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔

۴۔ بوقت افطار اتنا نہ کھائے کہ پیٹ تن جائے۔

۵۔ افطار کے بعد دل خوف اور امید کے درمیان رہے کیا معلوم کہ اسکا روزہ قبول ہوا یا نہیں لیکن اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

پس اعضاء کو گناہوں سے بچانا ہی درحقیقت روزہ کی حفاظت ہے۔

سوال نمبر ۴۶: کون سی دو خوشیاں ہیں جو روزہ دار کو نصیب ہوتی ہیں؟

جواب: دوسری عبادات کے مقابلے میں روزہ وہ واحد عبادت ہے جس کے رکھنے والے کو بیک وقت دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں۔ حدیثِ مبارکہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَ إِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ.[1]

’’روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں، جن سے اسے فرحت ہوتی ہے: ایک (فرحتِ افطار) جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور دوسری (فرحتِ دیدار کہ) جب وہ اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزہ کے باعث خوش ہوگا۔‘‘

(۱) بخاری الصحیح، کتاب الصوم، باب هل يقول إنی صائم إذا شتم، ۲:۶۷۳، رقم: ۱۸۰۵

سوال نمبر ۴۷: جنت کا کون سا دروازہ ہے جس میں سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے؟

جواب: جنت میں بعض مخصوص اعمالِ صالحہ کے اعتبار سے آٹھ دروازے ہیں جو شخص دنیا میں خلوص نیت سے ان میں جس عملِ صالح کا بھی خوگر ہوگا وہ جنت میں اسی عمل کے دروازے سے جائے گا۔ ریان جنت کا وہ دروازہ ہے جس میں سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے جیسا کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُوْنَ؟ فَيَقُوْمُوْنَ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوْا أُغْلِقَ، فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ. (۱)

’’جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہا جاتا ہے۔ روزِ قیامت اس میں روزہ دار داخل ہوں گے ان کے سوا اس دروازے سے کوئی اور داخل نہیں ہوگا۔ کہا جائے گا: روزہ دار کہاں ہیں؟ پس وہ کھڑے ہوں گے، ان کے علاوہ اس میں سے کوئی اور داخل نہیں ہو سکے گا، جب وہ داخل ہو جائیں گے تو اس دروازے کو بند کر دیا جائے گا۔

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین، ۲: ۶۷۱، رقم: ۱۷۹۷

پھر کوئی اور اس سے داخل نہیں ہو سکے گا۔‘‘

ریان کی وجہ تسمیہ کے بارے میں محدّث ملا علی قاری فرماتے ہیں: یا تو وہ بنفسہ ریان ہے کیونکہ اس کی طرف کثیر نہریں جاری ہیں اور اس کے قریب تازہ اور سرسبز و شاداب پھل پھول بکثرت ہیں۔ یا قیامت کے دن اس کے ذریعے سے لوگوں کی پیاس مٹے گی اور تر و تازگی و نظافت چہرے پر ہمیشہ رہے گی۔(۱)

اس انعام کا حقدار صرف رمضان کے روزے رکھنے والا ہی نہیں بلکہ کثرت سے نفلی روزے رکھنے والا بھی ہو گا۔

سوال نمبر ۴۸: روزے کے باطنی و روحانی فوائد کیا ہیں؟

جواب: روزے کے باطنی اور روحانی فوائد درج ذیل ہیں:

۱۔ روزہ ضعیف روح اور بیمار قلب کے لئے ایک ایسی مجرب دوا ہے جس کے استعمال سے خصوصاً روح میں تقویت و شادابی اور تر و تازگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس طرح بندے کی طبیعت نیکیوں کی طرف مائل ہونے لگتی اور برائیوں کے خلاف نفرت پیدا ہوتی ہے۔

۲۔ روزہ صائم کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ وہ حدود اللہ اور احکامِ الٰہی کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال کر ایک کامیاب دینی زندگی گزار سکے۔

۳۔ روزہ دین کے ہر معاملے میں صائم کے اندر صبر و ثبات کی خوبیاں پیدا کرتا ہے جو اسے دین پر قائم رکھتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے

(۱) ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح فی مشکاۃ المصابیح، ۴: ۲۳۰

انحراف نہیں کرنے دیتیں۔

۴۔ روزہ کی وجہ سے تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن جیسے پاکیزہ اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔

۵۔ روزہ دار کو آخرت میں اس نعمت غیر مترقبہ سے نوازا جائے گا۔ جس کے حصول کے لئے شہید بار بار اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کی آرزو کرے گا۔ روزہ گناہوں اور آگ سے حفاظت کا سبب بنتا ہے۔

۶۔ روح اور باطن کو ہر قسم کی آلائشوں سے مزّکّی اور مصفّی کرنے کے لئے روزے سے بہتر اور کوئی عمل نہیں۔

۷۔ اللہ تعالیٰ ہر مومن کی ایک نیکی کا اجر ۱۰ گنا سے بڑھا کر ۷۰۰ گنا تک عطا فرماتا ہے۔ روزے کی جزا خود باری تعالیٰ دیتے ہیں۔

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةَ ضِعْفٍ مَاشَاء اللهُ، يَقُوْلُ اللهُ: إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَ أَنَا أَجْزِي بِهِ.(۱)

''بنی آدم کو ہر نیکی کا اجر دس گنا سے سات سو گنا تک عطا کیا جاتا

(۱) ابن ماجه، السنن، کتاب الصيام، باب ما جاء في فضل الصيام، ۲: ۳۰۵، رقم: ۱۶۳۸

ہے، جتنا اللہ چاہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سوائے روزہ کے، کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔‘‘

سوال نمبر ۴۹: روزے کے طبی فوائد کیا ہیں؟

جواب: قرآن حکیم میں ہے:

وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○(۱)

’’اور تمہارا روزہ رکھ لینا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تمہیں سمجھ ہو ○‘‘

اگر ہم اس آیتِ مبارکہ میں بیان حقائق کا طبی نکتہ نظر سے مطالعہ کریں تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ روزہ عبادت کے ساتھ ساتھ صحتِ انسانی کے لئے مفید چیز ہے۔ ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ روزے سے جسم میں کوئی نقص یا کمزوری واقع نہیں ہوتی بلکہ روزہ رکھنے سے صرف دو کھانوں کا درمیانی وقفہ ہی معمول سے کچھ زیادہ ہوتا ہے اور درحقیقت ۲۴ گھنٹوں میں جسم کو مجموعی طور پر اتنے حرارے (Calories) اور مائع (پانی) کی مقدار مل جاتی ہے جتنی روزے کے علاوہ دنوں میں ملتی ہے۔ مزید برآں یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ لوگ رمضان میں پروٹین اور کاربوہائیڈریٹ عام دنوں کے مقابلے میں زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ اس حقیقت کے پیشِ نظر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ مجموعی غذائیت (حرارے) عام دنوں کے مقابلے میں جسم کو اکثر زیادہ تعداد میں ملتے ہیں اس کے علاوہ جسم فاضل مادوں کو بھی استعمال کرکے توانائی کی ضرورت

(۱) البقرۃ، ۲: ۱۸۴

پوری کرتا ہے۔ روزے سے مندرجہ ذیل طبی فوائد حاصل ہوتے ہیں:

۱۔ روزہ سارے نظامِ ہضم کو ایک ماہ کے لئے آرام مہیا کر دیتا ہے۔ درحقیقت اس کا حیران کن اثر بطور خاص جگر پر ہوتا ہے کیونکہ جگر کھانا ہضم کرنے کے علاوہ پندرہ مزید اعمال بھی سرانجام دیتا ہے جس کی وجہ سے اس پر تھکن طاری ہو جاتی ہے۔ دوسری طرف روزہ کے ذریعے جگر کو چار سے چھ گھنٹوں تک آرام مل جاتا ہے جو روزہ کے بغیر قطعی ناممکن ہے۔ کیونکہ بے حد معمولی خوراک یہاں تک کہ ایک گرام کے دسویں حصے کے برابر بھی اگر معدہ میں داخل ہو جائے تو پورا نظامِ انہضام اپنا کام شروع کر دیتا ہے اور جگر فوراً مصروفِ عمل ہو جاتا ہے۔ سائنسی نقطہ نظر سے ماہرینِ طب کا دعویٰ ہے کہ اس آرام کا وقفہ ایک سال میں ایک ماہ ضرور ہونا چاہیے۔

۲۔ روزہ کے دوران خون کی مقدار میں کمی ہو جاتی ہے یہ اثر دل کو نہایت فائدہ مند آرام مہیا کرتا ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ خلیوں کے درمیان (Inter Celluler) مائع کی مقدار میں کمی کی وجہ سے خلیوں کا عمل بڑی حد تک سکون آشنا ہو جاتا ہے۔ لعاب دار جھلی کی بالائی سطح سے متعلق خلیے جنہیں (Epitheliead) کہتے ہیں اور جو جسم کی رطوبت کے متواتر اخراج کے ذمہ دار ہوتے ہیں ان کو بھی صرف روزے کے ذریعے ہی آرام اور سکون ملتا ہے۔ اسی طرح سے ٹشو یعنی پٹھوں پر دباؤ کم ہو جاتا ہے۔ پٹھوں پر یہ ڈائسٹا لک دباؤ دل کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ روزے کے دوران ڈائسٹا لک پریشر ہمیشہ کم سطح پر ہوتا ہے یعنی اس وقت دل آرام کی صورت میں ہوتا ہے۔ مزید

برآں آج کا انسان ماڈرن زندگی کے مخصوص حالات کی بدولت شدید تناؤ یا ٹینشن کا شکار ہے۔ رمضان کے ایک ماہ کے روزے بطور خاص ڈائسٹا لک پر یشر کو کم کر کے انسان کو بہت زیادہ فائدہ پہنچاتے ہیں۔

۳۔ پھیپھڑے براہِ راست خون صاف کرتے ہیں اس لئے ان پر بلاواسطہ روزے کے اثرات پڑتے ہیں۔ اگر پھیپھڑوں میں خون منجمد ہو جائے تو روزے کی وجہ سے بہت جلد یہ شکایت رفع ہو جاتی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ نالیاں صاف ہو جاتی ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ روزہ کی حالت میں پھیپھڑے فضلات کو بڑی تیزی کے ساتھ خارج کرتے ہیں اس سے خون اچھی طرح صاف ہونے لگتا ہے اور خون کی صفائی سے تمام نظامِ جسمانی میں صحت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔

۴۔ روزے کے دوران جب خون میں غذائی مادے کم ترین سطح پر ہوتے ہیں تو ہڈیوں کا گودہ حرکت پذیر ہو جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں لاغر لوگ روزے رکھ کر آسانی سے اپنے اندر زیادہ خون پیدا کر سکتے ہیں۔ روزے کے دوران جگر کو ضروری آرام اتنا مواد مہیا کر دیتا ہے جس سے بآسانی اور زیادہ مقدار میں خون پیدا ہو سکے۔

۵۔ خون میں سرخ ذرات کی تعداد زیادہ اور سفید ذرات کی تعداد کم پائی جاتی ہے۔ ماہرین کے مطابق روزے میں حرارتِ جسمانی گر جاتی ہے لیکن جب اصلی بھوک عود کر آتی ہے۔ تو حالتِ جسمانی اصلی حالت کی طرف مائل ہو

جاتی ہے اسی طرح جب روزہ کھولا جاتا ہے اور غذا استعمال ہوتی ہے تو حرارتِ جسمانی میں کسی قدر اضافہ ہو جاتا ہے روزہ رکھنے کے بعد خون کی صفائی کا عمل جاری ہو جاتا ہے۔ قلت الام (یمینا) کی حالت میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ خون کے سرخ خلیات کی تعداد میں ترقی ہو جاتی ہے ایک مشاہدہ کے مطابق معلوم ہوا کہ صرف ۱۲ دن کے روزوں کے تسلسل کی وجہ سے خون کے خلیات کی تعداد ۵ لاکھ سے بڑھ کر ۳۶ لاکھ تک پہنچ گئی۔

سوال نمبر ۵۰: اجتماعی افطاری کرنے کے کیا فوائد ہیں؟

جواب: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

طَعَامُ الرَّجُلِ يَكْفِيْ رَجُلَيْنِ. وَطَعَامُ رَجُلَيْنِ يَكْفِيْ اَرْبَعَةً. وَطَعَامُ اَرْبَعَةٍ يَكْفِيْ ثَمَانِيَةً. (۱)

’’ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لئے کافی ہے۔ دو آدمیوں کا کھانا چار کے لئے کافی ہوتا ہے اور چار کا کھانا آٹھ کے لئے کافی ہے۔‘‘

اجتماعی افطاری میں یہ فلسفہ پنہاں ہے کہ اس سے شخصی و طبقاتی امتیاز ختم ہو جاتا ہے آپس میں پیار، محبت اور ایثار و قربانی کی فضا پیدا ہوتی ہے اور روزہ دار کی افطاری کروانے سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا و خوشنودی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ درج ذیل حدیث مبارکہ سے ثابت ہے:

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الأشربة، باب: فضيلة المواساة فی الطعام القليل، ۳: ۱۶۳۰، رقم: ۲۰۵۹

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''رمضان ایسا مہینہ ہے جس میں رزق بڑھا دیا جاتا ہے اور جو اس میں کسی روزہ دار کو افطار کروائے اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، اس کی گردن آگ سے آزاد کر دی جاتی ہے، اس کو بھی روزہ دار جتنا ثواب ملتا ہے اور اس سے روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ہر ایک افطار نہیں کروا سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھی یہ ثواب عطا فرماتا ہے جو ایک گھونٹ دودھ، ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے بھی کسی کا روزہ افطار کرواتا ہے۔''(۱)

سوال نمبر ۱۵: کھجور سے روزہ افطار کرنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: کھجور سے روزہ افطار کرنے میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ کھجور غذائیت سے بھرپور پھل ہے۔ اس سے جسمانی توانائی حاصل ہوتی ہے۔ روزے سے جسمانی توانائی میں کمی ہو جاتی ہے اور اس وقت ایسی غذا کی ضرورت ہوتی ہے جس کے کھانے سے جسم کی توانائی بحال ہو جائے۔ اس صورت میں کھجور توانائی اور شکر کی کمی کو پورا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ کھجور کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر مختلف حوالوں سے فرمایا ہے۔ اسی طرح احادیث میں بھی کھجور کی افادیت، غذائی اہمیت اور طبی فوائد بیان کئے گئے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ (مغرب)

(۱) ابن خزیمہ، الصحیح، ۳: ۱۹۲، رقم: ۱۸۸۷

کی نماز سے پہلے چند تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے تھے۔ اگر تر کھجوریں بروقت میسر نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں (چھوہاروں) سے افطار فرماتے تھے اور اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی پی لیتے تھے۔(۱)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل کو اگر سائنسی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جب ہم کھجور سے افطاری کرتے ہیں تو اس کی مٹھاس منہ کی لعاب دار جھلی میں فوری جذب ہو کر گلوکوز میں تبدیل ہو جاتی ہے جس سے جسم میں حرارت اور توانائی بحال ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس اگر تلی ہوئی یا مرغن چٹخارے دار چیزیں استعمال کی جائیں تو اس سے معدے میں حدت اور کثرتِ تیزابیت کے باعث سینے کی جلن اور بار بار پیاس لگتی ہے۔ جس سے Digestive Enzymes تحلیل ہو جاتے ہیں جو معدے کی دیواروں کو کمزور کرتے ہیں اور تبخیر کا سبب بنتے ہیں جبکہ کھجور سے افطاری کرنے کی صورت میں نہ تو معدے پر بوجھ پڑتا ہے اور نہ ہی معدے میں Hydrochlooric Acid کی زیادتی ہو کر تبخیر کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں کھجور میں بے شمار طبی فوائد ہیں مثلاً بلغم اور سردی کے اثر سے پیدا ہونے والی بیماریوں سے بچاتی ہے۔ ضعفِ دماغ رفع کرتی اور نسیان کو دور کرتی ہے۔ قلب کو تقویت و فرحت بخشتی اور بدن میں خون کی کمی یعنی Anemia کو دور کرتی ہے۔ گردوں کو قوت دیتی، امراض تنفس میں بالعموم اور دمہ میں مفید و مؤثر ہے۔

---

(۱) ترمذی، السنن، ابواب الصوم، باب ما جاء ما یستحب علیه الإفطار، ۲: ۷۳، رقم: ۶۹۶

عربوں میں ایک پرانی کہاوت ہے کہ سال میں جتنے دن ہوتے ہیں اتنے ہی کھجور کے استعمال اور فوائد ہیں۔

سوال نمبر ۵۲: روزہ شوگر (Diabetes) کو کنٹرول کرنے میں کیا کردار ادا کرتا ہے؟

جواب: روزہ بیاطیس کے مرض یعنی شوگر کو کنٹرول کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے جبکہ عام لوگوں کو اندیشہ ہوتا ہے کہ اگر شوگر کا مریض روزہ رکھ لے تو اسے کہیں پریشان کن حالت سے دوچار نہ ہونا پڑے۔ بعض لوگ جسم میں پانی کی کمی یا شوگر لیول (Sugar Level) حد اعتدال سے گرنے کے احتمال کو اپنے ذہن پر سوار کر لیتے ہیں حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ البتہ شدتِ مرض کی صورت میں صورت حال مختلف ہوسکتی ہے شدتِ مرض کی حالت میں روزہ نہ رکھنے کی اللہ رب العزت نے اجازت دی ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے:

وَمَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ط یُرِیْدُ اللّٰهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ. (۱)

’’اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں (کے روزوں) سے گنتی پوری کرے، اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے دشواری نہیں چاہتا۔‘‘

ماہرینِ طب کی رائے میں ایسے اشخاص جو روزہ دار نہ ہوں، کا شوگر

(۱) البقرة، ۲: ۱۸۵

لیول اتار چڑھاؤ کا شکار رہتا ہے جبکہ روزہ دار مریض کا شوگر لیول نارمل رہتا ہے کیونکہ روزہ مریض اور معالج کے لئے کسی قسم کی مشکلات یا پریشانی پیدا نہیں کرتا۔ مزید برآں اگر رمضان المبارک کے علاوہ بھی یہ طریقہ اپنایا جائے تو اس سے نہ صرف شوگر لیول کنٹرول ہوگا بلکہ شوگر لیول میں عدم تنظیم کی بناء پر جو نقاہت و کمزوری ہوا کرتی ہے۔ اس سے بھی محفوظ رہے گا روزہ کے سبب شوگر میں مبتلا شخص کی قوتِ مدافعت بڑھتی ہے لہٰذا اس سے شوگر کے باعث ہونے والی دماغی سوزش، کالا موتیا، اندھا پن، جگر اور گردوں کی خرابی کے خدشات بھی بڑی حد تک معدوم ہو جاتے ہیں۔

سوال نمبر۵۳: کیا روزہ موٹاپے میں کمی کا باعث بنتا ہے؟

جواب: جی ہاں! روزہ موٹاپے میں کمی کا باعث بنتا ہے۔ بشرطیکہ اس حکم خداوندی کو یاد رکھا جائے۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا. (۱)

’’کھاؤ اور پیو اور حد سے زیادہ خرچ نہ کرو۔‘‘

اس آیتِ قرآنی میں تلقین کی گئی ہے کہ کھانے پینے میں زیادتی نہ کرو موٹا شخص سحری اور افطاری کے اوقات میں اس بات پر عمل کرے تو یقیناً موٹاپے پر قابو پا سکتا ہے۔ انسانی جسم میں اگر چربی یا روغنی خلیات مقدار اور جسامت میں بڑھ جائیں تو موٹاپا لاحق ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کے خون میں

(۱) الاعراف، ۸: ۳۱

Fatty Acid اور مختلف قسم کے چربیلے اجزاء Cholestrol اور Triacylglycrel میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

ایسے لوگ خواہ غذا لیں یا نہ لیں ایک بار مرض آ جائے تو اس سے نجات مشکل ہو جاتی ہے۔ بلکہ بسیار خوری دوسرے امراض کو دعوت دیتی ہے۔ اسی لئے موٹاپا کو ام الامراض کہا جاتا ہے لہٰذا شحمی خلیوں (Adipose Cells) کو کنٹرول میں رکھنا بہت ضروری ہے۔ اس کا بہترین ذریعہ روزہ ہے اور مسلسل روزے رکھنے کے لئے ماہ رمضان ایک ریفرشر کورس یعنی تربیت کا مہینہ ہے۔ جس میں جملہ معمولات زندگی میں یکسر تبدیلی آ جاتی ہے۔ روزہ نہ صرف خواہشاتِ نفس بلکہ بھوک اور پیاس میں صبر کی بھی تلقین کرتا ہے۔ لہٰذا ماہِ صیام میں انسان اپنی خواہشات کو قابو میں رکھتے ہوئے غذائی معاملہ میں اپنے آپ کو ایک ایسے تربیتی مرحلے سے گزارتا ہے جس سے انسانی Lipostat میں ایک امید افزا مستقل تبدیلی رونما ہو جاتی ہے۔

سوال نمبر ۵۴: روزہ کس طرح سرطان (Cancer) کی روک تھام میں مدد دیتا ہے؟

جواب: حال ہی میں کی گئی تحقیق کے مطابق روزہ سرطان (Cancer) کی روک تھام میں مدد دیتا ہے اور یہ جسم میں کینسر کے خلیوں کی افزائش کو روکتا ہے۔ روزے کی حالت میں جسم میں Glucose کی مقدار کم ہو جاتی ہے چونکہ جسم کو کسی بھی مشین کی طرح ایندھن (Fuel) کی ضرورت ہوتی ہے۔ گلوکوز کی کمی

کے باعث جسم توانائی کے حصول کے لئے چربی کا استعمال کرتا ہے اس عمل میں Ketone Bodies بھی پیدا ہوتی ہے جو پروٹین کو چھوٹے چھوٹے ذرات میں توڑنے کا عمل روکتی ہے۔ کینسر کے خلیوں کو اپنی نشوونما کے لئے پروٹین کے چھوٹے ذرات کی ضرورت ہوتی ہے۔ روزے کی حالت میں ذرات کم پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے روزہ کی حالت میں کینسر سے تحفظ ملتا ہے۔

سوال نمبر ۵۵: کیا روزہ سگریٹ نوشی سے نجات کا ذریعہ ہے؟

جواب: جی ہاں! روزہ سگریٹ نوشی سے نجات کا ذریعہ ہے۔ ہر سلیم الفطرت آدمی اچھی اور بری چیز کو جانتا ہے لیکن بہت سے لوگوں کے ارادے کی کمزوری پرخطر لذت کوشی کا سبب بنتی ہے۔ روزہ آدمی کے اندر صبر اور قوتِ ارادہ پیدا کرتا ہے۔ جرمنی کے سکالر ’جیہاڈٹ‘ نے قوت ارادہ پر ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں اس نے روزے کو قوتِ ارادہ پیدا کرنے کے لئے ایک بنیادی عمل قرار دیا۔ اس نے کتابِ مذکور میں ان لوگوں کی مثال دی ہے جنہوں نے روزہ رکھنے کی وجہ سے سگریٹ نوشی چھوڑی۔ اس بات سے تو سب ہی لوگ آگاہ ہیں کہ عادی سگریٹ نوش روزے کی حالت میں دن بھر میں تقریباً تیرہ چودہ گھنٹے تک سگریٹ نہیں پیتا۔ اس طرح روزے دار کی طبیعت میں ایک ایسا ڈسپلن وجود پاتا ہے جس سے وہ سگریٹ نوشی سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کرسکتا ہے۔

سوال نمبر ۵۶: روزے سے ہمیں کیا سبق حاصل ہوتا ہے؟

جواب: روزہ سے ہمیں اطاعت الٰہی، تزکیۂ نفس، اخوت اور ہمدردی کا سبق ملتا

ہے مثلاً روزہ دار اللہ تعالیٰ کے حکم سے حالتِ روزہ میں ایک خاص وقت پر کھانے پینے اور جائز خواہشات سے رک جاتا ہے۔ اپنی ایسی بنیادی ضروریات کو اطاعت الٰہی کی خاطر اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے جن کو پورا کرنا دوسرے اوقات میں نہ صرف جائز بلکہ فرض ہوتا ہے۔ روزہ ہمارے اندر یہ بات راسخ کر دیتا ہے کہ اصل چیز اطاعتِ الٰہی ہے اور یہ کہ صرف حکم الٰہی ہی کسی چیز کے درست اور غلط ہونے کے لئے آخری سند ہے اور حق بندگی کا یہ سبق ہمیں روزہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح غریبوں کی تکلیفوں، ان کے فقر و فاقہ اور تنگ دستی کا احساس بھی حالتِ روزہ میں ہوتا ہے۔ جب روزہ دار خود سارا دن بھوکا پیاسا رہتا ہے تو اس کے اندر ایسے لوگوں کے بارے میں ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جو مستقل فقر و فاقہ سے دو چار رہتے ہیں چنانچہ روزہ دار اپنی بساط کے مطابق ان کے دکھوں کا مداوا اور ان کی تکلیفوں کو دور کرنے میں تعاون کرتا ہے۔ اس لئے مومنوں کا وصف یہ بیان کیا گیا ہے کہ سب مسلمان نفس واحد کی طرح ہیں اگر اس کی آنکھ میں درد ہوتا ہے تو اس کا سارا جسم درد محسوس کرتا ہے۔

۴۔ روزہ سے متعلقہ مسائل

سوال نمبر ۵۷: کیا روزے کے لئے نیت کرنا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں! روزے کی درستگی کے لئے نیت سب سے اوّل درجہ رکھتی ہے وگرنہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور مجامعت سے بچے رہنے سے تو ہرگز روزہ نہیں ہو گا۔ جمہور آئمہ کے نزدیک ہر روزے کی الگ نیت ضروری ہے البتہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک پورے رمضان المبارک میں پہلے روزے کی نیت ہی کافی ہے بشرطیکہ پورے ماہ میں روزوں کا تسلسل قائم رہے۔

سوال نمبر ۵۸: کیا نیت کے لئے زبان سے اظہار کرنا ضروری ہے؟

جواب: جی نہیں، نیت دل کے ارادے کا نام ہے لیکن اگر نیت کے مسنون و مستحب الفاظ زبان سے دہرا لئے جائیں تو افضل ہے ورنہ اگر کوئی دل سے ارادہ کر کے سحری کے وقت روزہ رکھنے کے لئے اٹھا اور کچھ کھا پی کر روزہ رکھ لیا تو یہی اس کی نیت ہے۔

سوال نمبر ۵۹: کیا روزہ توڑنے کی نیت کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: اگر کسی روزہ دار نے روزہ رکھنے کے بعد روزہ چھوڑنے کی نیت کی تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا اس لئے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان اقدس ہے:

اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لئے دل میں پیدا ہونے والی باتیں معاف کی ہیں۔ جب تک وہ زبان پہ نہ آ جائیں یا ان پر عمل نہ کر لیا جائے۔[(۱)]

سوال نمبر ٦٠: سحری کا وقت کب ختم ہوتا ہے، کیا اس کے بعد کچھ کھانا جائز ہے؟

جواب: سحری کا وقت ختم ہونے کے بعد کچھ بھی کھانا پینا جائز نہیں کیونکہ سحری کا وقت رات کے آخری نصف سے شروع ہوتا ہے اور صبح صادق سے چند لمحے قبل تک باقی رہتا ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ’’ہم نے حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر آپ نماز کے لئے اٹھے، (راوی کہتے ہیں) میں نے ان سے دریافت کیا: اذان اور سحری میں کتنا وقفہ تھا (یعنی حضور ﷺ نے اذان سے کتنی دیر قبل سحری کی تھی)؟ انہوں نے فرمایا: پچاس آیات پڑھنے کے برابر۔[(۲)]

جمہور فقہاء کے نزدیک اگر صبح صادق ہونے میں شک ہو تو کھا پی سکتے ہیں، لیکن جب صبح صادق کا یقین ہو جائے تو رک جانا ضروری ہے۔ ہاں اگر کوئی کھا رہا ہے اور اذانِ فجر شروع ہوگئی ہے تو بقدرِ ضرورت کھانے کی اجازت ہے۔

---

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب العتق، باب الخطاء و النسیان فی العتاق و الطلاق و نحوه ......، ۲: ۸۹۴، رقم: ۲۳۹۱

(۲) بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، باب قدر کم بین السحور و صلاة الفجر، ۲:۶۷۸، رقم: ۱۸۲۱

سوال نمبر ٦١: سحری کھانے میں تاخیر اور افطار کرنے میں جلدی کا حکم کیوں دیا گیا؟

جواب: سحری میں تاخیر اور افطاری جلدی کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا عمر بھر یہ معمول رہا ہے کہ آپ ﷺ سحری میں تاخیر اور افطاری جلدی فرماتے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّا مَعْشَرَ الْأَنْبِيَاءِ أُمِرْنَا أَنْ نُؤَخِّرَ سُحُوْرَنَا، وَنُعَجِّلَ فِطْرَنَا. (۱)

''ہم گروہِ انبیاء کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم سحری تاخیر سے اور افطار جلدی سے کریں۔''

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ. (۲)

''میری امت کے لوگ اس وقت تک بھلائی پر رہیں گے جب تک وہ روزہ جلد افطار کرتے رہیں گے۔''

---

(۱) ابن حبان، الصحیح، ۵: ٦٧، رقم: ۱۷۷۰

(۲) مسلم، الصحیح، کتاب الصیام، باب فضل السحور وتأکید استحبابه، ۲: ۷۷۱، رقم: ۱۰۹۸

کوئی شخص سحری میں اتنی تاخیر کر بیٹھے کہ اذان شروع ہو جائے تو اس کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ النِّدَاءَ، وَالْإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ فَلَايَضَعْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ. (۱)

''جب تم میں سے کوئی اذان سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو اپنی ضروریات پوری کیے بغیر اسے نہ رکھے۔''

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ کی روشنی میں واضح ہوا کہ سحری میں تاخیر اور افطاری میں جلدی کرنا سنت ہے۔ سحری میں تاخیر اور افطاری جلدی کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا کہ اس میں کئی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ روحانی فیوض و برکات سے قطع نظر سحری دن میں روزے کی تقویت کا باعث بنتی ہے اور انسان بھوک پیاس کی شدت سے محفوظ رہتی ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمت کو تلقین فرمائی ہے کہ سحری ضرور کیا کرو خواہ پانی کا ایک گھونٹ، کھجور کا ایک ٹکڑا یا منقی کے چند دانے ہی کیوں نہ ہو۔ (۲)

اسی طرح افطاری جلد کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اس طرزِ افطاری سے

(۱) ۱۔ ابو داود، السنن، کتاب الصوم، باب فی الرجل یسمع النداء، ۲: ۲۹۲، رقم: ۲۳۵۰

۲۔ حاکم، المستدرک علی الصیحین، ۱: ۳۲۳، رقم: ۷۴۰

(۲) طبرانی، مسند الشامیین، ۱: ۳۲، رقم: ۱۶

یہود و نصاریٰ کی مخالفت مقصود ہے کیونکہ یہود و نصاریٰ روزہ تاخیر سے افطار کرتے ہیں۔ ستاروں کے ظاہر ہونے تک انتظار کرتے ہیں جس سے نجوم پرستی کا شائبہ پیدا ہوتا ہے۔ جب تک امتِ مسلمہ افطار میں جلدی اور سحری میں تاخیر کرتی رہے گی اس وقت تک سنت کی پابندی اور حدودِ شرع کی نگرانی کی وجہ سے خیریت اور بھلائی پر قائم رہے گی۔

سوال نمبر۶۲: وہ کون سے امور ہیں جن سے روزہ مکروہ ہوتا ہے؟

جواب: درج ذیل باتیں روزے میں مکروہ ہیں:

۱۔ گوند چبانا یا کوئی اور چیز منہ میں ڈالے رکھنا۔

۲۔ بلا ضرورت کسی چیز کا چکھنا، البتہ جس عورت کا خاوند سخت اور بد مزاج ہو اُسے زبان کی نوک سے سالن کا مزہ چکھ لینا جائز ہے۔

۳۔ کلی یا ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا۔

۴۔ منہ میں بہت سا تھوک جمع کر کے نگلنا۔

۵۔ غیبت کرنا، جھوٹ بولنا، گالی گلوچ کرنا۔

۶۔ بھوک یا پیاس کی بے قراری اور گھبراہٹ کو ظاہر کرنا۔

۷۔ نہانے کی حاجت ہو تو غسل کو قصداً صبح صادق کے بعد تک مؤخر کرنا۔

۸۔ صوم وصال کے روزے رکھنا اگرچہ دو ہی دن کا ہو۔

سوال نمبر۶۳: روزوں کی قضا کے کیا احکام ہیں؟

جواب: روزوں کی قضا کے احکام کی درج ذیل تین صورتیں ہیں:

۱۔ اگر کوئی روزے کی حالت میں بھول کر کھا پی لے تو اس پر نہ قضا ہے اور نہ کفارہ، خواہ وہ رمضان کا روزہ ہو یا غیر رمضان کا۔

۲۔ اگر کوئی رمضان میں روزہ کی حالت میں بلا عذر قصداً کھا لے یا پی لے تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔

۳۔ اگر کوئی رمضان میں روزہ کی حالت میں کسی عذر کی وجہ سے یعنی سفر یا مرض میں روزہ توڑ دے تو اس پر صرف قضا واجب ہوگی کفارہ ضروری نہیں۔

سوال نمبر۶۴: وہ کون سے امور ہیں جن سے صرف روزہ کی قضا لازم آتی ہے کفارہ نہیں؟

جواب: وہ امور جن سے صرف روز ہ کی قضا لازم آتی ہے درج ذیل ہیں:

۱۔ کسی نے زبردستی روزہ دار کے منہ میں کوئی چیز ڈال دی اور وہ حلق سے اتر گئی۔

۲۔ روزہ یاد تھا مگر کلی کرتے وقت بلا قصد حلق میں پانی اتر گیا۔

۳۔ قے آئی اور قصداً حلق میں لوٹا دی یا قصداً منہ بھر کے قے کر ڈالی روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم ہو گی بشرطیکہ دونوں صورتوں میں قے منہ بھر

کر ہو اور روزہ دار کو اپنا روزہ یاد ہو، اگر روزہ یاد نہیں ہے تو ان تمام صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

۴۔ کنکری یا پتھر کا ٹکڑا یا گٹھلی یا مٹی یا کاغذ کا ٹکڑا قصداً نگل لیا۔

۵۔ دانتوں میں رہ جانے والی چیز کو زبان سے نکال کر نگل لیا جبکہ وہ چنے کے دانے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو اور اگر منہ سے نکال کر پھر نگل لیا تو چاہے چنے سے کم ہو یا زیادہ تب بھی روزہ ٹوٹ گیا۔

۶۔ دانتوں میں سے نکلے ہوئے خون کو نگل لینا جبکہ خون تھوک پر غالب ہو تو روزہ ٹوٹ گیا قضا واجب ہوگی، اور اگر خون تھوک کی مقدار سے کم ہوگا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

۷۔ بھولے سے کچھ کھا پی لینے کے بعد یہ سمجھنا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر قصداً کھا لینا۔

۸۔ کسی کی آنکھ دیر سے کھلی اور یہ سمجھ کر ابھی سحری کا وقت باقی ہے، کچھ کھا پی لیا پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی۔

۹۔ رمضان المبارک کے سوا اور دنوں میں کوئی روزہ قصداً توڑ ڈالا۔

۱۰۔ ابر یا غبار کی وجہ سے یہ سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہو گیا روزہ افطار کر لیا حالانکہ ابھی دن باقی تھا۔

ان تمام مندرجہ بالا صورتوں میں روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس کی صرف قضا لازم ہو گی۔

سوال نمبر ٦٥: رمضان کے قضا روزے لگاتار رکھنے چاہییں یا وقفہ سے؟

جواب: رمضان کے روزوں کی قضاء واجب ہے اور اس میں وسعت رکھی گئی ہے، وقت کی کوئی قید نہیں ہے لہٰذا قضاء روزے لگاتار رکھیں یا سال میں وقفے وقفے کے ساتھ، دونوں طرح جائز ہیں۔

سوال نمبر ٦٦: روزوں کی قضا پوری کرنے کے بارے میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کیا معمول تھا؟

جواب: روزوں کی قضا پوری کرنے کے بارے میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا معمول تھا کہ رمضان المبارک کے وہ روزے جو شرعی عذر کی بنا پر رہ جاتے تھے، انہیں علی الحساب ماہ شعبان میں رکھ لیتی تھیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس مہینے کثرت سے روزے رکھتے تھے۔ اس سلسلے میں حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے:

> ”میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر مجھ پر رمضان کے روزوں کی قضا واجب ہوتی تو میں انہیں شعبان کے علاوہ قضا نہ کرسکتی۔“(۱)

قضا کردہ روزوں کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ہرگز گوارہ نہ تھا کہ روزوں کی قضا کی وجہ سے ان کے شوہر نامدار کی خدمت میں

---

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الصیام، باب قضاء رمضان فی شعبان، ۲:۸۰۲، رقم: ۱۱۴۶

کوئی کوتاہی یا کمی واقع ہو۔

اس روایت سے فقہاء نے اس مسئلہ کا استنباط کیا ہے کہ کوئی عورت اپنے خاوند کی مرضی کے بغیر نفلی روزہ نہیں رکھ سکتی۔

سوال نمبر۶۷: اگر نفلی روزہ ٹوٹ جائے تو کیا اس کی قضا لازم ہے؟

جواب: نفلی روزہ کسی عذر سے توڑنے پر قضاء نہیں ہے، اگر بغیر عذر جان بوجھ کر نفلی روزہ توڑ دے تو اس کی قضا واجب ہے جیسا کہ درج ذیل حدیث مبارکہ سے ثابت ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور حفصہ رضی اللہ عنہا روزہ سے تھیں کہ ہمارے سامنے کھانا پیش کیا گیا جس کی ہمیں خواہش تھی ہم نے کھا لیا۔ اتنے میں حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے گفتگو میں مجھ سے سبقت کی اور (کیوں نہ ہوتا) وہ اپنے باپ کی بیٹی تھیں (یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح جری)۔ کہنے لگیں: یا رسول اللہ! ہم دونوں نے روزہ رکھا ہوا تھا پھر ہمارے پاس کھانا آیا جس کی ہمیں تمنا تھی تو ہم نے اس سے کھا لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی دوسرے دن اس کی قضا کر لینا۔(۱)

---

(۱) ترمذی، السنن، ابواب الصوم، باب ما جاء فی ایجاب القضاء علیه، ۲:۱۰۴، رقم: ۷۳۵

سوال نمبر ۶۸: کفارہ کسے کہتے ہیں اور اس کے ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: شریعت نے کفارہ کو مکلّف پر دنیا و آخرت میں گناہوں کو مٹانے کے لئے واجب کیا ہے کفارہ کا حکم عموماً روزے رکھنے، غلام آزاد کرنے، مساکین کو کھانا کھلانے یا انہیں لباس فراہم کرنے پر مشتمل ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

> ’’ایک شخص نے رمضان میں (دن کے وقت) اپنی بیوی سے صحبت کر لی، پھر رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلہ میں مسئلہ دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم غلام آزاد کر سکتے ہو؟ اس نے عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دو ماہ کے روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔‘‘(۱)

سوال نمبر ۶۹: عمداً نفلی روزہ توڑنے کا کفارہ کیا ہے؟

جواب: کفارہ صرف رمضان المبارک کا فرض روزہ توڑنے سے واجب ہوتا ہے اس کے علاوہ کسی بھی قسم کا نفلی روزہ یا رمضان کے قضا روزے کو توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الصیام، باب: تغلیظ تحریم الجماع فی نہار رمضان علی الصّآئم و وجوب الکفارۃ......، ۲:۷۸۳، رقم: ۱۱۱۱

سوال نمبر ۷۰: روزوں کی صورت میں کفارہ ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: روزوں کی صورت میں کفارہ ادا کرنا ہو تو مسلسل ساٹھ روزے بلا ناغہ رکھے جائیں مثلاً روزے قمری مہینے کی پہلی تاریخ سے شروع کیے گئے ہیں تو اس پورے مہینے اور اس کے بعد دوسرے قمری مہینے کے روزے رکھے اگر روزے قمری مہینے کے وسط سے شروع کیے گئے تو اس مہینے کو پورا کر کے اگلا سارا مہینہ روزے رکھنے کے بعد تیسرے مہینے میں اتنے دن روزے رکھے کہ پہلے مہینے کے دن ملا کر تیس دن پورے ہوجائیں۔ ضروری ہے کہ دو ماہ کے روزے مسلسل ہوں، اگر ایک دن کا بھی روزہ چھوٹ گیا تو پھر دوبارہ ساٹھ روزے رکھنے ہوں گے۔

البتہ عورت کے حیض کے دنوں میں جتنے روزے چھوٹ جائیں وہ شمار نہیں ہوں گے بلکہ وہ حیض سے پہلے اور بعد والے روزے ملا کر ساٹھ روزے پورے کرے۔ کفارہ ادا ہوجائے گا۔ ہاں اگر کفارے کے روزوں کے دوران نفاس کا زمانہ آجائے تو اس سے کفارے کا تسلسل ختم ہوجائے گا اور پھر دوبارہ شروع سے روزے رکھنا واجب ہوں گے۔

سوال نمبر ۷۱: شریعت میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی مقدار کیا ہے؟

جواب: شریعت میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی مقدار ساٹھ دنوں تک اور دو وقت کا پیٹ بھر کر کھانا کھلانا ہے۔ بصورتِ دیگر ساٹھ مسکینوں کو فی آدمی دو کلوگرام گیہوں یا اس کی قیمت یا قیمت کے برابر چاول، باجرہ، جوار (یا کوئی سا

اناج) بھی دیا جا سکتا ہے۔

علاوہ ازیں کفارہ ادا کرنے والے پر یہ بھی واجب ہے کہ مساکین میں وہ لوگ شامل نہ ہوں جن کا نفقہ اس کے ذمہ ہے مثلاً اس کے والدین، دادا یا بیٹے، پوتے اور بیوی وغیرہ۔

سوال نمبر ۷۲: کیا کفارہ کے طور پر ساٹھ مسکینوں کا کھانا ایک ہی مسکین کو دیا جا سکتا ہے؟

جواب: اگر کوئی چاہے تو ایک روزے یا کئی روزوں کا کفارہ ایک ہی مسکین کو اکٹھا دے سکتا ہے۔ چاہے تو کئی روزوں کا کفارہ یکبارگی دے سکتا ہے۔

سوال نمبر ۷۳: اگر کوئی بغیر کسی شرعی رخصت یا مرض کے رمضان کا روزہ چھوڑے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: رمضان المبارک وہ مہینہ ہے جس میں اللہ رب العزت کی خاص رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ دعاؤں کو شرف قبولیت ملتا ہے۔ علاوہ ازیں دنیاوی اور روحانی فیوضات بھی اللہ کی رحمت کا حصہ ہیں جو انسان کو صرف روزہ کی وجہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ وہ شخص بدنصیب ہے جو بغیر کسی شرعی رخصت یا مرض کے روزہ چھوڑ کر اس کی رحمت سے محروم ہو جائے، ایسے شخص کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ، مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَلَا مَرَضٍ، لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ، وَإِنْ صَامَهُ.(۱)

’’جو شخص بغیر شرعی رخصت اور بیماری کے رمضان کا روزہ چھوڑ دے تو چاہے پھر وہ زندگی بھر روزے رکھتا رہے وہ اس رمضان کے روزے کا بدل نہیں ہو سکتے۔‘‘

فقہاء کے نزدیک جس نے روزہ کی حالت میں جان بوجھ کر کھا پی لیا اس پر قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

سوال نمبر ۷۴: شرع کی رُو سے حالتِ بیماری میں روزہ توڑنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: شرع کی رو سے ایسی بیماری جس سے جان جانے یا مرض کے بڑھنے یا دیر سے تندرست ہونے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں روزہ توڑ دینا لازم ہے جبکہ تندرست ہونے کی صورت میں روزہ کی قضا واجب ہو گی۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَo(۲)

---

(۱) ترمذی، السنن، ابواب الصوم، باب ما جاء فی الإفطار متعمداً، ۲:۹۳، رقم: ۷۲۳

(۲) البقرة، ۲: ۱۸۵

’’اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں (کے روزوں) سے گنتی پوری کرے، اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے دشواری نہیں چاہتا، اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کر سکو اور اس لئے کہ اس نے تمہیں جو ہدایت فرمائی ہے اس پر اس کی بڑائی بیان کرو اور اس لئے کہ تم شکرگزار بن جاؤ۔‘‘

سوال نمبر ۷۵: کیا کثرتِ ضعف یا بیماری کے باعث وقت سے پہلے روزہ افطار کرنا جائز ہے؟

جواب: کثرتِ ضعف یا بیماری کے باعث جس میں یہ اندیشہ ہو کہ اگر روزہ باقی رکھا تو بیماری یا ضعف بڑھ جائے گا۔ یا یہ ڈر ہے کہ بیماری سے جلد آرام نہ آئے گا تو اس صورت میں روزہ وقت سے پہلے افطار کر لینا جائز ہے جس کی بعد ازاں قضا لازم ہوگی۔

سوال نمبر ۷۶: فدیہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: ایسا مسلمان مرد یا عورت جو بڑھاپے یا کسی ایسی بیماری جس کی وجہ سے روزہ رکھنے سے عاجز ہو اور یہ عجز دائمی ہو ایسی صورت میں ہر روزہ کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلانا فدیہ کہلاتا ہے اور فدیہ میں فقراء کی تعداد شرط نہیں۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ. (۱)

(۱) البقرة، ۲: ۱۸۴

’’اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو ان کے ذمے ایک مسکین کے کھانے کا بدلہ ہے، پھر جو کوئی اپنی خوشی سے (زیادہ) نیکی کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے۔‘‘

سوال نمبر ۷۷: کن صورتوں میں روزے کا فدیہ ادا کیا جائے؟

جواب: شرع کے مطابق اگر کوئی شخص بڑھاپے، کمزوری یا بیماری کے باعث سال بھر میں کسی بھی وقت روزہ رکھنے کے قابل نہ ہو اور اسے آئندہ زندگی میں بھی روزہ رکھنے کی استطاعت کی امید نہ ہو تو اس صورت میں اسے روزے کا فدیہ ادا کرنا ہوگا، لیکن معمولی بیماری کی وجہ سے رمضان کا روزہ قضا کرنا اور یہ خیال کرنا کہ پھر قضا رکھ لیں گے یا فدیہ ادا کر کے یہ سمجھنا کہ روزہ کا حق ادا ہو گیا درست نہیں۔ رمضان کا روزہ اسی صورت میں چھوڑے جب واقعی روزہ رکھنے کی سکت نہ ہو۔

سوال نمبر ۷۸: روزے کا فدیہ کیا ہے؟

جواب: روزے کا فدیہ یہ ہے کہ ہر روزے کے بدلے ایک محتاج کو دو وقت کا کھانا کھلایا جائے یا دو کلوگرام گیہوں یا چار کلوگرام جو یا غلہ کی قیمت بھی دی جا سکتی ہے۔ فدیہ فی روزہ، صدقہ فطر کے برابر ہے۔

سوال نمبر ۷۹: مرنے والے کے ذمے فرض یا واجب روزہ ہو تو اُس کی طرف سے روزہ قضا کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مرنے والے کے ذمے اگر فرض یا واجب روزہ ہو اور اسے اپنی حیات

میں قضاء کا موقع میسر نہ آیا ہو علاوہ ازیں وہ مالدار بھی ہو تو جتنے روزے رہ گئے ہوں اتنے روزوں کے فدیہ کی وصیت کر جائے تاکہ اس کے مال سے فدیہ ادا کر دیا جائے۔ اس وصیت پر عمل واجب ہو گا۔ اگر وصیت نہیں کی تو ورثاء اپنی طرف سے فدیہ ادا کر دیں، تو بھی فدیہ ادا ہو جائے گا۔ فدیہ فی روزہ، صدقہ فطر کے برابر ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرٍ، فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنٌ. (۱)

''جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے ایک ماہ کے روزے ہوں، تو اس کے ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔''

لیکن اگر مرنے والا مالدار نہ تھا اور اس کے ورثاء بھی فدیہ ادا نہ کر سکیں تو اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا، مہربان ہے۔

سوال نمبر ۸۰: بھول کر کھانے پینے کے بعد اگر روزہ توڑ دیا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: بھول کر کھانے پینے کے بعد یہ گمان کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا اور قصداً کھا پی لیا تو صرف قضا لازم ہے۔

(۱) ابن ماجه، السنن، کتاب الصيام، باب من مات و عليه صيام رمضان قد فرط فيه، ۲: ۳۶۶، رقم: ۱۷۵۷

سوال نمبر ۸۱: بھول کر کھانا کھانے سے روزہ کیوں نہیں ٹوٹتا؟

جواب: بھول کر کھانے سے روزہ اس لئے نہیں ٹوٹتا کہ اس میں روزہ دار کا ارادہ شامل نہیں ہوتا جیسا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ، فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ. فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللهُ وَسَقَاهُ.[1]

''روزہ کی حالت میں جو شخص بھول کر کچھ کھا پی لے تو وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے۔''

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک آدمی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں حالتِ روزہ میں بھول کر کھا پی بیٹھا ہوں (اب کیا کروں؟) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تمہیں اللہ تعالیٰ نے کھلایا پلایا ہے۔''[2]

جمہور ائمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص روزے کی حالت میں بھول کر کھا پی لے تو اس پر نہ قضا واجب ہے اور نہ کفارہ بلکہ وہ اپنا روزہ پورا کرے۔ وہ اس کھائے پیئے کو اللہ عزوجل کی طرف سے مہمانی شمار کرے کہ اس

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الصیام، باب أکل الناسی وشربه وجماعه لا یفطر، ۲:۸۰۹، رقم: ۱۱۵۵

(۲) ابو داؤد، السنن، کتاب الصیام، باب من أکل ناسیاً، ۲:۳۰۷، رقم: ۲۳۹۸

نے اپنے بندے کو بھلا کر کھلا پلا دیا لیکن اگر کھاتے پیتے وقت روزہ یاد آیا تو جو کھا پی چکا وہ معاف ہاں اب کھانے کا یا پانی کا ایک قطرہ بھی حلق میں نہ جانے دے بلکہ اب جو کچھ منہ میں ہے اسے فوراً باہر نکال دے۔

سوال نمبر۸۲: روزہ دار اگر بھول کر کھا پی رہا ہو تو کیا اُسے یاد دلانا چاہئے یا نہیں؟

جواب: روزہ دار کو کھاتے ہوئے دیکھے تو یاد دلانا واجب ہے یاد نہ دلایا تو گناہگار ہو گا لیکن اگر جب روزہ دار بہت کمزور ہو تو اس سے نظر پھیر لے اور اس میں جوانی اور بڑھاپے کو کوئی دخل نہیں بلکہ قوت وضعف یعنی طاقت اور جسمانی کمزوری کا لحاظ ہے لہٰذا اگر جوان اس قدر کمزور ہو کہ یاد دلائے گا تو وہ کھانا چھوڑ دے گا اور کمزوری اتنی بڑھ جائے گی کہ روزہ رکھنا دشوار ہوگا اور کھالے گا تو روزہ بھی اچھی طرح پورا کرے گا اور دیگر عبادتیں بھی بخوبی ادا کرے گا تو اس صورت میں یاد نہ دلانے میں حرج نہیں بلکہ یاد نہ دلانا بہتر ہے اور اگر بوڑھا ہے مگر بدن میں قوت رکھتا ہے تو اب یاد دلانا واجب ہے۔

سوال نمبر۸۳: ماہِ رمضان میں اگر کسی کا روزہ ٹوٹ جائے تو کیا پھر اس کے لئے کھانا پینا جائز ہے؟

جواب: رمضان المبارک میں اگر کسی صحت مند شخص کا روزہ ٹوٹ جائے تو وہ رمضان المبارک کے احترام میں شام تک کھانے پینے سے رکا رہے۔ اسی طرح اگر مسافر دن میں اپنے گھر آ جائے یا نابالغ لڑکا بالغ ہو جائے یا حیض و نفاس

والی عورت پاک ہو جائے یا مجنوں تندرست ہو جائے تو باقی دن میں شام تک روزہ داروں کی طرح رہے۔

سوال نمبر۸۴: کیا مسافر روزہ رکھ سکتا ہے؟

جواب: مسافر کو بحالتِ سفر روزہ ترک کر دینا مباح ہے بشرطیکہ سفر اتنا لمبا ہو جس میں قصر واجب ہوتی ہے، اور اگر سفر میں دشواری نہ ہو تو اس کا سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے۔ آج کل کے دور میں ریل گاڑی، کار، ہوائی جہاز وغیرہ میں سفر معتدل ہی ہوتا ہے لہٰذا جو شخص روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو اور اسے روزہ رکھنے میں کوئی دشواری بھی پیش نہ آتی ہو تو اس کے لئے بہتر ہے کہ روزہ رکھے، اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ط فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ط فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ط وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱﴾

’’(یہ) گنتی کے چند دن (ہیں) پس اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں (کے روزوں) سے گنتی پوری کر لے، اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو ان کے ذمے ایک مسکین کے کھانے کا بدلہ ہے، پھر جو کوئی اپنی خوشی سے (زیادہ) نیکی کرے تو وہ اس کے لئے بہتر

(۱) البقرۃ، ۲: ۱۸۴

ہے، اور تمہارا روزہ رکھ لینا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تمہیں سمجھ ہو۔‘‘

اس سلسلے میں جمہور فقہاء کا موقف ہے کہ مسافر کو روزہ رکھنے یا چھوڑنے کا اختیار ہے۔ اس لئے صحابہ کرام ﷺ حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ماہِ رمضان میں جب سفر پر روانہ ہوتے تو ان میں سے کچھ روزہ دار ہوتے اور کچھ روزہ نہ رکھتے۔ روزے دار روزہ چھوڑنے والوں کو اور روزہ چھوڑنے والا روزے دار کو موردِ الزام نہیں ٹھہراتا تھا جیسا کہ حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

لَا تَعِبْ عَلَى مَنْ صَامَ وَلَا عَلَى مَنْ أَفْطَرَ. قَدْ صَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي السَّفَرِ، وَأَفْطَرَ.(۱)

’’(حالتِ سفر میں) صائم (روزہ دار) اور مفطر (روزہ نہ رکھنے والے) کو برا بھلا مت کہو کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے کبھی سفر میں روزہ رکھا اور کبھی نہیں بھی رکھا۔‘‘

سوال نمبر ۸۵: کیا اگر کوئی شخص صبح صادق کے بعد تک حالتِ جنابت میں رہے تو اس صورت میں اس کا روزہ ہوگا؟

جواب: جمہور آئمہ کے نزدیک اگر کوئی شخص حالتِ جنابت میں صبح صادق کے بعد تک رہے تو اس صورت میں اس کا روزہ صحیح ہوگا۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ دن

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الصیام، باب جواز الصوم والفطر فی شهر رمضان للمسافر، ۲:۷۸۵، رقم: ۱۱۱۳

نکلنے سے پہلے نہالے تا کہ فجر کی نماز پڑھ سکے، اگر اس وقت غسل نہ کیا تو گنہگار ہوگا اور روزے میں بھی کراہت ہوگی۔

سوال نمبر ۸۶: عورت کے لئے حالتِ حیض و نفاس میں روزہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: حالتِ حیض و نفاس میں عورت روزہ نہیں رکھے گی اور حیض و نفاس کی مدت ختم ہو جانے کے بعد اس پر ان دنوں کے روزوں کی قضاء واجب ہے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہافرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ ہمیں حالتِ حیض سے پاک ہونے پر روزوں کا حکم فرماتے۔[۱]

سوال نمبر ۸۷: ایامِ مخصوصہ میں خواتین کے لئے نماز کی قضا نہیں ہے، لیکن روزہ کی کیوں ہے؟

جواب: ایامِ مخصوصہ (حالتِ حیض و نفاس) میں خواتین کا روزہ رکھنا حرام ہے۔ روزہ رکھا تو رائیگاں جائے گا اور اس کی قضاء واجب ہو گی۔ اسلام سہل العمل اور انسانی فطرت کے عین مطابق دین ہے اور شارع علیہ السلام نے اس کے احکامات اور تعلیمات اس احسن طریق سے دیے ہیں کہ کسی بھی فرد واحد کو اپنی انفرادی یا اجتماعی زندگی میں اس پر عمل کرنے میں کوئی تنگی محسوس نہ ہو۔ معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، ابواب الصوم، باب ما جاء فی قضاء الحائض الصیام دون الصلاۃ، ۲:۱۴۵، رقم: ۷۸۷

دریافت کیا: کیا بات ہے کہ حائضہ عورت روزہ کی قضا تو کرتی ہے لیکن نماز کی قضا نہیں کرتی؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ عارضہ ہمیں لاحق ہوتا تھا پھر ہمیں روزے قضا کرنے کا حکم ہوتا مگر نماز قضا کرنے کا حکم نہ ہوتا؟[1]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قول سے پتہ چلا کہ جس چیز کا شریعت میں حکم دیا جائے یا کسی سے منع کیا جائے، اسے بلا چون و چراں قبول کرنا ہی فرمانبردار امتی کی علامت ہے۔

اگر عقل کی رو سے دیکھا جائے تو ایام مخصوصہ میں خواتین کے لئے ہر ماہ ہفت روز نمازوں کی قضاء روزمرہ زندگی میں ادا کرنا نہایت دشوار ہے جبکہ ماہ رمضان سال میں صرف ایک مرتبہ آتا ہے لہٰذا ان دنوں کے روزوں کی قضاء کرنا نماز کی نسبت زیادہ آسان اور قابل عمل ہے۔ پس اسی آسانی اور سہولت کو پیش نظر رکھتے ہوئے شریعتِ مطہرہ نے ایامِ مخصوصہ میں خواتین کو نمازوں کی مکمل اور روزوں کی قضاء کی رخصت دی ہے۔

سوال نمبر ۸۸: اگر حیض طلوعِ فجر سے پہلے رک جائے تو کیا غسل کئے بغیر روزہ رکھنا جائز ہے؟

جواب: اگر حیض طلوعِ فجر سے پہلے رک جائے جبکہ وقت اتنا باقی ہے کہ اس میں صرف سحری کھائی جا سکتی ہے تو اس صورت میں غسل کئے بغیر وضو کر کے

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الحیض، باب وجوب قضاء الصوم علی الحائض دون الصلاۃ، ۱: ۲۶۵، رقم: ۳۳۵

سحری کھانا پینا جائز ہے۔ سحری سے فراغت کے بعد غسل میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔ علاوہ ازیں ایسی عورت پر طلوعِ فجر سے پہلے روزہ رکھنے کی نیت واجب ہے۔

سوال نمبر ۸۹: اگر افطاری سے چند منٹ قبل عورت حائضہ ہو جائے تو کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں، اگر صبح صادق کے بعد غروب آفتاب سے چند منٹ پہلے تک کسی وقت بھی عورت حائضہ ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ بعد ازاں اس پر روزہ کی قضا کرنا واجب ہو گا۔

سوال نمبر ۹۰: شریعت نے حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین کے لئے روزہ کے بارے میں کیا حکم دیا ہے؟

جواب: حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو اگر یہ خوف ہو کہ اس حالت میں روزہ رکھنے سے اسے یا بچے کو نقصان پہنچے گا تو اسے روزہ چھوڑنے کی رخصت ہے لیکن بعد ازاں اس کی قضا واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ.[۱]

”اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں (کے روزوں) سے گنتی پوری کرے۔“

(۱) البقرة، ۲: ۱۵۸

سوال نمبر ۹۱: کیا حالتِ روزہ میں خاتونِ خانہ، باورچی، نان بائی کھانے میں نمک چکھ سکتا ہے؟

جواب: حالتِ روزہ میں خاتون خانہ، باورچی، نان بائی بامرِ مجبوری کھانے میں نمک چکھ سکتا ہے بشرطیکہ ذائقہ حلق میں نہ جائے خواہ روزہ فرض ہو یا نفل۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا بأْسَ أَنْ يَتَطَعَّمَ الْقِدْرَ أَوِ الشَّيْءَ.(۱)

''روزہ دار اگر ہانڈی یا کوئی اور چیز چکھ لے تو کوئی حرج نہیں۔''

سوال نمبر۹۲: چکھنے سے کیا مراد ہے؟

جواب: چکھنے سے مراد یہ ہے کہ زبان پر رکھ کر ذائقہ پہچان لیں اور اسے تھوک دیں تاکہ ذائقہ حلق میں نہ جانے پائے چکھنے کے وہ معنی نہیں جو آج کل عام محاورہ میں بولے اور سمجھے جاتے ہیں یعنی کسی چیز کا ذائقہ چکھنے کے لئے اس میں سے تھوڑا سا کھا لینا اور یہ سمجھنا کہ اس میں کراہت نہیں حالانکہ اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا بلکہ کفارہ کی شرائط پائی جائیں تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔

---

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، باب اغتسال الصائم، ۲: ۶۸۱، رقم: ۱۸۲۸

سوال نمبر۹۳: کیا روزہ کی حالت میں لپ اسٹک یا پٹرولیم جیلی (ویزلین) لگانا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں، روزہ کی حالت میں لپ اسٹک یا پٹرولیم جیلی (ویزلین) لگانا جائز ہے بشرطیکہ ان کا ذائقہ حلق میں نہ جائے۔

سوال نمبر۹۴: کیا روزہ کی حالت میں سرمہ لگانا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں، روزہ کی حالت میں سرمہ لگانا جائز ہے جیسا کہ حدیث پاک میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ’’ایک شخص نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک والک وسلم) میری آنکھوں میں کچھ تکلیف ہے۔ کیا میں روزہ کی حالت میں سرمہ لگا سکتا ہوں؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! (روزے کی حالت میں سرمہ لگا سکتے ہو)۔‘‘(۱)

سوال نمبر۹۵: حالتِ روزہ میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ دار حالتِ روزہ میں کلی بھی کر سکتا ہے اور ناک میں پانی بھی ڈال سکتا ہے لیکن پانی ڈالنے اور کلی کرنے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے جبکہ عام حالات میں اس میں مبالغہ کرنے کا حکم ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب الصوم، باب ماجاء فی الکحل للصائم، ۲: ۹۷، رقم: ۷۲۶

اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الاَصَابِعِ وَبَالِغْ فِي الإِسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا. (۱)

’’کامل وضو کرو، انگلیوں کا خلال کرو اور اگر روزہ نہ ہو تو ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرو۔‘‘

کلی میں مبالغہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ منہ بھر کر پانی لے کر بار بار غرغرہ کرے جس سے حلق میں پانی جانے کا اندیشہ ہو اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ یہ ہے کہ جہاں تک ناک کی نرم ہڈی ہو وہاں تک پانی کا بار بار ڈالنا کہ پانی ناک کی جڑ تک پہنچ جائے۔

یاد رہے کہ اگر کلی کرتے وقت بلاقصد پانی حلق میں چلا گیا یا ناک میں خوب اچھی طرح سانس کھینچ کر پانی ڈالا تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا جس کی بعد ازاں قضا واجب ہے لیکن اگر روزہ دار کو اپنا روزہ دار ہونا بھول گیا تو اس صورت میں روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

سوال نمبر ۹۶: کیا روزے کی حالت میں مسواک یا ٹوتھ پیسٹ سے دانت صاف کرنا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! روزے کی حالت میں مسواک یا ٹوتھ پیسٹ سے دانت صاف کرنا جائز ہے بشرطیکہ ٹوتھ پیسٹ کے اجزاء حلق سے نیچے نہ جائیں البتہ

---

(۱) ترمذی، السنن، ابواب الصوم، باب ماجاء فی کراہیۃ مبالغۃ الإستنشاق للصّائم، ۳: ۱۵۵، رقم: ۷۸۸

مسواک سے دانت صاف کرنا سنت ہے۔ مسواک کے سوکھے یا تر ہونے یا خشک ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

سوال نمبر ۹۷: کیا دانتوں سے خون نکلنے کی صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: دانتوں سے خون نکل کر حلق میں داخل ہو جائے یا خود اسے نگل لیا جائے ایسی صورت میں خون اگر تھوک پر غالب ہے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اس صورت میں صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں اور اگر تھوک خون پر غالب ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

سوال نمبر ۹۸: کیا قے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: قے آنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ کم ہو یا زیادہ لیکن اگر خود اپنے فعل اور کوشش سے قصدًا قے کی جائے اور منہ بھر کر ہو تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اگر کم ہو تو نہیں ٹوٹے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ، وَمَنِ اسْتَقَاءَ عَمْدًا فَلْيَقْضِ.(۱)

’’جس شخص کو (حالتِ روزہ میں) از خود قے آ جائے تو اس پر قضاء نہیں اور (اگر) جان بوجھ کر قے کی تو وہ (اس روزہ کی) قضاء کرے۔‘‘

(۱) ترمذی، السنن، ابواب الصوم، باب ما جاء فیمن استقاء عمداً، ۲:۹۰، رقم: ۷۲۰

سوال نمبر۹۹: کیا انجکشن / ڈرپ لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں انجکشن، ڈرپ یا کوئی اور چیز جو غذاء یا دواء میں شامل ہو اور دماغ یا معدہ تک اثر انداز ہو اس کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جائے گا اگر شدید بیمار ہے تو اُسے ویسے ہی روزہ نہ رکھنے کی اجازت بلکہ حکم ہے۔ وہ لازمی طور پر افطار کرے اور دواء و غذاء جو معالج ماہر کہے اسے استعمال کرے۔ حتی کہ اگر بیماری کی شدت یا جان جانے کا خوف ہو تو روزہ رکھنا شرعًا ممنوع اور روزہ رکھنے کی صورت میں مریض گناہگار بھی ہوگا۔

سوال نمبر۱۰۰: کیا روزے کی حالت میں انہیلر (Inhaler) لینا جائز ہے؟

جواب: Inhaler انہیلر صرف آکسیجن نہیں بلکہ اس میں دوائی ملی ہوتی ہے جو دل اور معدے تک بطور دوا اثر انداز ہوتی ہے۔ اس لئے اس سے پرہیز کریں۔ اس کے بغیر اگر سانس کا مریض رہ نہیں سکتا اور سانس کی شدید تکلیف میں مبتلا رہتا ہے تو روزہ افطار کرلے اور اگر روبصحت ہونے کی توقع نہ ہو تو فی روزہ فطرانے کی مقدار (دو کلو گندم، آٹا، یا اس کی قیمت) فقیر، مسکین کو فدیہ دے خواہ ہر دن خواہ یکمشت، خواہ ایک کو یا زیادہ کو دے۔

سوال نمبر۱۰۱: کیا کسی مریض کو حالتِ روزہ میں خون دینا جائز ہے؟

جواب: جسے خون دیا جاتا ہے اسے تو لازمی طور پر روزہ افطار کرنا ہے البتہ خون دینے والا اپنی صحت کا خیال کرے۔ خون دینے سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا البتہ کمزوری لاحق ہو جاتی ہے۔ اس لئے خون دینے والے کو اپنی صحت کے مطابق

ایسا قدم اٹھانا چاہیئے جس سے اس کا روزہ بھی برقرار رہے اور شدید نقاہت بھی نہ ہو۔ ہاں اگر ایمر جنسی ہے تو ظاہرًا بات ہے کہ کسی انسان کی جان بچانا فرض ہے لہٰذا بایں صورت ضعف برداشت کرے۔

سوال نمبر۱۰۲: اگر دھواں، غبار، عطر کی خوشبو یا دھونی حلق یا دماغ میں چلی جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: روزہ دار کے حلق میں غبار، عطر کی خوشبو، دھونی یا دھواں چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر کسی روزہ دار نے اس کو قصدًا اپنے حلق میں داخل کیا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ حتی کہ جس نے بخور کے ساتھ دھونی دی اور اس کا دھواں سونگھا اور روزہ یاد آنے کے باوجود حلق میں داخل کیا تو اس سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ فقہاء نے متعدد جگہ پر دخول (کسی چیز کا خود بخود معدہ میں چلے جانا) اور ادخال (مقصد کسی چیز کو نگلنا) میں فرق کیا ہے کیونکہ ادخال صائم کا اپنا عمل ہے جس سے بچنا ممکن ہے اس کی تائید صاحب نہایہ کا یہ قول کرتا ہے کہ جب مکھی پیٹ میں داخل ہو گئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ کیونکہ کوئی ایسا عمل نہیں پایا گیا جو روزہ کی ضد ہو۔ اور وہ خارج سے کسی شے کا باطن میں داخل کرنا ہے۔

۵۔ اعتکاف

سوال نمبر ۱۰۳: اعتکاف سے کیا مراد ہے؟

جواب: اعتکاف عربی زبان کا لفظ ہے جس کا لغوی معنی ''خود کو روک لینا، بند کر لینا، کسی کی طرف اس قدر توجہ کرنا کہ چہرہ بھی اُس سے نہ ہٹے'' وغیرہ کے ہیں۔(۱)

جبکہ اصطلاح شرع میں اس سے مراد ہے انسان کا علائقِ دنیا سے کٹ کر خاص مدت کے لئے عبادت کی نیت سے مسجد میں اس لئے ٹھہرنا تاکہ خلوت گزیں ہوکر اللہ کے ساتھ اپنے تعلقِ بندگی کی تجدید کر سکے۔

سوال نمبر ۱۰۴: اعتکاف بیٹھنے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: اعتکاف بیٹھنے کی فضیلت پر کئی احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں۔ اِن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معتکف کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''وہ (یعنی معتکف) گناہوں سے کنارہ کش ہو جاتا ہے اور اُسے عملاً نیک اعمال کرنیوالے کی مثل پوری پوری نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔''(۲)

(۱) ابن منظور، لسان العرب، ۹: ۲۵۵

(۲) ابن ماجہ، السنن، کتاب الصیام، باب فی ثواب الاعتکاف، ۲: ۳۷۶، رقم: ۱۷۸۱

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور حدیث مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ عزوجل، جَعَلَ اللهُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ، كُلُّ خَنْدَقٍ أَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ. (۱)

’’جو شخص اللہ کی رضا کے لئے ایک دن اعتکاف کرتا ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان تین خندقوں کا فاصلہ کر دیتا ہے۔ ہر خندق مشرق سے مغرب کے درمیانی فاصلے سے زیادہ لمبی ہے۔‘‘

۳۔ حضرت علی (زین العابدین) بن حسین اپنے والد امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنِ اعْتَكَفَ عَشْرًا فِي رَمَضَانَ كَانَ كَحَجَّتَيْنِ وَ عُمْرَتَيْنِ. (۲)

’’جس شخص نے رمضان المبارک میں دس دن کا اعتکاف کیا، اس کا ثواب دو حج اور دو عمرہ کے برابر ہے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۷: ۲۲۱، رقم: ۷۳۲۶
۲۔ بیہقی، شعب الإیمان، ۳: ۴۲۵، رقم: ۳۹۶۵
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۱۹۲

(۲) بیہقی، شعب الإیمان، باب الاعتکاف، ۳: ۴۲۵، رقم: ۳۹۶۶

سوال نمبر ۱۰۵: رمضان المبارک کے کن ایام میں اعتکاف بیٹھنا مسنون ہے؟

جواب: رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں اعتکاف بیٹھنا مسنون ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ. (۱)

''حضور نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔''

سوال نمبر ۱۰۶: شریعت کی رو سے مسنون اعتکاف کا آغاز اور اختتام کس وقت ہوتا ہے؟

جواب: شریعت کی رو سے مسنون اعتکاف کا آغاز بیس رمضان المبارک کی شام اور اکیس کے آغاز یعنی غروب آفتاب کے وقت سے ہوتا ہے اور عید کا چاند دیکھتے ہی اعتکاف ختم ہوجاتا ہے۔ چاند چاہے انتیس تاریخ کا ہو یا تیس کا، دونوں صورتوں میں سنت ادا ہوجائے گی۔

---

(۱) ابن ماجه، السنن، كتاب الصيام، باب في المعتكف يلزم مكانًا من المسجد، ۲: ۳۷۳، رقم: ۱۷۷۳

سوال نمبر ۱۰۷: اعتکاف بیٹھنے کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: اعتکاف بیٹھنے کی شرائط درج ذیل ہیں:

۱۔ مسلمان ہونا۔

۲۔ اعتکاف کی نیت کرنا۔

۳۔ حدث اکبر (یعنی جنابت) اور حیض و نفاس سے پاک ہونا۔

۴۔ عاقل ہونا۔

۵۔ مسجد میں اعتکاف کرنا۔

۶۔ اعتکاف واجب (نذر) کے لئے روزہ بھی شرط ہے۔

سوال نمبر ۱۰۸: اعتکاف کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: اعتکاف کی تین اقسام ہیں:

۱۔ واجب اعتکاف (نذر و منت کا اعتکاف)

۲۔ مسنون اعتکاف

۳۔ نفلی اعتکاف

سوال نمبر ۱۰۹: سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ اعتکاف کسے کہتے ہیں؟

جواب: رمضان المبارک کے آخری دس روز کا مسنون اعتکاف سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ کہلاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر محلّہ کے سب لوگ چھوڑ دیں

گے تو آخرت میں سب سے مواخذہ ہوگا اور اگر ایک آدمی نے بھی اعتکاف کرلیا تو سب آخرت کے مواخذہ سے بری ہو جائیں گے۔ یعنی بعض لوگوں کے اعتکاف کر لینے سے سب کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔''(۱)

سوال نمبر ۱۱۰: نفلی اعتکاف سے کیا مراد ہے؟

جواب: واجب اور مسنون اعتکاف کے علاوہ جو اعتکاف کیا جائے، وہ نفلی اعتکاف کہلاتا ہے۔ نفلی اعتکاف میں نہ روزہ شرط ہے اور نہ ہی اس کے لئے کوئی خاص وقت اور معیاد مقرر ہے۔

مثلاً کوئی شخص دن یا رات میں جب بھی مسجد کے اندر داخل ہو تو وہ اعتکاف کی نیت کرلے۔ جتنی دیر مسجد میں رہے گا اعتکاف کا ثواب پائے گا۔ نیت کے لئے صرف دل میں اتنا خیال کر لینا اور منہ سے کہہ لینا کافی ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے لئے اعتکاف کی نیت کی۔

سوال نمبر ۱۱۱: اعتکافِ واجب یا اعتکافِ نذر کسے کہتے ہیں؟

جواب: ایسا اعتکاف جس کی منت یا نذر مانی جائے، اعتکافِ واجب ہوتا ہے۔ مثلاً کسی شخص نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں اللہ تعالیٰ

(۱) ابن ماجه، السنن، كتاب الصيام، باب فی المعتكف يلزم مكاناً من المسجد، ۲: ۳۷۳، رقم: ۱۷۷۳

کے لئے تین دِن کا اعتکاف کروں گا۔ ایسا کہنے سے اس پر اعتکاف واجب ہو جاتا ہے۔ واجب اعتکاف میں نیت کرنا اور روزہ رکھنا شرط ہے۔

سوال نمبر۱۱۲: واجب اعتکاف کی کم از کم مدت کیا ہے؟

جواب: کیونکہ واجب اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے، اس لئے اس کا کم از کم وقت ایک دن ہے۔ اس سے کم مدت کے اعتکاف کی نذر ماننا صحیح نہیں۔

سوال نمبر۱۱۳: دورانِ اعتکاف معتکف کو کون سے اُمور سرانجام دینے چاہییں؟

جواب: دورانِ اعتکاف معتکف درج ذیل امور سرانجام دینے چاہیں۔

۱۔ قرآنِ حکیم کی تلاوت کرنا

۲۔ درود شریف پڑھتے رہنا

۳۔ علوم دینیہ کا پڑھنا پڑھانا

۴۔ وعظ و نصیحت اور اچھی باتیں کرنا

۵۔ قیام اللیل

۶۔ ذکر اذکار کرنا

سوال نمبر۱۱۴: اجتماعی اعتکاف کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

نام وَر فقیہ علامہ ابن رشد لکھتے ہیں کہ اعتکاف میں اجتماعی نوعیت کے

معاملات کے جواز اور عدمِ جواز میں اختلاف کی بنیادی وجہ اعتکاف کے معنی کی تعیین میں اختلاف ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

فمن فهم من الإعتكاف حبس النفس على الأفعال المختصة بالمساجد، قال: لا يجوز للمعتكف إلا الصلاة والقراءة، ومن فهم منه حبس النفس على القرب الأخروية كلها أجاز له غير ذلک.(۱)

''جس نے اعتکاف کا معنی مسجد میں مخصوص افعال پر اپنے نفس کو روک لینا سمجھا، اس نے معتکف کے لیے صرف نماز اور قراءتِ قرآن کو مشروع قرار دیا؛ اور جس نے اعتکاف سے مراد نفس کو دوسروں کے قرب سے بچائے رکھنا لیا اس نے لوگوں سے میل جول کے علاوہ ان تمام امور کو مشروع قرار دیا۔''

اِنفرادی اور اجتماعی نوعیت کے امور کا فرق

معتکف کے لئے نماز، تلاوتِ قرآن اور ذکر و اَذکار جیسی انفرادی عبادات تو متفقہ طور پر جائز ہیں اور ان میں کسی نوع کا اختلاف نہیں ہے۔ لیکن جمہور علماء کرام نے دوسروں سے میل ملاپ والی متعدی یا اجتماعی نوعیت کی عبادات کو بھی انفرادی عبادات کی طرح مشروع اور بعض صورتوں میں لازم قرار دیا ہے۔ ان اجتماعی عبادات میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر، سلام کا

(۱) ابن رشد، بداية المجتهد، ۱: ۳۱۲

جواب دینا، اِفتاء و اِرشاد اور اس طرح کے دیگر امور شامل ہیں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ ان اُمور میں زیادہ وقت صرف نہ ہو۔

جہاں تک ایسے امور کا تعلق ہے جن میں زیادہ وقت صرف ہوتا ہے۔ مثلاً درس و تدریس، علماء کا دینی امور میں مناظرہ و مباحثہ اور درسِ قرآن و حدیث وغیرہ۔ تو ان امور کی مشروعیت میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے، مگر فقہ حنفی اور فقہ شافعی میں معتکف کے لیے اِن اُمور کو شرعاً جائز قرار دیا گیا ہے۔ [(۱)]

اعتکاف میں سرانجام دیے جانے والے اجتماعی اُمور

ذیل میں ہم اِس اَمر پر روشنی ڈالیں گے کہ وہ کون سے اِجتماعی اُمور ہیں جو اعتکاف میں سرانجام دیے جاسکتے ہیں۔

(۱) قضاء

اگر معتکف قاضی ہو یا فیصلے کرنے کی اہلیت رکھتا ہو اور دوران اعتکاف اس کے سامنے کوئی ایسا معاملہ آ جائے جس کی شہادت بھی موجود ہو تو اس پر لازم ہے کہ دوران اعتکاف ہی اس معاملے میں فیصلہ کر دے۔ امام شافعیؒ الأم میں لکھتے ہیں:

(۱) ۱۔ ابن ہمام، فتح القدير، ۲: ۳۹۶
۲۔ شافعی، الأم، ۲: ۱۰۵
۳۔ نووی، المجموع، ۶: ۵۲۸
۴۔ ماوردي، الإقناع، ۱: ۲۲۹
۵۔ الفتاوی الهندية، ۱: ۲۱۲

ولا بأس أن يقضي وإن كانت عنده شهادة، فدعى إليها فإنه يلزمه أن يجيب. [۱]

''اور (معتکف کے لیے کسی معاملے کا) فیصلہ سنانے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ جب اس کی شہادت بھی موجود ہو۔ تو جب اُسے بلایا جائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ دعوت قبول کرے (اور اس پیش آمدہ مسئلے کا فیصلہ کرے)۔''

(۲) درس و تدریس

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ إِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ، فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ. [۲]

''حضور نبی اکرم ﷺ حالتِ اعتکاف میں اپنا سر میری طرف نکال دیتے تو میں حالتِ حیض میں بھی آپ ﷺ کا سرِاقدس دھو دیتی۔''

علامہ خطابی اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فإن الاشتغال بالعلم وكتابته أهم من تسريح الشعر. [۳]

''بلا شبہ علم میں مصروفیت اور اس کی کتابت بالوں کے سنوارنے سے

(۱) شافعی، الأم، ۲: ۱۰۵

(۲) بخاری، الصحیح، کتاب الحیض، باب مباشرة الحائض، ۱: ۱۱۵، الرقم: ۲۹۵

(۳) زین الدین عراقی، طرح التثریب فی شرح التقریب، ۴: ۱۷۵

زیادہ اہم ہے۔‘‘

لہٰذا دورانِ اِعتکاف تعلیم و تعلم اور درس و تدریس جیسے اُمور بجا لانا بہتر ہے تاکہ اِسلام کے اُس آفاقی حکم پر بھی عمل ہو جو آقا ﷺ کو پہلی وحی میں دیا گیا تھا اور جس کی بے پناہ تاکید قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ میں وارِد ہوئی ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں:

ولا بأس أن يشتري ويبيع ويخيط ويجالس العلماء ويتحدث بما أحب ما لم يكن إثما. (۱)

’’معتکف کے لئے خرید و فروخت، حسبِ ضرورت کپڑے سلائی کر لینے، علماء کی مجلس میں بیٹھنے اور ایسی گفتگو کرنے کہ جس میں گناہ کا کوئی پہلو نہ ہو، کوئی حرج نہیں۔‘‘

لہٰذا جب معتکف کاروبار کرسکتا ہے، حسبِ ضرورت کپڑے سی سکتا ہے تو اس کے لیے حصولِ علم تو بدرجہ اَولیٰ بہتر ہوگا۔ اور حصول علم وہ کارِ خیر ہے جس میں شرکت کو حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی ترجیح دی ہے۔ ایک مرتبہ جب مسجد نبوی میں محفلِ ذکر اور محفلِ علم برپا تھیں تو آپ ﷺ نے محفلِ علم کو ترجیح دیتے ہوئے اس میں شرکت فرمائی۔

(۳) حسبِ ضرورت خرید و فروخت

اِعتکاف میں حسبِ ضرورت خرید و فروخت اور لین دین بھی درست

(۱) شافعی، الأم، ۲: ۱۰۵

ہے، لیکن اِس میں شرط یہ ہے کہ معاملہ ایجاب و قبول کی حد تک ہو اور سامانِ تجارت مسجد سے باہر ہو۔ یہاں اِس اَمر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ اَشیاء کی نقل و حرکت کا ممنوع ہونا مسجد کے تقدس کی وجہ سے ہے نہ کہ اعتکاف کی وجہ سے۔(۱) اس سلسلے میں امام شافعی 'الأم' میں فرماتے ہیں:

''معتکف کے لئے خرید و فروخت، حسبِ ضرورت کپڑے سلائی کر لینے، علماء کی مجلس میں بیٹھنے اور ایسی گفتگو کرنے کہ جس میں گناہ کا کوئی پہلو نہ ہو، کوئی حرج نہیں۔''(۲)

دورانِ اعتکاف حسبِ ضرورت خرید و فروخت سے متعلق امام کاسانی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ نقل کرتے ہیں:

وروي عن علي رضی اللہ عنہ أنه قال لابن أخيه جعفر: هلا اشتريت خادما؟ قال: كنت معتكفا، قال: وماذا عليك لو اشتريت؟ – أشار إلى جواز الشراء في المسجد.(۳)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا: تم نے خادم کیوں نہیں خریدا؟ انہوں نے جواب دیا: میں معتکف تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا حرج تھا اگر تم اسے خرید

(۱) ۱۔ کاسانی، بدائع الصنائع، ۲: ۱۱۷
۲۔ نووی، المجموع، ۶: ۵۳۳
(۲) شافعی، الأم، ۲: ۱۰۵
(۳) کاسانی، بدائع الصنائع، ۲: ۱۱۷

لیتے؟ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ (دورانِ اِعتکاف) مسجد میں بیع کرنے کے جواز کی طرف اشارہ کیا۔''

اس طرح باقی خرید و فروخت کا معاملہ ہے کہ جن میں زیادہ دیر نہ لگے وہ جائز ہیں کیوں کہ یہ سلام کے جواب اور چھینک کے جواب سے مشابہت رکھتے ہیں۔ [1]

(۴) اہل وعیال سے ملاقات اور بات چیت

اعتکاف کے ایک سال بعد آنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس میں انسان ان تمام امور سے بے نیاز ہو جائے جن کا تعلق دوسرے افراد سے ہو یا جن میں اشتغال فی الخلق کا شائبہ ہو؛ بلکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مبارکہ سے بھی ہمیں جو نقوش ملتے ہیں ان میں یہ امر بالکل واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دورانِ اعتکاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملتے، انہیں حسبِ ضرورت وعظ و نصیحت فرماتے اور گھر والوں سے ملاقات کرتے۔ اس سلسلے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ إِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ. [2]

''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالتِ اعتکاف میں اپنا سر میری طرف نکال

(۱) زرکشی، شرح علی مختصر الخرقي، ۳:۱۷

(۲) بخاری، الصحیح، کتاب الحیض، باب مباشرة الحائض، ۱: ۱۱۵، الرقم: ۲۹۵

دیتے تو میں حالتِ حیض میں بھی آپ ﷺ کا سرِاقدس دھو دیتی۔‘‘

اس کے علاوہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بھی اس امر کی وضاحت کرتی ہے جسے علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ مسجد میں تھے اور آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ آپ ﷺ کے پاس تھیں۔ جب گفتگو اور ملاقات کر کے واپس جانے لگیں تو آپ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: جلدی نہ کرو، ٹھہرو تاکہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں۔ اُن کا حجرہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے مکان میں تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ اُن کے ساتھ نکلے تو آپ ﷺ کو انصار کے دو شخص ملے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو آگے نکل گئے۔ آپ ﷺ نے اُن دونوں کو بلا کر فرمایا:

تَعَالَيَا، إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ.

’’ادھر آؤ، یہ صفیہ بنت حیّی ہیں۔‘‘

دونوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ، سبحان اللہ!‘‘ اِس پر آپ ﷺ نے فرمایا: شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے، میں ڈرا کہ مبادا وہ تمہارے دل میں کوئی وسوسہ ڈال دے۔(۱)

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الإعتکاف، باب زیارة المرأة زوجها في الاعتکاف، ۲: ۷۱۶، رقم: ۱۹۳۳

(۵) اَمر بالمعروف و نہی عن المنکر

مذکورہ بالا حدیثِ اہل و عیال سے گفتگو کے علاوہ اعتکاف گاہ سے باہر حسبِ ضرورت اور حسبِ موقع امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے عمل کو جاری رکھنے پر بھی دلالت ہوتی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے جب ملاحظہ فرمایا کہ ممکن ہے انصاری صحابہ کے دل میں کوئی خیال جنم لے تو آپ ﷺ نے پہلے ہی اس کا تدارک فرما دیا حالاں کہ آپ ﷺ اس وقت اعتکاف گاہ سے باہر تھے۔ اس تناظر میں اعتکاف گاہ کے اندر امر بالمعروف ونہی عن المنکر جو کہ سراسر ایک اجتماعی نوعیت کا عمل ہے، کو کس طرح منافی اعتکاف کہا جا سکتا ہے؟

(۶) اُمورِ نکاح کی محدود اِجازت

شادی بیاہ ایسے اُمور ہیں جو معاشرے اور معاشرت کی بنیاد اور اجتماعیت کی اساس ہیں۔ معتکف اگرچہ ان تمام امور سے خلاصی پا کر مسجد میں گوشہ نشین ہوتا ہے لیکن ائمہ کرام نے دورانِ اعتکاف معتکف کے مسجد میں نکاح کرنے، محفل نکاح میں شامل ہونے، کسی کو اس کی دعوت دینے، نکاح وغیرہ پر مبارک باد دینے، تعزیت کرنے اور لوگوں کے درمیان صلح صفائی جیسے امور کو بھی مباح قرار دیا ہے۔ جمہور اہل علم کا یہی موقف ہے۔

ولا بأس للمعتكف أن يبيع ويشتري ويتزوج ويراجع ويلبس ويتطيب ويدهن ويأكل ويشرب بعد غروب الشمس إلى طلوع الفجر ويتحدث ما بدا له بعد أن لا يكون مأثما وينام

في المسجد.(۱)

''معتکف کے لیے غروبِ آفتاب سے طلوعِ فجر تک خرید و فروخت، نکاح، (اَسباق کی) مراجعت کرنے، لباس وغیرہ بدلنے، خوشبو اور تیل لگانے، کھانے پینے اور ایسی گفتگو کرنے کہ جس میں کوئی گناہ کی بات شامل نہ ہو، میں کوئی حرج نہیں۔''

(۷) مریض کی عیادت

اعتکاف کے دوران میں دیگر امور کی طرح ضروری حالت میں مریض کی عیادت کرنا بھی آقا ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے ثابت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَمُرُّ بِالْمَرِيضِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ، فَيَمُرُّ كَمَا هُوَ وَلَا يُعَرِّجُ يَسْأَلُ عَنْهُ.(۲)

''حضور ﷺ کسی مریض کے پاس سے اعتکاف کی حالت میں گزرتے تو بغیر ٹھہرے گزرتے گزرتے اس کا حال دریافت فرما لیتے۔''

اِمام ترمذی اس حدیث سے دورانِ اعتکاف مریض کی عیادت پر

(۱) ۱۔ کاسانی، بدائع الصنائع، ۲: ۱۱۷
۲۔ نووی، المجموع، ۶: ۵۳۳

(۲) ابو داود، السنن، کتاب الصوم، باب المعتکف یعود المریض، ۲: ۳۳۳، رقم: ۲۴۷۲

استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قَالَتْ: إِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُ الْمَرِيضَ، وَهُوَ مُعْتَكِفٌ. (۱)

’’حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم ﷺ اعتکاف کی حالت میں مریض کی مزاج پرسی فرما لیا کرتے تھے۔‘‘

عصرِ حاضر اور مقاصدِ اِعتکاف

اس میں شک نہیں کے اعتکاف کا مقصد نفس کی اصلاح، برائیوں سے اجتناب اور خلوت کا حصول ہے۔ مگر یہ بھی ایک قابلِ لحاظ امر ہے کہ کوئی بھی عمل جب تک کسی مستحکم بنیاد پر قائم نہ ہو، ثمر آور اور دیرپا نہیں ہوسکتا۔ اور علم ہی کسی عمل کو مستحکم بنیاد فراہم کرسکتا ہے۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے دوران اعتکاف تعلیم وتعلم کو ایک اجتماعی عمل ہونے کے باوجود تمام ائمہ فقہ نے جائز قرار دیا ہے کیونکہ بغیر علم کے ریاضت و مجاہدہ کسی منزل تک نہیں پہنچا سکتا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ. (۲)

’’ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔‘‘

(۱) ابو داود، السنن، کتاب الصوم، باب المعتکف يعود المريض، ۲: ۳۳۳، رقم: ۲۴۷۲

(۲) ابو داود، السنن، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، ۱: ۸۱، رقم: ۲۲۲

دور حاضر میں ہمیں اِسلام وراثت میں ملا ہے، ہم نے اس کے لئے کوئی کاوِش اور محنت نہیں کی، والدین مسلمان تھے تو ہم بھی مسلمان کہلائے۔ لیکن اصل صورتِ حال یہ ہے کہ ہمارے عوام کی ایک قابلِ ذکر تعداد کو کلمہ تک یاد نہیں، اور اگر کلمہ آتا ہے تو اس کے معنی کا علم نہیں، اور اگر بالفرض معنی معلوم ہے تو اس کے تقاضوں کا علم نہیں۔

قرآن کریم کی تلاوت کو **افضل العبادات** قرار دیا گیا ہے اور تلاوت قرآن اعتکاف کے بنیادی معمولات میں سے ہے، لیکن ہمارے عوام کی ایک قابلِ ذکر تعداد صحت لفظی کے ساتھ قرآن نہیں پڑھ سکتی۔ ان حالات میں انفرادی عبادات پر حد سے زیادہ زور دینا اور گنے چنے چند وظائف کرنے میں دس دن گزار دینا اعتکاف کا منشاء ہے نہ اس سے اعتکاف کا مقصد حاصل ہوتا ہے۔

ہماری اجتماعی صورتِ اَحوال اور دور حاضر کے تقاضوں کے پیش نظر اعتکاف میں فرد کی تربیت اور اصلاحِ معاشرہ سے تعلق رکھنے والی اجتماعی اُمور مجرد وظائف اور تسبیحات سے زیادہ اہم اور ضروری ہو چکے ہیں۔ ویسے بھی جب معاشرہ کلیتًا برائی اور بے راہ روی کا شکار ہو تو اس صورت میں اَحکام بدل جاتے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ اللهَ تَبَارَکَ وَتعَالَى لاَ يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِذَنْبِ الْخَاصَّةِ. وَلٰكِنْ إِذَا عُمِلَ الْمُنْكَرُ جِهَارًا اسْتَحَقُّوا الْعُقُوبَةَ كُلُّهُمْ. (۱)

---

(۱) مالك، الموطأ، ۲: ۹۹۱، رقم: ۲۳

’’بے شک اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے گناہوں کے سبب عامۃ الناس کو عذاب نہیں دیتا۔ لیکن جب اِعلانیہ برائی کی جانے لگے تو (خاص و عام) سب لوگ بلا امتیاز عذاب کے مستحق بن جاتے ہیں۔‘‘

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’اللہ عزوجل نے جبریل علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ فلاں فلاں شہر کو اس کے باشندگان سمیت پلٹ دو (تباہ و برباد کر کے رکھ دو)۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! ان میں تیرا وہ بندہ بھی ہے جس نے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی تیری نافرمانی نہیں کی۔ اِس پر رب تعالیٰ نے فرمایا:

أَقْلِبْهَا عَلَيْهِمْ، فَإِنَّ وَجْهَهُ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِيَّ سَاعَةً قَطُّ. (1)

’’اس شہر کو ان پر پلٹ دے کیونکہ اس شخص کا چہرہ کبھی ایک گھڑی بھی میری خاطر (برائی کو دیکھ کر) متغیر نہیں ہوا۔‘‘

اس حدیث مبارکہ میں مجرد ذکر و عبادت میں مشغولیت کی وجہ سے مخلوقِ خدا کے اَحوال کی درستگی سے عدم دل چسپی پر وعید بیان کی گئی ہے۔ اور دعوت وتبلیغ کا یہ فریضہ اُسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب انسان انفرادی ذکر و اَذکار کو ہی کل نہ سمجھے بلکہ دعوت وتبلیغ اور اصلاحِ اَحوالِ اُمت کے نبوی فریضہ کو بھی عبادت جانتے ہوئے اپنے معمولات میں سے اسے خصوصی وقت دے۔

(1) ۱۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۶: ۹۷، رقم: ۷۵۹۵

۲۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۷: ۳۳۶، رقم: ۷۶۶۱

اس لئے تعلیم و تعلم، قرآن سیکھنے سکھانے اور اصلاح نفس جیسے دیگر امور جن کا تعلق دیگر افراد سے ہو، اعتکاف میں جائز اور مستحسن ہیں؛ اور یہی راجح قول ہے۔

اِعتکاف میں طویل خاموشی اختیار کرنا

خاموشی حکمت کا پیش خیمہ اور زبان کی حفاظت کا سب سے قوی اور آزمودہ ہتھیار ہے اور قرآن و حدیث میں اس کے بے شمار فضائل بیان ہوئے ہیں مگر خاموشی کو اس طرح افضل جاننا کہ واجب کلام بھی ترک کر دیا جائے، حرام کے دائرے میں چلا جاتا ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے خاموشی سے بہتر ہونے پر آقا علیہ الصلاۃ و السلام کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ جس میں ایک عورت نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ میں جمعہ کا روزہ رکھوں اور اس دن کسی بھی کلام نہ کروں؟ آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا:

لا تصم يوم الجمعة إلا في أيام هو أحدها أو في شهر، وأما أن لا تكلم أحداً فلعمري! لأن تكلم بمعروف وتنهى عن منكر خير من أن تسكت. (۱)

’’صرف جمعہ کا روزہ نہ رکھو بلکہ اس طرح ایام کا انتخاب کرو کہ جمعہ کا دن ان میں آ جائے یا پھر یہ کہ مہینے کے روزے ہوں تو جمعہ بھی ان

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۲۲۴، رقم: ۲۲۰۰۴

۲۔ الطبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۴۴، رقم: ۱۲۳۲

میں آ جائے۔ جہاں تک کلام نہ کرنے کی بات ہے تو مجھے میری عمر کی قسم! نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا تمہارے خاموش رہنے سے زیادہ بہتر ہے۔‘‘

اِجتماعی اِعتکاف کی مثالیں

گزشتہ سطور میں بیان کردہ تفصیل اور امت مسلمہ کے موجودہ حالات کے پیش نظر جہاں اجتماعی اعتکاف کے جواز اور عدمِ جواز پر بحث جاری ہے وہیں اِجتماعی اعتکاف کی کئی مثالیں بھی ہمارے سامنے آتی ہیں۔ وہ لوگ جو کچھ عرصہ قبل تک اسے بدعت قرار دیتے تھے اب خود اِس پر عمل پیرا ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ بندۂ مومن کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی بارگاہ سے عطا شدہ فراست کے پیش نظر آنے والے حالات کو قبل اَز وقت بھانپ لیتا ہے، جب کہ کچھ لوگوں کو یہ شعور بعد میں نصیب ہوتا ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اصل حقیقت سب پر آشکار ہو جاتی ہے۔

(۱) حرمین شریفین میں اِعتکاف

فی زمانہ حرمین شریفین میں دنیا کا سب سے بڑا اجتماعی اعتکاف ہوتا ہے۔ ان مقاماتِ مقدسہ پر ہزارہا اہل اِسلام رمضان المبارک میں اعتکاف کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اگرچہ اعتکاف کے لئے جگہ مخصوص کی جاتی ہے مگر خیمے وغیرہ نصب نہیں کیے جاتے اور نہ ہی چادریں وغیرہ تانی جاتی ہیں۔ اِس اِجتماعی اِعتکاف میں ہر وقت اِجتماعی درسِ قرآن اور درسِ حدیث بھی ہوتے

ہیں، ہمہ وقت پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے اور تجوید قرآن کے حلقات بھی منعقد ہوتے ہیں۔ نیز دروسِ فقہ بھی ہوتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ حرمِ کعبہ میں معتکفین طواف بھی کرتے ہیں جو کہ بھیڑ کے ماحول میں ہی ہوتا ہے۔ گویا جلوت میں خلوت کا ماحول ہوتا ہے۔

۲۔ تحریک منہاج القرآن کے زیرِ اِہتمام منعقدہ اعتکاف

تحریک منہاج القرآن اُمت مسلمہ کی ایک ایسی تجدیدی و احیائی تحریک ہے جس نے آنے والے مسائل کا قبل اَز وقت اِدراک کرکے اُمت مسلمہ کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ اِس کی بانی قیادت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اُمت کو روایتی اُصولوں سے ہٹ پر ایک نئی سوچ و فکر اور بیدار مغز دیا ہے۔

تحریک منہاج القرآن کا ایک امتیازی وصف یہ بھی ہے کہ اس نے فرد کے درِ قلب پر دستک دی ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ کے چہارگانہ فرائض نبوت - تلاوتِ قرآن؛ تزکیہ نفوس؛ تعلیم کتاب و حکمت - کی پیروی کرتے ہوئے ہر محاذ پر جد و جہد کی ہے۔ تحریک منہاج القرآن نے روحوں کا زنگ اتار کر دلوں کا میل بھی دھو دیا ہے۔ اِسی مقصد کے لئے جامع المنہاج میں تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام اجتماعی اعتکاف کا غیر روایتی تصور بھی ہے۔ رمضان کے آخری عشرے میں مسنون اعتکاف اور اعتکاف برائے تربیت کی سوچ قائد تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے ذہن رسا میں

بہت پہلے سما چکی تھی جس کا اظہار اِبتداءً تحریک منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ پر واقع جامع مسجد میں بھی ہوتا رہا۔ اعتکاف تو وہ ہر سال ہی بیٹھتے تھے، ۱۹۹۰ء میں جب وہ تحریک منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ پر واقع جامع مسجد میں اعتکاف بیٹھے تو ان کے ساتھ ۵۰ افراد بھی گوشہ نشیں ہوئے۔ اِس سے ان کے ذہن میں موجود اجتماعی اعتکاف کے تصور نے حقیقت کا روپ دھار لیا، ۱۹۹۱ء میں یہ تعداد مزید بڑھی تو اس مسجد کی وسعت تنگ محسوس ہونے لگی، ۱۹۹۲ء میں جب بغداد ٹاؤن میں موجود جامع المنہاج باقاعدہ اجتماعی اعتکاف کے انعقاد کی مستقل جگہ قرار پائی تب معتکفین کی تعداد ۵۰۰,اتھی۔ لیکن آج بفضلہ تعالی تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے اجتماعی اعتکاف میں معتکف ہونے فرزندانِ اِسلام کی تعداد پچیس ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔ اور اِس میں مرد و زَن ہر دو ذوق و شوق سے شریک ہوکر اپنی باطنی طہارت اور علمی حلاوت کا سامان کرتے ہیں۔ خواتین کے لیے منہاج کالج برائے خواتین میں اجتماعی اعتکاف کا الگ انتظام کیا جاتا ہے۔

گزشتہ صفحات میں بیان کیے گئے معمولاتِ اِعتکاف کے مطابق اِس شہرِ اِعتکاف میں حلقہ ہائے ذکر و درود بھی منعقد ہوتے ہیں؛ درسِ فقہ کی نشستیں بھی ہوتی ہیں اور دروسِ قرآن و حدیث بھی ہوتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر مجددِ رواں صدی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے علمی و فکری اور روحانی موضوعات پر مشتمل خطبات و دروس حاضرین و سامعین کی ذہنی و باطنی جلا کا سامان فراہم کرتے ہیں اور ان کے تزکیہ قلوب ونفوس کی راہ ہموار کرتے ہیں۔

لہٰذا یہ بات بلامبالغہ کہی جا سکتی کہ تحریک منہاج القرآن ایک تجدیدی تحریک ہونے کے ناطے عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق اِعتکاف کا صحیح تصور عوام کے سامنے پیش کر رہی ہے۔

سوال نمبر ۱۱۵: اجتماعی اعتکاف کے فضائل وثمرات کیا ہیں؟

جواب: اجتماعی اعتکاف کے فضائل وثمرات درج ذیل ہیں:

۱۔ اجتماعی اعتکاف میں باقاعدہ نظام الاوقات کے تحت نماز پنجگانہ، تہجد، چاشت، اوّابین، اوراد و وظائف، حمد و نعت خوانی، دروس ہائے قرآن و حدیث، حلقہ ہائے فقہ و تصوف، تربیتی لیکچرز، حلقہ ہائے فقہ و تصوف، خوفِ خدا، فکرِ آخرت، اللہ اور رسول ﷺ کی محبت کی شمع دلوں میں فروزاں کرنا، جدید ترین علمی و روحانی پیچیدگیوں کا قرآن و سنت اور عقل سلیم کی روشنی میں تسلی بخش حل بتایا جاتا ہے۔ انفرادی اعتکاف میں اِن تمام فوائد کا حصول ممکن نہیں ہوتا۔

۲۔ علماء، اولیاء، صوفیاء اور ائمہ دین کی سنگت و زیارت، ان سے مسلسل فیوض و برکات کا حصول، قرآن و سنت اور فقہ (قانون) کی بیش بہا معلومات اجتماعی اعتکاف کی منفرد خصوصیات میں سے ہیں۔

۳۔ اجتماعی اعتکاف میں اوراد و اذکار، درود و سلام، گریہ و زاری، توبہ و استغفار اور عبادت کی زبانی ہی نہیں بلکہ عملی مشق کروائی جاتی ہے۔

۴۔ اجتماعی اعتکاف میں چند دن کے فیوض و برکات کی رحمت و برکت، تعلیم

و تربیت اور ذوق و شوق کے وہ نقوش قلب و ذہن پر منقش ہو جاتے ہیں جن سے قلب و ذہن کے آئینے ہمیشہ چمکتے دمکتے رہیں گے۔ تنہا اعتکاف میں یہ سب کچھ کہاں میسر ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۱۱۶: لیلۃ القدر سے کیا مراد ہے اور اسے کون سی راتوں میں تلاش کرنا چاہیے؟

جواب: لیلۃ القدر رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے ایک رات ہے۔ یہ رات بہت ہی قدر و منزلت اور خیر و برکت کی حامل ہے جسے قرآن کریم نے ہزار راتوں سے افضل قرار دیا ہے۔ جمہور علماء امت کا مؤقف یہ ہے کہ لیلۃ القدر امت محمدیہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام کے لئے خاص انعام ہے جو اس سے قبل کسی اور امت کو عطا نہیں کی گئی۔ حدیثِ مبارکہ سے بھی اس موقف کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللهَ عزوجل وَهَبَ لِأُمَّتِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ، وَلَمْ يُعْطِهَا مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ. (۱)

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر میری امت ہی کو عطا کی اور تم سے پہلے لوگوں کو اس سے سرفراز نہیں کیا۔“

کیونکہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ یہ رمضان المبارک کے

(۱) ديلمی، الفردوس بمأثور الخطاب، ۱: ۱۷۳، رقم: ۶۴۷

آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے ہے، لٰہذا اِسے رمضان کی طاق راتوں میں تلاش کرنا چاہیئے۔

سوال نمبر ۱۱۷: لیلۃ القدر کو دیگر راتوں پر کیا فضیلت حاصل ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں لیلۃ القدر کی فضیلت کے بیان میں پوری سورت نازل فرمائی۔ ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ○ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ○ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ○ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ج مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ ○ سَلٰمٌ قف هِيَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ○[1]

’’بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں اتارا ہے○ اور آپ کیا سمجھے ہیں (کہ) شبِ قدر کیا ہے؟ شبِ قدر (فضیلت و برکت اور اَجر وثواب میں) ہزار مہینوں سے بہتر ہے○ اس (رات) میں فرشتے اور روح الامین (جبرائیل) اپنے رب کے حکم سے (خیر و برکت کے) ہر امر کے ساتھ اترتے ہیں○ یہ (رات) طلوعِ فجر تک (سراسر) سلامتی ہے○‘‘

لیلۃ القدر کی فضیلت میں کتبِ حدیث بہت سی روایات مذکور ہیں۔ ذیل میں چند ایک احادیث کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۱) القدر، ۹۷: ۱-۵

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.[(۱)]

’’جو شخص لیلۃ القدر میں حالتِ ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کرتا ہے، اُس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔‘‘

مندرجہ بالا ارشاد نبوی میں جہاں لیلۃ القدر کی ساعتوں میں ذکر و فکر اور طاعت و عبادت کی تلقین کی گئی ہے وہاں اس بات کی طرف بھی متوجہ کیا گیا ہے کہ عبادت سے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مقصود ہو، دکھاوا اور ریا کاری نہ ہو پھر یہ کہ آئندہ برائی نہ کرنے کا عہد کرے۔ اس شان سے عبادت کرنے والے بندے کے لئے یہ رات مژدۂ مغفرت بن کر آتی ہے۔ لیکن وہ شخص محروم رہ جاتا ہے جو اس رات کو پائے مگر عبادت نہ کر سکے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کی آمد پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’یہ ماہ جو تم پر آیا ہے، اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا، گویا وہ ساری خیر سے محروم رہا۔ اور اس رات کی بھلائی سے وہی شخص محروم رہ سکتا ہے جو واقعتاً محروم ہو۔‘‘[(۲)]

---

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل لیلۃ القدر، ۲: ۷۰۹، رقم: ۱۹۱۰

(۲) ابن ماجہ، السنن، کتاب الصیام، باب ما جاء فی فضل شہر رمضان، ۲: ۳۰۹، رقم: ۱۶۴۴

ایسے شخص کی محرومی میں واقعتاً کیا شک ہوسکتا ہے جو اتنی بڑی نعمت کو غفلت کی وجہ سے گنوا دے۔ جب انسان معمولی معمولی باتوں کے لئے کتنی راتیں جاگ کر گزار لیتا ہے تو اَسّی (۸۰) سال کی عبادت سے افضل بابرکت رات کے لئے جاگنا کوئی زیادہ مشکل کام تو نہیں!

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیلۃ القدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

’’شب قدر کو جبرائیل امین فرشتوں کے جھرمٹ میں زمین پر اتر آتے ہیں۔ وہ ہر اُس شخص کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو کھڑے بیٹھے (کسی حال میں) اللہ کو یاد کر رہا ہو۔‘‘(۱)

سوال نمبر ۱۱۸: رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتیں کون سی ہوتی ہیں؟

جواب: رمضان المبارک کے آخری عشرے کی اکیسویں، تئیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں راتیں، طاق راتیں کہلاتی ہیں۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیلۃ القدر کے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فِي رَمَضَانَ، فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشرِ الْأَوَاخِرِ فَإِنَّهَا فِي وَتْرٍ، فِي إِحْدَى وَ عِشْرِيْنَ، أَوْ ثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ، اَوْ خَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ،

(۱) بیہقی، شعب الإیمان، ۳: ۳۴۳، رقم: ۳۷۱۷

اَوَ سَبْعٍ وَّ عِشْرِيْنَ، اَوْ تِسْعٍ وَ عِشْرِيْنَ، اَوْ فِي اٰخِرِ لَيْلَةٍ، فَمَنْ قَامَهَا ابْتِغَاءَ هَا إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا، ثُمَّ وُفِّقَتْ لَهُ، غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ. (۱)

''وہ رمضان میں ہے سو تم اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ لیلۃ القدر اکیسویں یا تئیسویں یا پچیسویں یا ستائیسویں یا انتیسویں طاق راتوں میں ہے یا رمضان کی آخری رات ہے۔ جس شخص نے لیلۃ القدر میں حالتِ ایمان اور طلبِ ثواب کے ساتھ قیام کیا، پھر اسے ساری رات کی توفیق دی گئی تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔''

سوال نمبر ۱۱۹: شبِ قدر کو مخفی رکھنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: دیگر اہم مخفی امور مثلاً اسمِ اعظم، جمعہ کے روز قبولیتِ دعا کی گھڑی کی طرح اس رات کو مخفی رکھنے کی بھی متعدد حکمتیں ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ اگر لیلۃ القدر کو مخفی نہ رکھا جاتا تو عمل کی راہ مسدود ہوجاتی اور اسی رات کی عبادت پر اکتفا کر لیا جاتا۔ ذوقِ عبادت میں دوام کی خاطر اس کو آشکار نہیں کیا گیا۔

۲۔ اگر بامرِ مجبوری کسی انسان کی وہ رات رہ جاتی تو شاید اس صدمے کا

(۱) أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۱۹، رقم: ۲۲۷۱۳

ازالہ ممکن نہ ہوتا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کو بندوں کا رات کے اوقات میں جاگنا بے حد محبوب ہے۔ لیلۃ القدر کا تعین اس لئے نہیں فرمایا تا کہ بندے اس ایک رات کی تلاش میں پانچوں طاق راتوں میں جاگ کر اپنے رب کو منا سکیں۔

۴۔ عدم تعیین کی ایک وجہ سے گناہگاروں پر شفقت بھی ہے، کیونکہ اگر علم کے باوجود اس میں گناہ سرزد ہوتا تو اس سے لیلۃ القدر کی عظمت مجروح کرنے کا جرم بھی لازم آتا۔

سوال نمبر ۱۲۰: حضور نبی اکرم ﷺ نے شب قدر میں کونسا وظیفہ کرنے کی تلقین فرمائی؟

جواب: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے (ایک دفعہ) حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر میں لیلۃ القدر کو پالوں تو اس میں کیا دعا کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یوں کہو:

اَللّٰھُمَّ إِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ، فَاعْفُ عَنِّي.(۱)

’’اے اللہ! تو بہت معاف فرمانے والا ہے اور درگزر کرنے کو پسند کرتا ہے، پس تو مجھ کو معاف فرما۔‘‘

(۱) ترمذی، السنن، أبواب الدعوات، باب ما جاء فی عقد التسبیح بالید، ۵: ۴۹۰، رقم: ۳۵۱۳

۶۔ اِعتکاف سے متعلقہ مسائل

سوال نمبر ۱۲۱: کیا مسنون اعتکاف کے لئے روزہ رکھنا شرط ہے؟

جواب: جی ہاں! مسنون اعتکاف کے لئے روزہ رکھنا شرط ہے۔ بغیر روزہ کے مسنون اعتکاف صحیح نہیں۔ لہٰذا عورت ایامِ مخصوصہ میں نہ روزہ رکھے نہ اعتکاف بیٹھے۔

سوال نمبر ۱۲۲: کیا واجب، مسنون یا نفلی اعتکاف چھوڑنے پر قضا واجب ہے؟

جواب: اگر نفلی اعتکاف چھوڑ دے تو اس کی قضا واجب نہیں لیکن اگر مسنون اعتکاف جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں کیا جاتا ہے، اسے توڑا تو جس دن توڑا اُسی سے آگے بقیہ دنوں کی قضا کرے۔ پورے دس دنوں کی قضاء واجب نہیں۔ اگر واجب یعنی منت کا اعتکاف چھوڑا تو اگر وہ کسی معین مہینے کی منت تھی تو باقی دنوں کی قضا کرے۔ لیکن اگر مسلسل (علی الاتصال) اعتکاف کرنے کی نیت کی تھی تو نئے سرے سے اعتکاف کرے اور اگر علی الاتصال اعتکاف کرنے کی نذر نہیں مانی تھی تو باقی دنوں کا اعتکاف کرے۔

سوال نمبر ۱۲۳: ایک دن کے اعتکاف کی قضا کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: ایک دن کے اعتکاف کی قضا کا طریقہ یہ ہے کہ اگر اعتکاف دن میں ٹوٹا ہوتو صرف دن کی قضا واجب ہو گی۔ یعنی قضا کے لئے طلوعِ فجر سے پہلے اعتکاف گاہ میں داخل ہو، روزہ رکھے اور اسی روز شام کو غروب آفتاب کے وقت اپنے اعتکاف گاہ سے باہر آ جائے۔ دوسری صورت میں اگر اعتکاف رات کو ٹوٹا ہے تو رات اور دن دونوں کی قضا کرے، یعنی شام کو غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں داخل ہو، رات بھر وہاں رہے روزہ رکھے اور اگلے دن غروب آفتاب کے بعد اعتکاف گاہ سے باہر نکلے۔

سوال نمبر ۱۲۴: مسنون اعتکاف ٹوٹنے کے بعد کیا معتکف نفل کی نیت سے اعتکاف جاری رکھ سکتا ہے؟

جواب: مسنون اعتکاف ٹوٹنے کے بعد مسجد سے باہر نکلنا ضروری نہیں بلکہ عشرۂ اخیرہ کے بقیہ ایام میں نفل کی نیت سے اعتکاف جاری رکھ سکتا ہے اس طرح مسنون اعتکاف تو نہیں ہوگا مگر نفلی اعتکاف ہو جائے گا۔ لیکن اگر کوئی شخص اعتکاف جاری نہ رکھ سکے تو بھی جائز ہے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ جس دن اعتکاف ٹوٹا ہے اسی دن باہر چلا جائے اور اگلے دن سے بہ نیتِ نفل پھر اعتکاف شروع کر دے۔

سوال نمبر ۱۲۵: کن صورتوں میں اعتکاف توڑنا جائز ہے؟

جواب: درج ذیل صورتوں میں اعتکاف توڑنا جائز ہے:

۱۔ بیماری

اعتکاف کے دوران ایسی بیماری لاحق ہو جائے جس کا علاج اعتکاف گاہ سے باہر جائے بغیر ممکن نہ ہوتو اس صورت میں اعتکاف توڑنا جائز ہے۔

۲۔ والدین، بیوی بچوں کی تکلیف

والدین، بیوی بچوں یا بہن بھائیوں میں سے کسی کو کوئی شدید مرض لاحق ہو جائے یا کوئی حادثہ پیش آ جائے اور گھر میں کوئی دوسرا تیمارداری کرنے والا موجود نہ ہوتو اس صورت میں اعتکاف توڑنا جائز ہے۔

۳۔ جنازہ

والدین، بہن، بھائی یا کوئی عزیز اچانک فوت ہو جائے تو اُس کی تجہیز وتکفین کے لئے اعتکاف توڑ دینا جائز ہے۔

۴۔ زبردستی نکالنا

اگر کسی معتکف کو کوئی زبردستی مسجد سے نکال دے یا حکومت اعتکاف میں گرفتار کر لے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا مگر اس صورت میں معتکف پر اعتکاف توڑنے کا گناہ نہیں ہوگا۔

سوال نمبر ۱۲۶: اعتکاف کو توڑنے والے امور کون سے ہیں؟

جواب: اعتکاف کو توڑنے والے امور درج ذیل ہیں:

۱۔ بلا عذر مسجد سے باہر نکلنا

۲۔ حالتِ اعتکاف میں مباشرت کرنا

۳۔ عورت اعتکاف میں ہو تو حیض و نفاس کا جاری ہو جانا

۴۔ کسی عذر کے باعث اعتکاف گاہ سے باہر نکل کر ضرورت سے زیادہ ٹھہرنا۔

ان سب صورتوں میں اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

سوال نمبر ۱۲۷: مکروہاتِ اعتکاف کون سے ہیں؟

جواب: مکروہاتِ اعتکاف درج ذیل ہیں:

۱۔ بالکل خاموشی اختیار کرنا کہ ذکر و نعت اور دعوت و تبلیغ کی بجائے خاموش رہنے کو عبادت سمجھا تو یہ مکروہ تحریمی ہے۔ اگر بری باتوں سے خاموش رہا تو وہ اعلی درجے کی چیز ہے۔

۲۔ مال و اسباب مسجد میں لاکر بغرضِ تجارت بیچنا یا خریدنا۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: صفحہ نمبر ۱۴۶ - ۱۴۸۔)

۳۔ لڑائی جھگڑا یا بیہودہ باتیں کرنا۔

سوال نمبر ۱۲۸: کیا معتکف بحالتِ مجبوری ایک مسجد سے دوسری مسجد میں منتقل ہوکر اعتکاف پورا کرسکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! معتکف بحالتِ مجبوری ایک مسجد سے دوسری میں منتقل ہوسکتا ہے۔ مثلاً جس مسجد میں اعتکاف شروع کیا ہو وہاں جان و مال کا خطرہ لاحق ہو جائے یا مسجد منہدم جائے تو ایسی صورت میں اس مسجد سے نکل کر فوراً کسی نزدیکی مسجد میں اعتکاف کی نیت سے چلے جانا چاہئے۔

سوال نمبر ۱۲۹: کیا معتکف کسی مریض کی عیادت یا نمازِ جنازہ میں شریک ہوسکتا ہے؟

جواب: اعتکاف کے دوران معتکف عیادتِ مریض یا نمازِ جنازہ کے لئے نہیں جا سکتا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

> ’’اعتکاف کرنے والے کے لئے سنت ہے کہ وہ کسی مریض کی عیادت نہ کرے، نہ کسی جنازے کے ساتھ جائے، نہ اپنی بیوی کو چھوئے اور نہ اس سے مباشرت کرے اور غیر ضروری حاجت کے علاوہ اعتکاف گاہ سے نہ نکلے۔‘‘(۱)

ہاں اگر گزرتے گزرتے بلا توقف بیمار کی عیادت کر لی جائے تو جائز ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان فرماتی ہیں:

---

(۱) ابو داؤد، السنن، کتاب الصوم، باب المعتکف یعود المریض، ۲: ۳۳۳، رقم: ۲۴۷۳

كَانَ النَبِيَّ ﷺ يَمُرُّ بِالْمَرِيْضِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ، فَيَمُرُّ كَمَا هُوَ وَلَا يُعَرِّجُ يَسْأَلُ عَنْهُ. وَقَالَ بنُ عِيْسَى: قَالَتْ: أَن كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ، وَهُوَ مُعْتَكِفٌ. (۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ حالتِ اعتکاف میں مریض کے پاس سے گزرتے تو توقف کیے بغیر چلتے چلتے اُس کا حال دریافت فرما لیتے۔ ابنِ عیسیٰ راوی کہتے ہیں: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرما رہی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ بحالتِ اعتکاف مریض کی عیادت فرمایا کرتے تھے۔‘‘

معلوم ہوا کہ معتکف کا جنازے اور بیمار پُرسی کے لئے بالالتزام جانا جائز نہیں۔ اس غرض سے وہ مسجد سے باہر نکلا تو اس کا اعتکاف فاسد جائے گا۔ **لیکن** اگر اس نے اعتکاف کرتے وقت یہ نیت کر لی تھی کہ نماز جنازہ یا عیادت کے لئے جائے گا تو اس صورت میں نماز جنازہ یا بیمار پرسی کے لئے جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔

سوال نمبر ۱۳۰: کن امور کی بناء پر معتکف اعتکاف گاہ سے باہر نکل سکتا ہے؟

جواب: معتکف بشری ضروریات مثلاً بیت الخلاء جانا، غسلِ واجب کے لئے، اگر اعتکاف گاہ میں سہولت موجود نہ ہوتو باہر جا سکتا ہے۔ یونہی نمازِ جنازہ (اگر

(۱) ابو داؤد، السنن، کتاب الصوم، باب المعتكف يعود المريض، ۲: ۳۳۳، رقم: ۲۴۷۲

اعتکاف بیٹھتے وقت اس کی نیت کی تھی) اور نماز جمعہ پڑھنے کے لئے اعتکاف گاہ سے باہر جاسکتا ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ فارغ ہوتے ہی فوراً اعتکاف گاہ میں واپس آ جائے۔ آدھے دن یا اس سے زائد باہر رہنے سے اعتکاف مسنون ٹوٹ جائے گا۔

سوال نمبر ۱۳۱: کیا حالتِ اعتکاف میں غسل کرنا جائز ہے؟

جواب: دورانِ اعتکاف اعتکاف گاہ کے اندر یا قریب تر مقام پر غسل کر سکتے ہیں۔ خواہ واجب ہو خواہ غیر واجب۔

سوال نمبر ۱۳۲: اگر کوئی شخص سعودی عرب میں رمضان شریف کا آغاز کرتا ہے جو پاکستان سے دو روز قبل تھا اور دسویں روزے کو واپس آیا تو یہاں آٹھواں روزہ تھا۔ اب وہ اعتکاف بیٹھنا چاہتا ہے تو اس کے لئے اعتکاف کی کیا صورت ہوگی؟

جواب: اگر کسی شخص نے سعودی عرب میں پہلا روزہ رکھا، اس لئے کہ اس نے وہیں یکم رمضان پالیا، کیونکہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ.(۱)

’’پس تم میں سے جو کوئی اس مہینے کو پالے تو وہ اس کے روزے ضرور رکھے۔‘‘

---

(۱) البقرة، ۲: ۱۸۴

اب جبکہ اُس نے رمضان کا آغاز پاکستان سے دو دن قبل کیا اور یہ بھی قطعی ہے کہ اعتکافِ مسنون دس دن سے اور رمضان تیس دن سے زیادہ نہیں ہوسکتا تو اِس صورت میں معتکف کے لئے ضروری ہے کہ وہ سعودی عرب کے حساب سے بیسویں جبکہ پاکستانی حساب سے اٹھارہویں روزے کو اعتکاف بیٹھے۔

البتہ پاکستان میں چاند کے حساب سے جب ۲۸ روزے ہوئے تو اس کے تیس روزے پورے ہو گئے اور تیس سے زائد روزے نہیں رکھے جاسکتے۔ اس لئے اس کا مسنون اعتکاف بھی اٹھائیسویں روزے پر مکمل جائے گا۔

اگلے دن یعنی پاکستان میں ۲۹ رمضان کو وہ شخص اِفطار کرے گا اور اعتکاف کرنا چاہے تو نفلی کرسکتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان المبارک کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَا تَصُوْمُوْا حَتَّی تَرَوُا الْهِلَالَ. وَلَا تُفْطِرُوْا حَتَّی تَرَوْهُ، فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوْا لَهُ.(۱)

’’چاند دیکھے بغیر نہ روزہ رکھو اور نہ ہی چاند دیکھے بغیر عید کرو، اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو (روزوں) کی مدت پوری کرو (یعنی تیس روزے پورے کرو)۔‘‘

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال، ۲: ۷۵۹، رقم: ۱۰۸۰

لہٰذا ضروری ہے کہ جس جگہ کے چاند دیکھنے پر روزہ رکھا تھا، وہیں کے حساب سے تیس روزے پورے کرے۔ کیونکہ کوئی قمری مہینہ تیس دن سے زائد کا نہیں ہوتا۔

سوال نمبر ۱۳۳: اجتماعی اعتکاف کی صورت میں مسجد سے باہر خیموں اور ملحقہ کمروں میں جو معتکفین بیٹھتے ہیں کیا ان کا اعتکاف ہو جاتا ہے؟

جواب: اعتکاف اگرچہ مسجد میں ہی ہوتا ہے لیکن اگر معتکفین کی تعداد اتنی زیادہ ہو کہ مسجد کے اندر نہ سما سکیں تو مسجد سے ملحقہ عمارات و درس گاہوں کو مسجد قرار دے دیا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے اکثر دینی جامعات سے ملحقہ عمارات بطور درسگاہیں بھی استعمال ہوتی ہیں اور ضرورت پڑنے پر بطور مسجد بھی استعمال ہوتی ہیں بلکہ عام مساجد بھی جمعہ، اجتماعات اور عیدین کے موقع پر جب نمازیوں سے بھر جاتی ہیں تو ملحقہ راستوں، سڑکوں اور خالی پلاٹوں میں بھی صفیں بن جاتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> ’’مجھے دوسرے نبیوں پر چھ فضائل خصوصی طور پر عطا ہوئے۔ مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے، رعب کے ساتھ میری مدد فرمائی گئی، اموالِ غنیمت میری خاطر حلال کئے گئے، میرے لئے تمام روئے زمین مسجد بنادی گئی اور پاک فرمائی گئی اور مجھے تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا اور میرے ذریعہ سلسلہ نبوت ختم کیا گیا۔‘‘(۱)

(۱) ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۳۱۱، رقم: ۶۴۵۱

پس اس صورت میں مسجد سے ملحقہ وہ تمام جگہ جہاں جہاں نمازی صفیں بناتے ہیں، مسجد بن جاتی ہے اور ہر نمازی کو مسجد میں نماز ادا کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے جب منہاج القرآن کے شہر اِعتکاف میں ہزاروں فرزندانِ اسلام اور شمعِ رسالت کے پروانے اجتماعی اعتکاف میں شریک ہوتے ہیں تو ظاہر ہے تمام معتکفین مسجد کے اندر نہیں سما سکتے۔ پس اس مجبوری کے پیش نظر معتکفین کے قیام کے لئے مسجد سے ملحقہ رہائش گاہیں اور میدان سب مسجد کے احاطہ کے حکم میں ہوتے ہیں، لہٰذا وہاں اعتکاف بیٹھنا بالکل جائز ہے۔

سوال نمبر۱۳۴: کیا خواتین کا اعتکاف بیٹھنا درست ہے؟

جواب: جی ہاں! خواتین بھی اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں۔ حضور ﷺ کی اَزواجِ مطہرات بھی اعتکاف بیٹھا کرتی تھیں جیسا کہ حدیث مبارکہ سے ثابت ہے:

> ''اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ ﷺ کا وصال مبارک ہوگیا۔ پھر آپ ﷺ کے بعد آپ کی ازواجِ مطہرات نے بھی اعتکاف کیا ہے۔''(۱)

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر الأواخر والاعتکاف فی المساجد، ۲: ۷۱۳، رقم: ۱۹۲۲

سوال نمبر ۱۳۵: کیا بیوی کا خاوند کی اجازت کے بغیر اعتکاف بیٹھنا جائز ہے؟

جواب: جی نہیں۔ بیوی کا خاوند کی اجازت کے بغیر اعتکاف بیٹھنا جائز نہیں۔

سوال نمبر ۱۳۶: عورت کہاں اعتکاف بیٹھے؟

جواب: عورت کے لئے بہتر یہی ہے کہ اپنے گھر میں جو جگہ نماز کے لئے مخصوص اسی میں اعتکاف بیٹھے۔ اس جگہ کو ''مسجد البیت'' کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۱۳۷: کیا خواتین گھر سے دور اجتماعی اعتکاف میں بیٹھ سکتی ہیں؟

جواب: جی ہاں! اگر ان کے لیے با پردہ اور با حفاظت انتظام ہو اور اعتکاف کے ساتھ ساتھ مزید تعلیم و تربیت اور تزکیہ و تصفیہ کا اہتمام ہو تو خواتین کا اجتماعی اعتکاف بیٹھنا جائز ہے۔ بعض بڑی مساجد اور مراکز پر الحمد للہ ہزاروں کی تعداد میں مرد و خواتین الگ الگ باپردہ باحفاظت اعتکاف بیٹھتے ہیں۔ شب و روز کے معمولات کے لئے ایک نظام الاوقات مہیا کیا جاتا ہے۔ تعلیم اور تربیت و تزکیہ کا یہ انتظام و اہتمام ہر مسجد میں نہیں ہوسکتا۔

علامہ ابن نجیم حنفی عورت کے مسجد میں اعتکاف بیٹھنے کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

ان إعتکافها فی مسجد الجماعة جائز.

’’بے شک عورت کا جماعت والی مسجد میں اعتکاف جائز ہے۔‘‘

علامہ کاسانی کی بدائع الصنائع کے حوالہ سے آپ مزید لکھتے ہیں:

ان اعتکافها فی مسجد الجماعة صحیح بلا خلاف بین أصحابنا.(۱)

’’عورت کا مسجدِ جماعت میں اعتکاف بیٹھنا درست ہے۔ اس میں ہمارے ائمہ احناف کے مابین کوئی اختلاف نہیں۔‘‘

علامہ ابن عابدین شامی رد المحتار میں عورت کا مسجد میں اعتکاف بیٹھنا مکروہ تنزیہی قرار دیتے ہیں ساتھ ہی بدائع الصنائع کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

صرح فی البدائع بأنه خلاف الأفضل.(۲)

’’البدائع و الصنائع میں علامہ کاسانی نے تصریح فرمائی ہے کہ مسجد میں عورت کا اعتکاف بیٹھنا خلافِ افضل ہے۔‘‘

مراد یہ ہے کہ مسجد کی نسبت عورت کا گھر میں اعتکاف بیٹھنا افضل ہے۔

وضاحت

ہر مسجد میں عورتوں کے اعتکاف کا خاطر خواہ انتظام نہیں ہوتا۔ نہ باپردہ الگ تھلگ باعزت طور پر ان کے لئے محفوظ جائے اعتکاف کا اہتمام ہوتا ہے۔ یہی چیزیں مسجد میں عورتوں کے اعتکاف پر ممانعت کا شرعی جواز مہیا

(۱) ابن نجیم، البحر الرائق، ۲: ۳۲۴

(۲) ابن عابدین شامی، رد المحتار، ۲: ۴۴۱

کرتی ہیں۔ مگر جس مسجد میں وسعت ہو، مردوں اور عورتوں کے لئے الگ الگ باپردہ محفوظ جائے اعتکاف ہو، تمام حاضرین کو ایک معقول و مفید نظام الاوقات کی پابندی سے تعلیم و تربیت، تزکیہ و طہارت اور فرائض و واجبات کے ساتھ ساتھ نوافل پر بھی عامل بنایا جائے، درود و سلام، ذکر و اذکار، وعظ و نصیحت اور وظائف پڑھنے کی پابندی لگائی جائے تو وہاں اعتکاف بیٹھنے کا فائدہ اور اجر و ثواب انفرادی اعتکاف سے بھی بڑھ جاتا ہے۔

تحریک منہاج القرآن کے زیرِ اہتمام ہونے والا اجتماعی اعتکاف اسی کی ایک مثال ہے۔ جہاں خواتین دور دراز علاقوں سے اعتکاف کی سعادت حاصل کرتی ہیں۔ وہ اپنے خاوندوں یا محرموں کے ہمراہ مرکزی اعتکاف گاہ میں آ جاتی ہیں۔ یہاں مردوں اور عورتوں کے لئے مسجد سے متصل وسیع و عریض رقبہ پر الگ الگ قیام و طعام اور رہائش کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ خواتین سے متعلق اندرونی (indoor) معاملات کے اِنتظام و انصرام کے لئے سیکڑوں نوجوان طالبات اور ویمن لیگ کی ممبرز جبکہ بیرونی (outdoor) حفاظت کے لئے مسلح گارڈز چوبیس گھنٹے موجود رہتے ہیں۔ آنے والی خواتین کی باقاعدہ رجسٹریشن ہوتی ہے۔ ان کی صحت و صفائی، قیام و طعام اور بصورت بیماری و حادثہ طبی ماہرین کی ٹیمیں ہر وقت موجود ہوتی ہیں۔ دروسِ قرآن و حدیث، فقہ و تصوف کے حلقہ جات اور دیگر تعلیمی و تربیتی پروگرام باقاعدگی سے ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ ہر جگہ نہ میسر ہے اور نہ ممکن ہے، جبکہ اِن امور کی ضرورت و اہمیت محتاجِ بیان نہیں۔ اس پر تفصیلی گفتگو ہم سوال نمبر ۱۱۴ میں کر چکے ہیں۔

سوال نمبر ۱۳۸: کیا خواتین شرعی عذر (حیض) روکنے کے لئے ٹیبلٹ یا انجکشن استعمال کر کے اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں؟

جواب: اگر انجکشن لگوانے سے صحت پر برے اثرات مرتب نہ ہوں تو خواتین افطاری کے اوقات میں (یعنی غروبِ آفتاب سے لے کر اذانِ فجر سے قبل تک) ٹیبلٹ لے سکتی یا انجکشن لگوا سکتی ہیں۔ لیکن اگر انجکشن لگوانے یا گولیاں کھانے کے باوجود کسی وقت عذرِ شرعی لاحق ہوجائے - چاہے وہ تھوڑی دیر کے لیے ہی ہو- تو مسنون اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

سوال نمبر ۱۳۹: اگر معتکفہ کا شرعی عذر کی وجہ سے مسنون اعتکاف ٹوٹ جائے تو وہ کتنے دنوں کے اعتکاف کی قضا کرے گی؟

جواب: رمضان المبارک میں معتکف یا معتکفہ (مرد یا عورت) کا کسی عذر کی وجہ سے مسنون اعتکاف ٹوٹ جائے، مثلاً ضرورت سے زائد اعتکاف گاہ سے باہر رہے یا معتکفہ (عورت) کو حیض آ جائے یا نفاس (بچے کی پیدائش) ہو جائے یا کوئی اور بیماری یا تکلیف لاحق ہو جائے تو جتنے دن کا اعتکاف رہ جائے، اور رمضان المبارک کے روزے بھی اتنے ہی ہوں تو عید کے بعد جب رمضان کے روزوں کی قضا کرے تو اعتکاف کی بھی قضا کر لے۔ اگر قضائے رمضان کے ساتھ اعتکاف نہیں کیا تو بعد میں نفلی روزے رکھ کر اعتکاف پورا کرے۔

۷۔ عید الفطر اور صدقہ فطر

سوال نمبر ۱۴۰: نماز عیدین کا حکم کب دیا گیا؟

جواب: نماز عیدین کا حکم ہجرتِ مدینہ کے پہلے سال دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی خوشی اور فرحت کے لئے سال میں دو اہم دن مقرر کئے جن میں سے ایک عید الاضحیٰ اور دوسرا عید الفطر کا دن ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو (دیکھا کہ) وہاں کے لوگ دو دن کھیل تماشے میں گزارتے تھے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ دن کیا ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم ایام جاہلیت میں ان دو دنوں میں کھیل تماشے کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا؛ يَوْمَ الْأَضْحٰی وَ يَوْمَ الْفِطْرِ. (۱)

’’اللہ تعالیٰ نے ان ایام کے بدلے میں تمہیں ان سے بہتر دو ایام: یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر عطا فرمائے ہیں۔‘‘

(۱) أبو داؤد، السنن، كتاب الصلاة، باب صلاة العيدين، ۱: ۲۹۵، رقم: ۱۱۳۴

سوال نمبر ۱۴۱: عید الفطر کو خوشی کا دن کیوں قرار دیا گیا؟

جواب: عید الفطر دراصل بہت سی خوشیوں کا مجموعہ ہے۔ ایک رمضان المبارک کے روزوں کی خوشی، دوسری قیام شب ہائے رمضان کی خوشی، تیسری نزول قرآن، چوتھی لیلۃ القدر اور پانچویں اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزہ داروں کے لئے رحمت و بخشش اور عذاب جہنم سے آزادی کی خوشی۔ پھر ان تمام خوشیوں کا اظہار صدقہ و خیرات جسے صدقہ فطر کہا جاتا ہے، کے ذریعے کرنے کا حکم ہے تاکہ عبادت کے ساتھ انفاق و خیرات کا عمل بھی شریک ہو جائے۔ یہی وہ وجوہات ہیں جن کی بناء پر اسے مومنوں کے لئے ''خوشی کا دن'' قرار دیا گیا۔

سوال نمبر ۱۴۲: کیا عید کے دن روزہ رکھنا جائز ہے؟

جواب: جی نہیں! عید کے دن روزہ رکھنا جائز نہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے عید کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نَهَى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ: يَوْمِ الْفِطْرِ وَ يَوْمِ الْأَضْحَى. (۱)

''حضور نبی اکرم ﷺ نے دو دنوں فطر اور اضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔''

(۱) أبو داؤد، السنن، کتاب الصیام، باب فی صوم العیدین، ۲: ۳۱۴، رقم: ۲۴۱۷

سوال نمبر ۱۴۳: عید الفطر کی نماز کا وقت کیا ہے اور اس کی ادائیگی میں تاخیر جائز ہے؟

جواب: عید الفطر کی نماز کا وقت آفتاب کے بلند ہو جانے کے بعد زوال سے پہلے تک رہتا ہے۔ عید الفطر کی نماز میں تاخیر کرنا جائز ہے جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو نجران میں حکم دیا:

عَجِّلِ الْاَضْحٰی وَاَخِّرِ الْفِطْرَ وَذَكِّرِ النَّاسَ. (۱)

’’عید الاضحیٰ کی نماز جلدی ادا کرو اور عید الفطر کی نماز دیر سے ادا کرو اور لوگوں کو وعظ سناؤ۔‘‘

سوال نمبر ۱۴۴: عید کی نماز کے لئے اذان اور اقامت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: عید کی نماز میں نہ اذان ہوتی ہے اور نہ اقامت۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْعِيْدِ، فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ. (۲)

’’میں عید کے دن نماز میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حاضر تھا۔ پس آپ نے اذان اور تکبیر کے بغیر خطبہ سے قبل عید کی نماز پڑھی۔‘‘

---

(۱) بیهقی، السنن الکبری، ۳: ۲۸۲، رقم: ۵۹۴۴

(۲) مسلم، الصحیح، کتاب صلاة العیدین، باب ۲: ۶۰۳، رقم: ۸۸۵

سوال نمبر ۱۴۵: نمازِ عیدین ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نمازیں ہر اس شخص پر واجب ہیں جس پر جمعہ فرض ہے۔ عیدین دوگانہ یعنی دو رکعتوں والی نماز ہے۔ نمازِ عیدین کا طریقہ وہی ہے جو دیگر نمازوں کا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ نماز عیدین میں چھ زائد تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ امام تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھے، پھر ہاتھ اُٹھا کر تین تکبیریں کہے، تیسری تکبیر کے بعد ناف کے نیچے ہاتھ باندھ لے، مقتدی بھی ایسا ہی کریں۔ پھر امام تعوذ وتسمیہ کے بعد جہراً قرأت کرے۔ قرأت کے بعد حسبِ معمول رکوع و سجود کیے جائیں۔ پھر دوسری رکعت شروع ہوگی۔ امام قرأت کرے، قرأت کے بعد تین مرتبہ ہاتھ اُٹھا کر تکبیریں کہے، مقتدی بھی اس کے ساتھ ایسا ہی کریں اور چوتھی مرتبہ امام ہاتھ اُٹھائے بغیر تکبیر رکوع کرے، مقتدی بھی ایسا کریں، اس طرح دو رکعت نماز مکمل کی جائے گی۔ نماز عیدین کا وقت آفتاب کے بلند ہوجانے کے بعد زوال سے پہلے تک ہے۔

سوال نمبر ۱۴۶: عید کے دن کون سے امور بجا لانا مسنون اور مستحب ہیں؟

جواب: عید کے دن مندرجہ ذیل امور بجا لانا مسنون و مستحب ہیں:

۱۔ مسواک کرنا

۲۔ غسل کرنا

۳۔ کپڑے نئے ہوں تو بہتر ورنہ دھلے ہوئے پہننا

۴۔ خوشبو لگانا

۵۔ صبح سویرے اُٹھ کر عیدگاہ جانے کی تیاری کرنا

۶۔ نماز عید الفطر سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا

۷۔ پیدل عیدگاہ جانا

۸۔ ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا۔

۹۔ نماز عید الفطر کو جانے سے پہلے طاق عدد کھجوروں یا چھواروں کا کھانا یا کوئی اور میٹھی چیز کھالینا۔

۱۰۔ عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا مستحب ہے۔ اگر قربانی کا گوشت میسر ہو تو نماز عید کے بعد اس کا کھانا مستحب ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کی ضیافت ہے۔ لیکن اگر کچھ کھا لیا تب بھی کوئی حرج نہیں۔

۱۱۔ عیدین کی نماز کسی بڑے میدان میں ادا کرنا سنت ہے۔ لیکن بڑے شہر یا اس جگہ جہاں زیادہ آبادی ہو ایک سے زائد مقامات پر عیدین کے اجتماعات بھی درست ہیں اور میدان کی بھی شرط نہیں۔ بڑی مساجد میں بھی یہ اجتماعات صحیح ہیں جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے۔ اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ اگر کسی ایک جگہ اجتماع ہوگا تو بہت سے لوگ

نماز عید سے محروم رہ جائیں گے، کچھ تو حقیقی مشکلات کی وجہ سے اور کچھ اپنی سستی کے باعث۔

۱۲۔ نمازِ عید کے لئے تکبیر تشریق کہتے ہوئے جانا۔ عید الاضحیٰ میں با آواز بلند اور عید الفطر میں آہستہ کہنی چاہیے۔

۱۳۔ عیدین کا خطبہ سنت ہے، یہ خطبہ نماز کے بعد ہوگا۔

۱۴۔ اگر خطبہ نمازِ عید سے پہلے دیا تو کافی ہے اگرچہ مکروہ ہے بعد میں اعادہ نہیں کیا جائے گا۔

سوال نمبر ۱۴۷: عید کی رات عبادت کرنے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: عید کا دن جہاں خوشی و مسرت کے اظہار اور میل ملاپ کا دن ہوتا ہے وہاں عید کی رات میں کی جانے والی عبادت کی فضیلت عام دنوں میں کی جانے والے عبادت سے کئی گنا بڑھ کر ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيْدَيْنِ مُحْتَسِبًا لِلّٰهِ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوْتُ الْقُلُوْبُ.(۱)

’’جو شخص عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتوں میں عبادت کی نیت سے قیام کرتا ہے، اس کا دل اس دن بھی فوت نہیں ہوگا جس دن تمام دل

(۱) ابن ماجه، السنن، كتاب الصيام، باب فيمن قام فی ليلتی العيدين، ۲: ۳۷۷، رقم: ۱۷۸۲

فوت ہوجائیں گے۔‘‘

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَحْيَا اللَّيَالِي الْخَمْسَ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ: لَيْلَةَ التَّرْوِيَة، وَلَيْلَةَ عَرَفَةَ، وَلَيْلَةَ النَّحْرِ، ولَيْلَةَ الْفِطْرِ، وَلَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ. (۱)

’’جو شخص پانچ راتیں عبادت کرے، اس کے لئے جنت واجب ہوجاتی ہے۔ وہ راتیں یہ ہیں: آٹھ ذو الحجہ، نو ذوالحجہ (یعنی عید الاضحیٰ)، دس ذوالحجہ، عید الفطر اور پندرہ شعبان کی رات (یعنی شبِ برأت)۔‘‘

سوال نمبر ۱۴۸: صدقہ فطر کسے کہتے ہیں؟

جواب: صدقہ فطر مالی انفاق ہے جس کا حکم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زکوٰۃ سے پہلے اس سال دیا جس سال رمضان کا روزہ فرض ہوا۔ صدقہ فطر غریبوں اور مسکینوں کو دیا جاتا ہے۔ اس کو فطرانہ بھی کہتے ہیں۔ اس کا ادا کرنا ہر مالدار شخص کے لئے ضروری ہے تا کہ غریب اور مسکین لوگ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہوسکیں۔ علاوہ ازیں صدقہ فطر روزے دار کو فضول اور فحش حرکات سے پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ فطر کو اس لئے فرض قرار دیا ہے کہ یہ روزہ دار کے بیہودہ

(۱) منذری، الترغیب والترهیب، ۱: ۱۸۲

کاموں اور فحش باتوں کی پاکی اور مساکین کے لئے کھانے کا باعث بنتا ہے۔[۱]

سوال نمبر ۱۴۹: صدقہ فطر کس پر واجب ہے؟

جواب: صدقہ فطر تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

فَرَضَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ، عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ، وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى، وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.[۲]

’’رسول اللہ ﷺ نے غلام اور آزاد، مرد اور عورت، چھوٹے اور بڑے سب مسلمانوں پر صدقہ فطر کھجور یا جو کا ایک صاع فرض کیا ہے۔‘‘

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدقہ فطر ہر تونگر پر (واجب) ہے۔[۳]

شرع کی رو سے تونگر ایسے شخص کو کہتے ہیں جس پر زکوٰۃ واجب ہو یا اس پر زکوٰۃ تو واجب نہ ہو لیکن اس کے پاس ضروری اسباب (جیسے گھر، کپڑے اور گھر کا سامان وغیرہ) ہو کہ جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔

(۱) ابو داؤد، السنن، کتاب الزکاة، باب زکاة الفطر، ۲: ۲۸، رقم: ۱۶۰۹

(۲) بخاری، الصحیح، کتاب الزکاة، باب فرض صدقة الفطر، ۲: ۵۴۷، رقم: ۱۴۳۲

(۳) کنانی، زجاجة المصابیح، ۱: ۵۱۱

خواہ وہ تجارت کا مال ہو یا نہ ہو اور خواہ اس پر سال گزرے یا نہ گزرے، ایسی صورت میں اس شخص پر صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

سوال نمبر ۱۵۰: صدقہ فطر کی ادائیگی کا وقت کیا ہے؟

جواب: صدقہ فطر کی ادائیگی کا افضل وقت عید کی صبح صادق کے بعد اور نماز عید سے پہلے کا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ نماز کی طرف جانے سے پہلے زکوٰۃ فطر ادا کرلی جائے۔ (۱)

لیکن اگر کوئی شخص صدقہ فطر کسی وجہ سے عید کے روز ادا نہ کر سکا اور بعد میں ادا کیا تو اس کا شمار قضا میں نہیں ہوگا۔ صدقہ فطر کسی وقت بھی ادا کیا جائے وہ ادا ہی ہوگا۔

سوال نمبر ۱۵۱: صدقہ فطر کے فوائد کیا ہیں؟

جواب: صدقہ فطر کے مندرجہ ذیل فوائد ہیں:

۱۔ صدقہ فطر ادا کرنے سے حکم شرعی پر عمل کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

۲۔ صدقہ فطر روزوں کو کمی کوتاہی سے پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔

۳۔ صدقہ فطر دینے سے عید کے دن ناداروں اور مفلسوں کی کفالت ہو جاتی ہے، اسی لئے اس کی ادائیگی کا صحیح وقت عید الفطر سے پہلے ہے۔

---

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ قبل العید، ۲: ۵۴۸، رقم: ۱۴۳۸

سوال نمبر۱۵۲: ماہِ رمضان میں صدقہ و خیرات کرنے کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: صدقہ و خیرات وہ مال ہے جو اللہ کی رضا کے لئے غریب و مسکین لوگوں کو دیا جاتا ہے۔ زکوٰۃ وعشر اور صدقہ فطر تینوں واجب ہیں۔ جو ان تینوں میں سے کسی ایک کو ادا نہ کرے گا، سخت گناہگار ہوگا۔ ان کے علاوہ بھی راہِ خدا میں صدقہ و خیرات کرنے کا بہت زیادہ اجر وثواب ہے اور دنیا و آخرت میں اس کے بے شمار فوائد ہیں۔ رمضان المبارک میں صدقہ و خیرات کی فضیلت کا علم ہمیں حضور نبی اکرم ﷺ کی متعدد احادیثِ مبارکہ سے ملتا ہے:

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: رمضان میں صدقہ کرنا افضل ہے۔[۱]

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ تمام لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے۔ رمضان میں جب حضرت جبریل امین علیہ السلام کی آپ ﷺ سے ملاقات ہوتی تو آپ ﷺ بہت زیادہ سخاوت کیا کرتے تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام کی ملاقات کے وقت تو آپ ﷺ سخاوت میں تیز ہوا کے جھونکے سے بھی بڑھ جاتی۔[۲]

---

(۱) ترمذی، السنن، کتاب الزکاۃ، باب ما جاء فی فضل الصدقۃ، ۲: ۴۳، رقم: ۶۶۳

(۲) بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، باب أجود ما کان النبی ﷺ یکون فی رمضان، ۲: ۶۷۲، رقم: ۱۸۰۳

۸۔ عید الفطر اور صدقہ فطر سے متعلقہ مسائل

سوال نمبر۱۵۳: کیا عید کی نماز کے لئے جماعت شرط ہے؟

جواب: جی ہاں! عید کی نماز کے لئے جماعت شرط ہے۔ نمازِ عید کی جماعت ایک شخص کے شریک ہونے سے بھی ہو جاتی ہے۔

سوال نمبر۱۵۴: عیدالفطر کا خطبہ پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: عید الفطر کا خطبہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ امام عید کی نماز کے سلام کے بعد بغیر دعا مانگے منبر کے پہلے درجہ پر کھڑے ہو کر لوگوں کی طرف منہ کر کے خطبہ پڑھنا شروع کرے۔ آہستہ آواز میں پہلے تعوذ اور پھر تسمیہ پڑھ کر نو (۹) دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے یا تین دفعہ تکبیرِ تشریق (اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ لاَ اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْد) پڑھے پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے خطبہ شروع کر دے۔

پہلا خطبہ ختم کرنے کے بعد تین تسبیحات یا تین آیات کی مقدار خاموش ہو کر منبر پر بیٹھ جائے۔ پھر اس کے بعد کھڑے ہو کر سات دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ یا دو دفعہ تکبیر تشریق پڑھ کر دوسرا خطبہ شروع کرے۔

سوال نمبر ۱۵۵: اگر کسی کی نمازِ عید رہ جائے یا فاسد ہو جائے تو اس کی قضا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کوئی شخص عید کی نماز امام کے پیچھے نہ پڑھ سکے یا کسی وجہ سے اس کی عید کی نماز فاسد ہو جائے تو شرعًا اس کی قضا کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا، نہ وقت کے اندر نہ اس کے بعد۔

ہاں اگر وہ شخص چاہے تو نمازِ چاشت کی چار رکعتیں بغیر اضافی تکبیرات کے پڑھ لے۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورۃ الاعلی اور دوسری رکعت میں سورۃ الضحیٰ، تیسری میں سورۃ الانشراح اور چوتھی میں سورۃ التین پڑھی جائے۔

سوال نمبر ۱۵۶: اگر عید جمعہ کے دن ہو تو نمازِ جمعہ ادا کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر عید جمعہ کے دن آ جائے تو دونوں نمازیں اپنے اپنے مقررہ اوقات پر حسبِ معمول ادا کی جائیں گی۔ رحمتیں اور برکتیں دوگنا ہو جائیں گی۔

۱۔ ابو صالح الزیات سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِی ﷺ اجْتَمَعَ فِی زَمَانَه یَوْمِ جُمُعَةِ وَ یَوْمَ فطر، فَقَالَ: إِنَّ هَذَا الْیَوْمَ یَوْم، قد اجْتَمَعَ فِیْهِ عَیْدَانِ، فَمَنْ أَحَبَّ فَلْیَنْقَلِبْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ یَنْتَظِرَ فَلْیَنْتَظِرْ.(۱)

(۱) عبد الرزاق، المصنف، ۳: ۳۰۴، رقم: ۵۷۲۹

’’حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں جمعہ اور عید الفطر ایک دن میں جمع ہوگئے تو آپ ﷺ فرمایا: آج ایک دن میں دو عیدیں جمع ہوگئیں، جو گھر واپس جانا چاہے چلا جائے اور جو نماز جمعہ کا انتظار کرنا چاہے، وہ انتظار کرے۔‘‘

۲۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابو عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھا عید الفطر اور جمعہ کا دن جمع ہوگئے۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نماز عید کے بعد لوگوں کو خطبہ دیا اور پھر فرمایا: یہ دو عیدیں ایک دن میں جمع ہوگئی ہیں۔

فمن كان من أهل العوالى فأحب أن يمكث حتى يشهد الجمعة فليفعل، ومن أحب أن ينصرف فقد أذنا له. (۱)

’’پس جو مضافات کا باشندہ ہے اور نماز جمعہ میں شامل ہونا چاہتا ہے تو شامل ہو جائے اور جو گھر کو لوٹنا چاہے تو اسے بھی اجازت دے دی گئی ہے۔‘‘

۳۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كان رسول الله ﷺ يقرأ فى الجمعة والعيد بـ: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ فَإِذَا اجْتَمَعَ الجمعة وَ العيدان فى يوم قرأ بهما. (۲)

(۱) عبد الرزاق، المصنف، ۳: ۳۰۵، رقم: ۵۷۳۲

(۲) نسائى، السنن الكبرى، ۱: ۵۴۷، رقم: ۱۷۷۵

''رسول اللہ ﷺ نماز جمعہ و نماز عید میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلٰی (سورۃ الاعلیٰ) اور هَلْ اَتَاکَ حَدِیثُ الْغَاشِیَةِ (سورۃ الغاشیہ) پڑھا کرتے تھے۔ جب ایک دن میں جمعہ و عیدین جمع ہو جائے تو (بھی) آپ ﷺ یہی دو سورتیں پڑھتے تھے۔''

۴۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

أَشَهِدْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عِيْدَيْنِ؟ قَالَ: نَعَمْ، صَلَّى الْعِيْدَ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ ثُمَّ رَخَّصَ فِي الْجُمعَةِ.(۱)

''کیا آپ نے دو عیدیں (یعنی جمعہ اور عید اکٹھی) حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ پڑھی ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! سرکار ﷺ نے دن چڑھے نمازِ عید پڑھائی پھر نماز جمعہ میں رخصت عطا فرما دی۔''

۵۔ امام محمد نے الجامع الصغیر میں ایک ہی دن میں دو عیدوں کے جمع ہونے کے متعلق فرمایا:

يشهدهما جميعًا ولا يترک واحدا منهما، والأولى منهما سنة والأخرى فريضة.(۲)

(۱) نسائی، السنن، کتاب صلاة العيدين، باب الرخصة في التخلف عن الجمعة لمن شهد العيد، ۳: ۱۹۴، رقم: ۱۵۹۱

(۲) ابن نجیم، البحرالرائق، ۲: ۷۰

''دونوں میں حاضری ہوگی اور ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑا جائے گا، کیونکہ پہلی سنت (واجب) ہے دوسری فرض۔''

۶۔ علامہ شامی فرماتے ہیں:

عيدان اجتمعا في يوم واحد، فالاول سنة والثاني فريضة، ولا يترک واحد منهما. (۱)

''جب ایک دن میں دو عیدیں (عید اور جمعہ) جمع ہو جائیں تو پہلی سنت (واجب) اور دوسری فرض ہے۔ کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑا جائے گا۔''

۷۔ امام ابوبکر بن مسعود کاسانی فرماتے ہیں:

تجب صلاة العيدين على أهل الاحصار كما تجب الجمعة.

''دونوں عیدوں کی نماز شہریوں پر ایسی ہی واجب ہے جیسے نماز جمعہ واجب ہے۔''

امام کاسانی البدائع الصنائع میں امام محمد کی رائے سے متعلق لکھتے ہیں:

فإنه قال في العيدين اجتمعا في يوم واحد، فا لأول سنة ...... في الجامع الصغير أنها واجبة بالسنة ...... والصحيح أنها واجبة. (۲)

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ۲: ۱۶۶
(۲) کاسانی، بدائع الصنائع، ۱: ۲۷۵

’’امام محمد نے کہا جمعہ اور عید ایک دن میں جمعہ ہو جائیں تو پہلی (نماز عید) سنت ہے ...... جامع صغیر میں ہے کہ نماز عید سنت کی رو سے واجب ہے ...... صحیح یہ ہے کہ نماز عید واجب ہے۔‘‘

تبصرہ

حضور نبی اکرم ﷺ نے جمعہ کے دن نماز عید و جمعہ دونوں پڑھائیں۔ ہمارے لئے یہ دلیل کافی ہے۔ ہم جو کچھ سمجھے ہیں وہ یہ ہے کہ نماز عید پڑھا کر مضافات مدینہ سے آنے والے لوگوں کو آپ نے رخصت دے دی کہ جو چاہے مدینہ منورہ میں رہے اور نماز جمعہ بھی ادا کرے اور جن کے گھر شہر سے اتنے دور ہیں کہ وہاں نماز جمعہ وعیدین ادا نہیں کر سکتے وہ چاہیں تو نماز جمعہ ادا کرنے سے پہلے اپنے گھروں کو لوٹ جائیں۔ پس جو شہر میں رہ جائیں گے ان پر نماز جمعہ فرض ہوگی اور جو جمعہ کے وقت سے پہلے ہی گاؤں چلے گئے ان پر نماز جمعہ فرض ہی نہ ہوئی کہ اس کے لئے شہر ہونا شرط ہے۔ (واللہ اَعلم ورسولہ۔)

سوال نمبر ۱۵۷: نمازِ جمعہ اور عیدین کی نماز میں کیا فرق ہے؟

جواب: عیدین (یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی نماز واجب ہے مگر سب پر نہیں بلکہ ان پر جن پر جمعہ واجب ہے۔ اس کی ادائیگی کے لئے وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کی ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ شرط ہے اور عیدین میں سنت ہے اگر جمعہ میں خطبہ نہ پڑھا تو جمعہ نہ ہوا اور اگر عیدین میں نہ پڑھا

تو نماز تو ہوگئی مگر مکروہ ہوئی۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے ہوتا ہے اور عیدین کا نماز کے بعد۔ اگر عیدین کا خطبہ نماز سے پہلے پڑھا تو مکروہ ہے مگر نماز ہوگئی لوٹائی نہیں جائے گی۔

سوال نمبر ۱۵۸: جو شخص روزہ نہ رکھے کیا اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے؟

جواب: صدقہ فطر واجب ہونے کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں۔ اگر کسی عذر مثلاً: سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر بھی روزہ نہ رکھا تب بھی صدقہ فطر واجب ہے۔

سوال نمبر ۱۵۹: کیا صدقہ فطر یومِ عید سے پہلے رمضان میں دیا جا سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! صدقہ فطر یوم عید سے پہلے بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔ عید سے ایک دو دن قبل حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے صدقہ فطر ادا کرنا ثابت ہے۔ نافع بیان کرتے ہیں:

كَانُوْا يُعْطُوْنَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ.(۱)

''وہ (یعنی حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) عید الفطر سے ایک یا دو روز قبل فطرانہ ادا کر دیا کرتے تھے۔''

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب صدقه الفطر علی الحر و المملوك، ۲: ۵۴۹، رقم: ۱۴۴۰

سوال نمبر ۱۶۰: کیا نابالغ پر بھی فطرانہ ادا کرنا واجب ہے؟

جواب: جی ہاں! اگر نابالغ کا اپنا مال ہو تو اس کے مال میں سے صدقہ فطر ادا کیا جائے گا وگرنہ ہر صاحبِ نصاب مالک پر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

سوال نمبر ۱۶۱: فطرانہ لینے کے مستحق کون لوگ ہیں؟

جواب: صدقہ فطر/ فطرانہ کے مصارِف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں، یعنی جن کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اُنہیں صدقہ فطر دے سکتے ہیں اور جنہیں زکوٰۃ نہیں دے سکتے اُنہیں فطرانہ بھی نہیں دے سکتے۔ مصارِف میں سے بہتر یہی ہے کہ فقراء و مساکین کو ترجیح دی جائے، اِس لیے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا اِرشاد ہے:

أُغْنُوْهُمْ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ. (۱)

”اس دن مساکین کو (سوال سے) بے نیاز کر دو۔“

سوال نمبر ۱۶۲: کیا رشتہ داروں کو صدقہ فطر دینا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! رشتہ داروں مثلاً بھائی، بہن، چچا، ماموں، خالہ وغیرہ کو صدقہ فطر دینا جائز ہے لیکن اپنی اولاد کو یا ماں باپ، نانا، نانی اور دادا، دادی کو زکوٰۃ اور صدقہ فطر نہیں دے سکتے۔ علاوہ ازیں شوہر بیوی کو یا بیوی شوہر کو بھی صدقہ فطر نہیں دے سکتی۔

---

(۱) دارقطنی، السنن، ۲: ۱۵۲، رقم: ٦٧

سوال نمبر۱۶۳: شرعی اعتبار سے صدقہ فطر کی مقدار کتنی مقرر ہے؟

جواب: صدقہ فطر گیہوں یا گیہوں کا آٹا آدھا صاع اور جو یا جو کا آٹا یا کھجور ایک صاع دیں۔ موجودہ وزن میں ایک صاع کا وزن چار کلو اور تقریباً چورانوے گرام ہے اور آدھا صاع دو کلو اور تقریباً پینتالیس گرام کا بنتا ہے۔

اگر فطرانہ میں اس مقدار کے برابر قیمت دے دی جائے تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ محتاجوں کو اس سے زیادہ فائدہ ہو گا۔ صدقہ فطر اجتماعی طور پر کسی ایک محتاج کو بھی دیا جا سکتا ہے۔

سوال نمبر۱۶۴: کیا صدقہ فطر ہر شخص یکساں ادا کرے گا یا اپنی اپنی حیثیت کے مطابق؟

جواب: ہر طبقہ کے لوگ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق صدقہ فطر ادا کریں گے، جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

’’صرف مُسِنَّة کی قربانی کرو۔ لیکن اگر دنبوں میں مُسِنَّة کا ملنا دشوار ہو تو چھ ماہ کے دنبے کی قربانی بھی کر سکتے ہو۔‘‘(۱)

بکرے، گائے اور اونٹ میں مُسِنَّة اس جانور کو کہتے ہیں جس کے دودھ پینے کے دانتوں کی جگہ چرنے اور کھانے کے دانت نکل آئیں۔ بکرے کی عمر ایک سال ہو تو اُس کی یہ دانت نکلتے ہیں جب کہ گائے دو سال اور

(۱) نسائی، السنن، کتاب الضحایا، باب المسنة والجزعة، ۷: ۲۱۸، رقم: ۴۳۷۸

اونٹ پانچ سال کا ہوجائے تو اُس کے کھانے کے دانت نکلتے ہیں۔ شریعت میں اِجازت ہے کہ ہر مسلمان اپنی استطاعت کے مطابق بکروں، دنبوں، گایوں یا اونٹوں کی قربانی کرے۔ اِسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ نے صدقہ فطر کی بھی مختلف اَقسام کو اُمت کے لئے جائز فرمایا جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ''حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ہم ایک صاع (چار کلوگرام) اناج (بطور صدقہ فطر) ادا کرتے تھے؛ یا ایک صاع کھجوریں یا ایک صاع جَو یا ایک صاع کشمش ادا کرتے تھے۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو گندم کا آٹا آ گیا - جو کہ اُس وقت نسبتاً سب سے مہنگا تھا - تو نصف صاع (دو کلو) گندم کو ان چیزوں کے چار کلو کے برابر قرار دے دیا گیا۔''(۱)

ایک اور حدیث مبارکہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ''حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اَقدس میں ہم ایک صاع اناج بطور صدقہ فطر ادا کرتے تھے۔ ہمارا اناج جَو، کشمش، پنیر اور کھجور پر مشتمل ہوتا تھا۔''(۲)

لہٰذا مختلف آمدنی رکھنے والے طبقات اپنی اپنی آمدن اور مالی حیثیت کے مطابق دو کلو گندم کی قیمت سے لے کر چار کلو کشمش کی قیمت تک کسی بھی مقدار کو صدقۂ فطر کے طور پر ادا کریں گے تاکہ غرباء و مستحقین کا زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو۔

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب صدقة الفطر، باب صاع من زبیب، ۲: ۵۴۸، رقم: ۱۴۳۷

(۲) بخاری، الصحیح، کتاب صدقة الفطر، باب الصدقة قبل العید، ۲: ۵۴۸، رقم: ۱۴۳۹

مآخذ و مراجع

۱۔ القرآن الحکیم۔

۲۔ **ابن ابی شیبہ**، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان کوفی (۱۵۹۔ ۲۳۵ھ/ ۷۷۶۔۸۴۹ء)۔ **المصنف**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ۱۴۰۹ھ۔

۳۔ **ابن حبان**، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/ ۸۸۴۔۹۶۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۴ھ۔

۴۔ **احمد بن حنبل**، ابو عبد اللہ بن محمد (۱۶۴۔۲۴۱ھ/ ۷۸۰۔۸۵۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۵۔ **احمد رضا**، ابن نقی علی خاں قادری بریلوی (۱۲۷۲۔۱۳۴۰ھ/ ۱۸۸۶۔ ۱۹۲۱ء)۔ **فتاویٰ رضویہ**۔ لاہور، پاکستان: رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، ۱۹۹۱ء۔

۶۔ **ابن خلکان**، ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان (۶۰۸۔ ۶۸۱ھ)۔ **وفیات الأعیان و أنباءِ الزمان**۔ بیروت، لبنان: دار الثقافہ، ۱۹۶۸ء۔

۷۔ **ابن خزیمہ**، ابوبکر محمد بن اسحاق (۲۲۳۔۳۱۱ھ/ ۸۳۸۔۹۲۴ء)۔ **الصحیح**، بیروت، لبنان، المکتب الاسلامی، ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء۔

۸۔ **ابن رشد**، محمد بن احمد بن محمد بن احمد قرطبی اندلسی (۵۹۵ھ)۔ **بدایۃ المجتہد و نہایۃ المقتصد**۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ الکلیات الازھریۃ، ۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۴ء۔

۹۔ **ابن عابدین شامی**، محمد بن محمد امین بن عمر (۱۲۴۴۔ ۱۳۰۶ھ)۔ **رد المحتار علی در المختار علی تنویر الأبصار**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۸۶ھ۔

۱۰۔ **ابن ماجہ**، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹۔۲۷۳ھ/ ۸۲۴۔ ۸۸۷ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء

۱۱۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ **البدایۃ والنھایۃ**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۱۲۔ **ابو یعلی**، احمد بن علی بن مثنی بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰۔۳۰۷ھ/ ۸۲۵۔۹۱۹ء)۔ **المسند**۔ دمشق، شام: دار المأمون للتراث، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء۔

۱۳۔ **عبد الرزاق**، ابو بکر بن ہمام بن نافع صنعانی (۱۲۶۔۲۱۱ھ/۷۴۴۔ ۸۲۶ء)۔ **المصنف**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ۔

۱۴۔ **ابوداؤد**، سلیمان بن اشعث سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵ھ/ ۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۱۵۔ **ابن منظور افریقی**، امام العلامۃ ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور المصری الافریقی (۷۱۱ھ) **لسان العرب**۔ بیروت، لبنان، دار مصادر

۱۶۔ **ابن نجیم**، الشیخ زین بن ابراہیم بن محمد بن محمد بن بکر الحنفی، (۹۷۰ھ)، البحر الرائق، شرح کنز الدقائق، مصر: مطبوعۃ مطبعۃ علمیۃ، ۱۳۱۱ھ

۱۷۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/ ۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار ابن کثیر، الیمامہ، ۱۴۰۷ھ۔

۱۸۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔

السنن الکبریٰ۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۱۹۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ شعب الإیمان، بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء

۲۰۔ **ترمذی**، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ (۲۰۹۔۲۷۹ھ/ ۸۲۵۔ ۸۹۲ء)۔ الجامع الصحیح۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء۔

۲۱۔ **حاکم**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۳۱۔۴۰۵ھ/۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ المستدرک علی الصحیحین۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ۔

۲۲۔ **حصکفی**، علاء الدین (م ۱۰۸۸ھ۔۱۶۷۷ء)۔ الدر المختار شرح تنویر الأبصار۔ کراچی، پاکستان: ایچ ایم سعید کمپنی۔

۲۳۔ **دار قطنی**، ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان (۳۰۶۔ ۳۸۵ھ/ ۹۱۸۔۹۹۵ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء۔

۲۴۔ **دارمی**، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن (۱۸۱۔۲۵۵ھ/ ۷۹۷۔۸۶۹ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ۔

۲۵۔ **دیلمی**، ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ بن فناخسرو ہمذانی (۴۴۵۔۵۰۹ھ/ ۱۰۵۳۔۱۱۱۵ء)۔ الفردوس بماثور الخطاب۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۶ء۔

۲۶۔ **شاہ ولی اللہ**، محدث دہلوی، (متوفی ۱۱۷۴ھ/۱۷۶۲ء)۔ حجۃ اللہ البالغۃ۔ پشاور، پاکستان: مکتبۃ فاروقیہ۔

۲۷۔ **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔ ۹۷۱ء)۔ المعجم الأوسط۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۲۸۔ **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔ ۹۷۱ء)۔ **المعجم الصغیر**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء۔

۲۹۔ **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔ ۹۷۱ء)۔ **المعجم الکبیر**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء

۳۰۔ **طحاوی**، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ (۲۲۹۔۳۲۱ھ/ ۸۵۳۔۹۳۳ء)۔ **شرح معانی الآثار**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۹ھ۔

۳۱۔ **طیالسی**، ابو داؤد سلیمان بن داؤد جارود (۱۳۳۔۲۰۴ھ/۷۵۱۔۸۱۹ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان، دار المعرفہ۔

۳۲۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **تلخیص الجیر فی تخریج أحادیث الرافعی الکبیر**۔ المدینہ المنورۃ، سعودیہ: المکتبۃ الاثریۃ (۱۳۸۴/۱۹۶۴)

۳۳۔ **کاسانی**، علاء الدین (م ۵۸۷ھ)۔ **بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۹۸۲ء۔

۳۴۔ **مالک**، ابن انس بن مالک رضی اللہ عنہ بن ابی عامر بن عمرو (۹۳۔ ۱۷۹ھ/ ۷۱۲۔ ۷۹۵ء)۔ **الموطأ**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۳۵۔ **مسلم**، ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیشاپوری (۲۰۶۔ ۲۶۱ھ/ ۸۲۱۔ ۸۷۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی

۳۶۔ **مرغینانی**، برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر، **الھدایہ**۔ کراچی، پاکستان: محمد علی کارخانہ اسلامی کتب۔

۳۷۔ **ملا علی قاری**، نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء)۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح۔ بمبئی، بھارت: اصح المطابع۔

۳۸۔ **منذری**، ابو محمد عبدالعظیم بن عبدالقوی بن عبد اللہ بن سلامہ بن سعد (۵۸۱۔۶۵۶ھ/۱۱۸۵۔۱۲۵۸ء)۔ الترغیب والترهیب من الحدیث الشریف۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ۔

۳۹۔ **نسائی**، احمد بن شعیب (۲۱۵۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ السنن۔ بیروت لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء+

۴۰۔ **نووی**، ابو زکریا، یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۷ھ/۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ شرح صحیح مسلم۔ بیروت، لبنان: دار الاحیاء التراث، ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء۔

۴۱۔ **وہبہ زحیلی**، ڈاکٹر۔ الفقہ الإسلامی و أدلتہ۔ دمشق، شام: دار الفکر، ۱۹۷۸ء۔

۴۲۔ **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵۔۱۴۰۵ء)۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد۔ قاہرہ، مصر: دار الریان للتراث + بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء

کتبِ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

۱۔ عرفانُ القرآن (ترجمہ قرآنِ حکیم)

۲۔ المنهاج السّويّ من الحديث النبوي ﷺ ﴿عربی متن، اُردو ترجمہ اور تحقیق وتخریج﴾

۳۔ البیان فی رحمۃ المنّان ﷻ

۴۔ **العرفان فی فضائل و آداب القرآن**

۵۔ **هداية الامة على منهاج القرآن و السنة**

۶۔ اسلام اور جدید سائنس

۷۔ اَرکانِ اِسلام

۸۔ الحکم شرعی

۹۔ اِسلامی تربیتی نصاب (جلد اَوّل)

۱۰۔ حسن اعمال

۱۱۔ حقیقتِ اعتکاف

۱۲۔ تذکرے اور صحبتیں

۱۳۔ فلسفۂ صوم

۱۴۔ سیرۃ الرسول ﷺ جلد ششم

۱۵۔ تعلیماتِ اِسلام سیریز (۵): طہارت اور نماز

۱۶۔ **عمدة البيان فی عظمة سيد ولد عدنان** ﷺ

۱۷۔ کتاب البدعۃ

خطاباتِ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

نمبر شمار	عنوان	خطاب نمبر
۱۔	روزے کے فضائل	Ba-5
۲۔	روزہ دار کا باب الریان سے گزرنا	Ba-6

نمبر شمار	عنوان	خطاب نمبر
۳۔	کفارہ صوم اور حضور نبی اکرم ﷺ کے تشریعی اختیارات اور بیانِ غزوۂ بدر	Ba-7
۴۔	ایمان، نور اور اعتکاف	Ca-8
۵۔	روزہ کی حکمت و افادیت (Vol-I)	Dd-1
۶۔	روزہ کی حکمت و افادیت (Vol-II)	Dd-2
۷۔	رمضان المبارک معمولاتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں (Vol-I)	Dd-3
۸۔	رمضان المبارک معمولاتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں (Vol-II)	Dd-4
۹۔	رمضان المبارک معمولاتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں (Vol-III)	Dd-5
۱۰۔	روزہ اور قربِ الٰہی	Dd-6
۱۱۔	بیان اعتکاف (خلوت نشینی) (Vol-I)	Dd-7
۱۲۔	بیان اعتکاف (تقویٰ و پرہیزگاری) (Vol-II)	Dd-8
۱۳۔	خلوت نشینی اور تلاش حق	Dd-9